کلیات اکبر الہ آبادی

از

اکبر الہ آبادی

حصہ پنجم

عرض حال

یہ حصہ اکبر الہ آبادی کے قطعات پر مشتمل ہے۔ اُمید ہے، آپ ذوق سلیم پر پورا اترے گا اور پوری طرح محفوظ ہوں گے۔ شاعری کی دنیا میں طنزیہ شاعری کا فقدان ہے لیکن دیکھا جائے تو اس شدت سے محسوس ہونے والی کمی کو اکبر الہ آبادی اکیلے ہی پورا کرتے نظر ہیں۔
کلیات اکبر کی ان تین اقساط کی صورت میں اکبر الہٰ آبادی وقتاً فوقتاً محفوظ ہوسکیں گے۔ زندگی کے اداس لمحوں میں یہ کتاب آپ کا ساتھ دے گی اور آپ اسے ایک اچھا دوست پائیں گے۔ ہم آپ کی قیمتی آراء کے منتظر رہیں گے۔ شکریہ!

حصہ سوم

کلیاتِ اکبر

کہتے ہیں اکبر یہ تیری عقل کا کیا پھیر ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆☆ ☆☆

یہ عمر کب تک وفا کرے گی زمانہ کب تک جفا کرے گا
مجھے قیامت کی ہیں امیدیں جو کچھ کرے گا خدا کرے گا

فلک جو برباد بھی کرے گا بلند ارادے مرے رہیں گے
جو خاک ہوں گا تو خاک سے بھی سدا بگولا اٹھا کرے گا

خدا کی پاکی پکارتا ہوں ہوا کرے ناخوشی بتوں کو
مری غرض کچھ نہیں کسی سے تو پھر مرا کوئی کیا کرے گا

جہان فانی کا حشر ہی کو خیال کر مستقل نتیجہ
یہاں تو پیہم یہی تردد یہی تغیر ہوا کرے گا

اگرچہ ہے درد و غم سے مضطر یہی ہے ورد زبان اکبر
یہ درد جس نے دیا ہے ہم کو وہی دوا کرے گا

☆ ☆

زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا
ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا

بولنے کی ہے نہ قوت نہ اشارے کی سکت
اتنا بس بھی مرا فطرت کو گوارا نہ رہا

پوچھتا کوئی دم مرگ سکندر اکبر
کتنے دن کی یہ تعلّی تھی کہ دارا نہ رہا

☆ ☆

جب یہ دیکھا کہ جہاں میں کوئی میرا نہ رہا
شدت یاس سے میں آپ بھی اپنا نہ رہا

آپ تصنیف شرائط کی نہ تکلیف کریں
مجھ کو خود ولولۂ عرض تمنا نہ رہا

اس کو پروا نہ رہی خوش رہے دنیا مجھ سے
عاقلوں میں مری گنتی ہو یہ سودا نہ رہا

منتشر رہنے میں پاتے ہیں اب آرام حواس
شوق مجموعہ ہوش خرد افزا نہ رہا

حیرت افزا ہے مرا حال مگر کون سنے
دیدنی بھی ہے مگر دیکھنے والا نہ رہا

دیکھنے کی تو ہے یہ بات رہا کیا اس میں
آپ اکبر سے عبث پوچھتے ہیں کیا نہ رہا

☆☆

غم کیا جو آسمان ہے مجھ سے پھرا ہوا
میری نظر سے خود ہے زمانہ گرا ہوا

مغرب نے خوردبیں سے کمر ان کی دیکھ لی
مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہوا

☆☆

شیخ کو بھی اس بت کافر نے اپنا کر لیا
دین سے کیا ہوسکا ایمان نے کیا کر لیا

☆☆

دیکھ کر رنگ فنا خونِ جگر پینا پڑا
زندگی سے سخت گھبرایا مگر جینا پڑا

☆ ☆

خانۂ امید آتا ہے نظر اجڑا ہوا
دل کو حیرت ہے کہ یا اللہ کیا تھا کیا ہوا
کیا کسی بزم طرب میں ہوں میں اے اکبر شریک
آنکھ بھی روئی ہوئی ہے دل بھی ہے تڑپا ہوا

☆ ☆

بزم ہستی میں مرے پیش نظر کیا کچھ نہ تھا
دیکھتے ہی دیکھتے لیکن جو دیکھا کچھ نہ تھا
بے تعلق منزل ہستی سے گذرا دل مرا
اس کی نظروں میں سوا اور تمنا کچھ نہ تھا

☆ ☆

تنہائی اور شب غم ہم اور دل ہمارا
اللہ سے دعائیں امید کا سہارا

☆ ☆

وناءت آپ کی کھلتی ہے مجھ پر ملنے جلنے سے
ادب کی جب ضرورت ہے تو بہتر ہے جدا رہنا

☆ ☆

اطبا کو تو اپنی فیس لینا اور دوا دینا
خدا کا کام ہے لطف و کرم کرنا شفا دینا

☆ ☆

خدا کا نام گو اکثر زبانوں پر ہے آ جاتا

مگر کام اس سے جب چلتا کہ یہ دل میں سما جاتا

نہیں ہے کام زباں کا کچھ اب دعا کے سوا
نظر کسی پہ نہیں ہے مری خدا کے سوا
کبھی کریں گے نہ وہ میرے دل سے ہمدردی
کوئی علاج نہیں ترک مدعا کے سوا

کروں کیا غم کہ دنیا سے ملا کیا
کسی کو کیا ملا دنیا میں تھا کیا
یہ دونوں مسئلے ہیں سخت مشکل!
نہ پوچھو تم کہ میں کیا اور خدا کیا
رہا مرنے کی تیاری میں مصروف
مرا کام اور اس دنیا میں تھا کیا
وہی صدمہ رہا فرقت کا دل پر
بہت روئے مگر اس سے ہوا کیا
وہاں قلو بلی یاں بت پرستی
ذرا سوچو کہا کیا تھا کیا کیا
تمہارے حکم کے تابع ہیں ہم سب
تمہیں سمجھو برا کیا اور بھلا کیا!
الٰہی اکبر بیکس کی ہو خیر
یہ چرچے ہو رہے ہیں جا بجا کیا

عبث ہے نظم بلیغ فطرت جو رخ نہیں حسن مدعا کا
حدیث عقبیٰ اگر غلط ہے تو کیا نتیجہ ہے ارتقا کا

☆ ☆

مرے دل سے امتیازی و فردا اٹھ گیا
حشر بھی ماضی نظر آیا جو پردا اٹھ گیا

☆ ☆

بتوں کی مدح سے کل شاعری اردو کی مملو ہے
شکست اردو جو پائے گی تو میں سمجھوں گا بت ٹوٹا

☆ ☆

اکبر کے کفر کا نہ رہا قدر داں کوئی
اس بت کو شیخ جی نے مسلمان کر لیا

☆ ☆

حق کی ہے کم محبت ہے صرف خود فروشی
عزلت ہی ہے مناسب راضی جو دل ہو تیرا
ملنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی بالآخر
اب معترض ہے مجھ پر مشتاق تھا جو میرا

☆ ☆

صاحب الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں
صاحب معنیٰ کو صرف اک لفظ کافی ہوگیا

☆ ☆

جہان فانی کی حالتوں پر بہت توجہ عبث ہے اکبر

جو ہو چکا ہے وہ پھر نہ ہوگا جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

☆☆

مصیبت ہے مجھے اس بت سے اُلفت ہوگئی اکبر
کہ جس کو بت کدے میں بھی کوئی اچھا نہیں کہتا

☆☆

متحد احساس سے ہم کو معرا کر دیا
ٹکڑوں کے ریزے کئے ریزوں کو ذرا کر دیا

☆☆

ناموں کو ہادیوں کے بے انتہا جھنجوڑا
یاروں نے بت شکن کو بت ہی بنا کے چھوڑا

☆☆

کسی نے مرنے سے یہ نہ سمجھو کہ جان واپس نہیں ملے گی
بعید شان کریم سے ہے کسی کو کچھ دے کے چھین لینا

☆☆

ترک دنیا کے خیالات کو دھوکا پایا
غور جب ہم نے کیا سانس کو دنیا پایا
دام تقریر بتاں سے حذر اے اہل نظر
بخدا میں نے تو ہر لفظ کو پھندا پایا
جس کے ہر پیچ میں سو دام بلا ہیں اکبر
ایک عالم کو اسی زلف کا شیدا پایا

☆☆

رزولیوشن[1] کی شورش ہے مگر اس کا اثر غائب

پلیٹوں کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا

خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں

حجاب اس کو نہیں آتا انہیں غصا نہیں آتا

☆ ☆

جو کچھ تم کہہ رہے ہو جس نے وہ کہنا نہیں سیکھا

یہ سچ کہتے ہو اس نے مطمئن رہنا نہیں سیکھا

☆ ☆

ہستی بے ثبات نے جان بشر کو کیا دیا

نفس سے حرص آگئی ہوش نے میں بنا دیا

نفس نے کہہ دیا غلط عقل نے بھی ملائی ہاں

منزل ذوق روح کا دل نے اگر پتا دیا

چشم خرد سے عار تھی حسنِ جنوں پسند کو

عقل نے آنکھ بند کی اس نے حجاب اٹھا دیا

☆ ☆

حال دل میں سنا نہیں سکتا

لفظ معنی کو پا نہیں سکتا

عشق نازک مزاج ہے بے حد

عقل کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا

ہوش عارف کی ہے یہی پہچان

کہ خودی میں سما نہیں سکتا

پونچھ سکتا ہے ہم نشیں آنسو

داغِ دل کو مٹا نہیں سکتا

مجھ کو حیرت ہے اس کی قدرت پر

علم اس کو گھٹا نہیں سکتا

☆☆

آتشیں روئے بتاں دیکھ کے واعظ نے کہا

کار اکبر ہی ہے دوزخ سے لگاوٹ کرنا

☆☆

ہے دو روزہ قیام سرائے فنا نہ بہت کی خوشی ہے نہ کم کا گلا

یہ کہاں کا فسانہ سود و زیاں، جو ہو گیا وہ گیا جو ملا وہ ملا

نہ بہار ہی نہ خزاں ہی رہی کسی اہل نظر نے یہ خوب کہی

یہ کرشمہ شانِ ظہور ہیں سب کبھی خاک اڑی کبھی پھول کھلا

نہیں رکھتا میں خواہش عیش وطرب یہی ساقی دہر سے بس ہے

طلب

مجھے طاعت حق کا چکھا دے مزا نہ کباب کھلا نہ شراب پلا

ہے فضول یہ قصہ زید و بکر ہر اک اپنے عمل کا چکھے گا ثمر

کہو ذہن سے فرصت عمر ہے کم جو دِلا تو خدا ہی کی یاد دِلا

☆☆

رازِ ہستی کو کوئی آج تلک پا نہ سکا

پا گیا کچھ تو کسی غیر کو سمجھا نہ سکا

ناشگفتہ ہی رہا غنچہ خاطر میرا
ساخت ایسی تھی کہ دنیا کی ہوا کھا نہ سکا

حسن گل سے ہے سوا ناز کا موقع کس کو
وہ بھی دو دن سے زیادہ کبھی اترا نہ سکا

برہم جاناں کے تصور سے رہا میں قاصر
دور کی بات تھی اندیشہ وہاں جا نہ سکا

☆ ☆

کیا حرج ہے پڑھوں جو یہ مصرعہ میں بر ملا
دین خدا حسینؓ ہے دنیا ہے کربلا

☆ ☆

فلک کو میں نے مجھے دی فلک نے داد اکبر
اسے ستم تو مجھے صبر آزمانا تھا

☆ ☆

اس ستمگر نے بگڑنے ہی کو جب بننا کہا
رفعِ شر کے واسطے ہم نے بھی آمنّا کہا

☆ ☆

میں کیا کہوں اسے اور کیا کروں گلا اس کا
مجھے ہنوز پتا نہیں ملا اس کا

اگرچہ دل کو ہے سودا اسے برا نہ کہو
کسی کی زلف سے ملتا ہے سلسلہ اس کا

☆ ☆

انہیں حسرت ہے اکبر کاش میرا ہم نوا ہوتا
میں کہتا ہوں ذرا سوچو جو ہوتا بھی تو کیا ہوتا

غریب اکبر نے بحث پردے کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا
نقاب اُلٹ ہی دی اُس نے کہہ کر کہ کرہی لے گا مُرا مُوا کیا

رہا تو مُردوں سے حال بدتر، جیا بھی اکبر تو وہ جیا کیا
نئے طریقوں کے حامیوں نے کہا بہت کچھ مگر کیا کیا
یہ چائے ہرگز نہیں ہے کافی نہیں ہے لمنیڈ[2] کا بندہ قائل
شراب ہی حلق سے نہ اُتری تو شیخ صاحب نے پھر پیا کیا

میں نام سعی کا اپنی خدا نہ رکھوں گا
جو بن پڑے گا مگر وہ اٹھا نہ رکھوں گا
ادائے شکر تو سمجھوں گا فرض وعدوں پر
امید آپ سے لیکن ذرا نہ رکھوں گا

نئے طریقوں سے مقصد شرع کار فرما نہ ہو سکے گا
ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا اِدھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا
تمام دنیا نئی روش میں جو چھوڑ بیٹھے گی دین حق کو
جو ایک مومن بھی ہو گا زندہ تو اس سے ایسا نہ ہو سکے گا

دوا ترقی کی میں نے دیکھی بصد ادب ہے یہی گذارش
مرض ترقی کرے گا اس سے مریض اچھا نہ ہوسکے گا

☆⟪⧗⧗⟫☆

جدائی نے میں بنایا مجھ کو جدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا
خدا کی ہستی ہے مجھ سے ثابت خدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا

☆⟪⧗⧗⟫☆

خدا ہی کی قدرت کا ہر سو عمل ہے
تفکر میں کیوں جان اپنی ہے کھوتا
ہوا جو کچھ اکبر سمجھ ٹھیک اس کو
ضروری نہ ہوتا تو ہرگز نہ ہوتا

☆⟪⧗⧗⟫☆

نظر کو ہو ذوق معرفت کا کرے تو شوق اضطراب پیدا
سوال پیدا جو ہوں گے دل میں انہیں سے ہوں گے جواب پیدا
کرو نہ کچھ فکر جام و ساقی بہار آنے تو دو چمن میں
گلوں سے ٹپکے گا رنگ مستی ہوا کرے گی شراب پیدا
نہ آس کو ٹوٹنے کا موقع نہ شوق گستاخیوں کا حامی
اداؤں میں کچھ لگاوٹیں ہیں نگاہ سے ہے عتاب پیدا
ہر اک کے لائق ہے اس کی زینت زہے تری شان تیری قدرت
کہ آنکھ کو اشک سے ہے بھرتی گہر سے کرتی ہے آب پیدا
یہ منزل حرص مال و دولت نہ دے گی دنیا میں تم کو راحت

ہوس بڑھائے گی تشنگی کو نظر کرے گی سراب پیدا

☆☆

اِک تماشا ہے یہ قربِ ضعف یہ بُعدِ اجل
مدتیں گذریں اِسی میں اب مَرا اور اب مَرا
دفن کرو دو فاتحہ پڑھ دو سدھارو دوستو
یہ نہ پوچھو تم کہ میں کیوں کر مَرا اور کب مَرا
اُس کی پروانہ نہ کہہ دن کو ہوُا جو پائمال
وہ ہے پروانہ جو پیشِ شمع وقتِ شب مَرا

☆☆

بہت دشوار ہے شائستہ راہ طلب ہونا
نظر کا حد میں رہنا شوق دل کا با ادب ہونا
تعجب انقلابوں کا ہے کیا اس دورِ گردوں میں
یہاں تو رات دن ہے شب کا دن اور دن کا شب ہونا
بڑپنے کا سلیقہ کیوں کیا تھا ثابت اس دل نے
تعجب کیا ہے اب بہر مصیبت منتخب ہونا

☆☆

حرص دنیا کا اثر طبع پہ غالب نہ رہا
دیکھ کر حالت مطلوب میں طالب نہ رہا
کہیں اس عہد میں دو دل نظر آتے نہیں ایک
اثر معنی یک جان و دو قالب نہ رہا
کہہ چکا ان سے بہ ہر حال ہوں راضی بہ رضا

اب کوئی موقعہ اظہار مطالب نہ رہا

☆☆

ہوش نے کر لئے اغراض و مطالب پیدا
نقش سے ہوگئے اطراف و جوانب پیدا

☆☆

خوشی سے شیخ کالج سوئے مسجد اب نہیں چلتا
جہاں روٹی نہیں چلتی وہاں مذہب نہیں چلتا

☆☆

کونسلوں میں سوال کرنے لگے
قومی طاقت نے جب جواب دیا

☆☆

معانی کی نظر سے جو تری صورت کو دیکھے گا
نہ وہ دوزخ کو دیکھے گا نہ وہ جنت کو دیکھے گا

☆☆

دوں گا ذرا سمجھ کے جواب ان کی بات کا
رخ دیکھتا ہوں سلسلہ واقعات کا

☆☆

اے دوست مجھے تو ہے خدا ہی پہ بھروسا
دشمن کو مبارک ہو مری گھات میں رہنا

☆☆

آنے دو مصیبت کو ذرا خانہ دل پر

جو بندے ہے غفلت میں وہ عبرت میں کھلے گا
محفل ہی میں خاموش ہے اور بند ہے اکبر
تنہا کبھی ملیے گا تو خلوت میں کھلے گا
کیا علم کی لذت سے بھی بڑھ کر ہے کوئی چیز
یہ حال تو بس محفل حیرت میں کھلے گا

☆ ☆

خدا طالب نہیں تم سے مقفٰے بات کرنے کا
وہ اس سے خوش ہے جس کو شوق ہے، خیرات کرنے کا

☆ ☆

خلاصہ ہے یہی ساری شریعت اور حکمت کا
وہی بندہ ہے اچھا شوق ہو جس کو عبادت کا

☆ ☆

احساس جو ہوتا ہے روایات سے پیدا
ہوتا نہیں اصلی اثر اس بات سے پیدا

☆ ☆

کام اس ملک میں ہو ''سلف گورنمنٹ[۳]'' سے کیا
زہر کو ہضم کرے کوئی ''پیرمنٹ[۴]'' سے کیا

☆ ☆

ناحق جو وہ مجھ سے کد کرے گا
اللہ مری مدد کرے گا

دعویٰ تو مرا ہے صرف توحید
کیوں کر کوئی اس کو رد کرے گا
دنیا کی طرف بلا نہ اے شیخ
نیکوں کو یہ وعظ بد کرے گا

☆ ☆

جسے حکومت کا نشہ ہوگا فلک سدا اس سے کد کرے گا
جو صبر و طاعت سے کام لے گا خدا اسی کی مدد کرے گا

☆ ☆

اکبر نہ تھما بت خانے میں زحمت بھی ہوئی اور زر بھی گیا
کچھ نام خدا سے اُنس بھی تھا کچھ ظلم بُتاں سے ڈر بھی گیا
پروانے کا حال اس محفل میں ہے قابل رشک اے اہل نظر
اک شب ہی میں یہ پیدا بھی ہوا عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا
کعبے سے جو بت نکلے بھی تو کیا کعبہ ہی گیا جب دل سے نکل
افسوس کہ بت بھی ہم سے چھٹے قبضے سے خدا کا گھر بھی گیا
جو گونج رہا تھا خوشیوں سے اس قصر پہ کل رویا میں بہت
کوئی متنفس بھی تھا نہ وہاں باہر بھی پھرا اندر بھی گیا
کیا گذری جو اک پردے کے عدو رو رو کے پولس سے کہتے تھے
عزت بھی گئی دولت بھی گئی بی بی بھی گئی زیور بھی گیا
اکبر کے جو مر جانے کی خبر ساقی نے سنی تو خوب کہا
مرنا تو ضروری تھا ہی اسے رندوں کے لیے کچھ کر بھی گیا

☆ ☆

کیا خبر کونسا قانون دے گا مجھے
مجھ پر الزام ہے مذہب کی طرف داری کا
مال گاڑی پہ بھروسا ہے جنہیں اے اکبر
ان کو کیا غم ہے گناہوں کی گرانباری کا

☆ ☆

سعادت ہے، تری دھن میں خودی سے بیخبر ہونا
ترے ہونے کے آگے کچھ نہیں ہونا ہے ہر ہونا
تعجب خیز ہے انشائے ہستی پر نظر ہونا
خبر کا شوق رکھنا مبتدا سے بے خبر ہونا
زمیں زیر قدم پا کر بشر نے پاؤں پھیلائے
نہ رکھا یاد اس نے چرخ کا بالائے سر ہونا
قیامت ہے مرا جوش طبیعت ان کی کم عمری
مرا بے چین ہونا اور ان کا بے خبر ہونا
پریشاں ہو کے کھو جانے میں اک معنی ہیں اے اکبر
نہیں تو بات کیا ہے عاشق زلف و کمر ہونا
سیہ خانہ وہی ہے اور وہی سوز غم فرقت
مرے کس کام آیا آپ کا رشک قمر ہونا
مٹا دو رنگ وحدت میں خودی کا نقش اے اکبر
اگر ثابت کیا چاہو تو تم اپنا معتبر ہونا

☆ ☆

جلوہ عیاں ہے قدرت پروردگار کا

کیا دلکشا یہ سین ہے فصل بہار کا
نازاں ہیں جوشِ حسن پہ گلہائے دلفریب
جوبن دکھا رہا ہے یہ عالم ابھار کا
ہیں ویدنی بنفشہ و سنبل کے پیچ و تاب
نقشہ کھنچا ہوا ہے خط و زلف یار کا
سبزہ ہے یا یہ آب زمرد کی موج ہے
شبنم ہے بحر یا گہر آبدار کا
مرغانِ باغ زمزمہ سنجی میں محو ہیں
اور ناچ ہو رہا ہے نسیم بہار کا
پرواز میں ہیں تیتریاں شاد و چشت و مست
زیب بدن کئے ہوئے خلعت بہار کا
موج ہواؤ زمزمہ عندلیب مست
اک ساز دلنواز ہے مضراب و تار کا
ابر تنک نے رونق موسم بڑھائی ہے
غازہ بنا ہے روئے عروس بہار کا
افسوس اس سماں میں بھی اکبر اداس ہے
سوہان روح ہجر ہے اک گلعذار کا

☆☆

کل کی امیدوار ہے دنیا
عالم انتظار ہے دنیا
بے خبر رکھتی ہے حقیقت سے

ہوش پر میرے بار ہے دنیا

☆ ☆

خلقت کی یہ موجیں ہیں ازلی ممکن نہیں ضبط اس منظر کا
اے ہوش بشر کب تک یہ جنوں ہر ذرے کے "کب" اور "کیونکر" کا
اغراض جو یہ ہیں نفسانی کھو دیتے ہیں نور ایمانی
موقع ہی نہیں ملتا دل کو جویاں ہو وہ اپنے جوہر کا

☆ ☆

پیدا کیا ہے جس نے امید ہے اسی سے
کچھ شک نہیں ہے اس میں بس ہے وہی ہمارا

☆ ☆

سمجھا تھا میں کہ وقت جو آیا گزر گیا
کہتا ہے فلسفہ کہ تجھی میں ٹھہر گیا
کہتا ہے جس کو وقت ترا ہی ظہور ہے
دامان عمر تیری ہی ہستی سے بھر گیا

☆ ☆

کمال شوق سے لپٹا ہوا ہوں دنیا سے
سنا جو ہیچ اسے آپ کی کمر سمجھا

☆ ☆

ہے اختیار خود کو مختار تم سمجھ لو

لیکن ہوئے یقیناً بے اختیار پیدا
دست اجل سے آخر بگڑی ہے بات اس کی
مٹی نے کرلیا تھا اک اعتبار پیدا

☆ ☆

ہزاروں ہی مصائب جھیل کر پائی یہ نعمت
نہ تھا کچھ سہل دنیا سے مرا بیزار ہو جانا
نہ ہو مشہور تو دنیا طلب غوغائے ہستی میں
یہ کچھ اچھا نہیں رسوا سر بازار ہو جانا
سوا دل کے کہ اس کی زندگی رہ سکتی ہے قائم
یقینی اک دن ان اعضا کا ہے بیکار ہو جانا

☆ ☆

ان کو مرا عریضہ پہنچا ضرور ہوگا
لیکن جواب کیسا، مانع غرور ہوگا

☆ ☆

کرو سکوت نہیں وقت اعتراض اکبر
فضول بحث سے اپنوں کو تم نے غیر کیا

☆ ☆

افسوس ہے کہ زندہ ہوں کہنا پڑا ہے حال
کیا مختصر جواب یہ ہوتا کہ مرگیا

☆ ☆

زباں سے بے تعلق دل کو بزم یار میں دیکھا

تعجب خیز ضبط اس محرم اسرار میں دیکھا
ادھر تسبیح کی گردش میں پایا شیخ صاحب کو
برہمن کو ادھر الجھا ہوا زنار میں دیکھا
مگر عشق حقیقی کا کوئی رشتہ نہ تھا دل میں
فقط نفسانیت کا پیچ و خم ہر تار میں دیکھا
وہ بانکا قاتل آئینے کی کچھ پروا نہیں کرتا
کبھی دیکھا بھی اپنا عکس اگر تلوار میں دیکھا
زمانے نے مرے آگے بھی دنیا پیش کر دی تھی
مگر میں نے تو اپنا فائدہ انکار میں دیکھا
صف مسجد میں جو آئے نظر عزت کرو اس کی
یہ سمجھو تم اسے اللہ کے دربار میں دیکھا

☆☆

طرز عمل پہ ہم نے کبھی غور کیا کیا
جو نفس نے کہا وہ کیا اور کیا کیا
ہم سے گناہ گار کی قوت جو چھین لی
بے شک خدا نے رحم کیا جور کیا کیا

☆☆

راہ خدا میں صبر کی منزل کی دھوم سے
میں بھی کروں گا قصد اگر دل ٹھہر سکا
آئین نو کے ہوں گے نتیجے بہت برے
بچ جاؤں گا میں ان سے اگر جلد مر سکا

UrduCyberLibrary.com All rights reserved ©2002-2006

☆

قوت ہی تعلق کی نہ رہی ہر طرح مرا دل توڑ دیا
دنیا کو کروں گا ترک میں کیا دنیا ہی نے مجھ کو چھوڑ دیا

☆

دنیا کو بت بنائے رہا تادم اخیر
کیا احتساب اس نے کیا توڑ کیا گیا
کوئی مرے تو پوچھ کہ کیا لے گیا وہ ساتھ
بالکل فضول بحث ہے یہ چھوڑ کیا گیا

☆

کیا عجب ہوگئے مجھ سے مرے دمساز جدا
دورِ فونو[5] میں گلے سے ہوئی آواز جدا

وجد یاروں کو ہے اس برہم میں حیراں ہوں میں
سر سے آواز جدا راگ سے ہے ساز جدا
آسماں کو نہ یہ چالیں ہیں نہ جا دو کے یہ رنگ
سب سے اس نرگس فتاں کے ہیں انداز جدا
ان کی آنکھوں کی لگاوٹ سے حذر اے اکبر
دین سے کرتی ہے دل کو یہی غماز جدا

☆

پولیٹکل[6] سروں سے ہرگز نہ ساز کرنا
وہ چغدے ہے جو چاہے بلبل کو باز کرنا

موسم جو ہو مخالف ہرگز مناسب
منقار کو قرین آہنگ ناز کرنا

☆ ☆

مٹی کو آ گیا ہے رُوحوں کو پھانس لینا
سب کے گلے پڑا ہے دن رات سانس لینا
ہوش و خرد کا نزلہ تکلیف دے رہا ہے
جائز سمجھ لیا ہے یاروں نے کھانس لینا

☆ ☆

کرتے پھرتے ہو یہی تحقیق کس نے کیا کہا
اپنے دل کی بھی خبر تو لو کہ اس نے کیا کہا
خانساماں دونوں نے سمجھا انہیں انداز سے
کیا بتاؤں کیا کہا بیگم نے مس نے کیا کہا
معدے نے تو کر لیا سوڈے سے اقرار وفا
برف سے لیکن ریاح محتبس نے کیا کہا
لیجئے اس بت سے سن کر میں تو بولا ہی نہیں
وہ بالآخر پھنس گیا دقت میں جس نے کیا کہا
کہہ گئے واعظ فسانے یہ بھی اکبر غور کر
تجھ سے فطرت کی زباں میں تیرے حس نے کیا کہا

☆ ☆

رہتا بہت ہے شوق دلیل و قیاس کا
مالک مگر نہیں ہوں میں اپنے حواس کا

☆ ☆

کل جور چرخ میرے ہی حصے میں بس پڑا
دنیا پڑی تھی پر وہ مجھی پر برس پڑا

☆ ☆

منتشر ذروں کو یکجائی کا جوش آیا تو کیا
چار دن کے واسطے مٹی کو ہوش آیا تو کیا
عارضی ہیں موسم گل کی یہ ساری مستیاں
لالہ گلشن میں اگر ساغر بدوش آیا تو کیا
دور آخر بزم دنیا کا ہے جام خون دل
عیش اس محفل میں بن کر بادہ نوش آیا تو کیا
حد حیرت ہی میں رکھا ضعف نے ادراک کو
پیکر خاکی کو اس عالم میں ہوش آیا تو کیا

☆ ☆

جان کو نفس کے آغوش میں رہنے نہ دیا
عشق نے دل کو مرے ہوش میں رہنے نہ دیا
بوئے فروا تو ہوئی دافع افسردہ دلی
رنگ امشب نے مگر جوش میں رہنے نہ دیا
میں تو بدلا نہیں لیکن تری بے مہری نے
زور کچھ طبع وفا کوش میں رہنے نہ دیا

☆ ☆

پری سے ان کا دل بے ربط نکلا

جنوں سمجھے تھے جس کو خبط نکلا

☆ ☆

بتان دہر سے مجھ کو تمتع ہو نہیں سکتا
خلوص امکان سے باہر تصنع ہو نہیں سکتا
محیط دہر میں کتنا خطوں کا ہے غلط راہی
جو رخ ہو جانب مرکز تقاطع ہو نہیں سکتا

☆ ☆

اس قدر زیست سے بیزار کیا تھا غم نے
ملک الموت نے پایا مجھے مشتاق اپنا
مدح سن سن کے کھنچا جاتا ہے دل اس کی طرف
کر ہی لے گا مجھے وہ شہرۂ آفاق اپنا
دل گیا صبر گیا ہوش گیا جان گئی
مژدہ اے عشق حساب اب تو ہے بیباق اپنا

☆ ☆

پا کر خطاب، ناچ کا بھی ذوق ہوگیا
سر ہوگئے تو بال[۵] کا بھی شوق ہوگیا

☆ ☆

جہد یہ ہے کہ زمانے کہ موافق کر لے
سب کو آتا ہے زمانے کے موافق ہونا
عزت عقل ہے ہو جائے جو وہ خادم عشق

شاذ و نادر ہے مگر عقل کا عشق ہونا

☆ ☆

معذرو ہوں میں حضرت کو اگر ہے مجھ سے گلا بے باکی کی
نیکی کا ادب تو آساں ہے مشکل ہے ادب چالاکی کا

☆ ☆

وہ میرے پیش نظر تھے فلک نہ دیکھ سکا
چھٹے تو پھر میں انہیں آج تک نہ دیکھ سکا

☆ ☆

تنگ دنیا سے دل اس دور فلک میں آگیا
جس جگہ میں نے بنایا گھر سڑک میں آگیا
آسماں کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
عرش باقی تھا سو وہ بھی مدشک میں آگیا

☆ ☆

فریب سمع و بصر میں آکر قوائے دل کا ہلاک ہونا
کسی نے سمجھا اسے ترقی کسی نے سمجھا خاک ہونا

☆ ☆

خدا کی ہستی کو یاد رکھنا اور اپنی ہستی کو بھول جانا
نظر اسی پر ہے اور باتوں کو میں نے بالکل فضول جانا
جنوں ہم ایسوں کو کیا تعجب بہار کا ہے سماں ہی ایسا
صبا کا اٹھکھیلیوں سے چلنا خوشی سے کلیوں کا پھل
جانا

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2005-2006

جہانِ فانی کی انجمن میں یہی تسلسل ہمیشہ دیکھا
امید کے ساتھ شاد آنا اٹھا کے صدمے ملول جانا

☆ ☆

شب حسرت میں کل یوں مجھ سے سرگرم سخن دل تھا
گئے وہ دن کہ میں دنیا میں خوش رہنے کے قابل تھا

☆ ☆

ایک ساعت کی یہاں کہہ نہیں سکتا کوئی
یہ بھلا کون بتائے تمہیں کل کیا ہوگا
بڑھتا ہی جاتا ہے سوز غم فرقت یارب
آج یہ حال ہمارا ہے تو کل کیا ہوگا
ایک دن اور قیامت کھسک آئے گی ادھر
اور کیا عرض کروں آپ سے کل کیا ہوگا

☆ ☆

یہ فکر چھوڑ کر دنیا کا حال کیا ہوگا
اسی کو سوچ کہ تیرا مال کیا ہوگا

☆ ☆

کھلا دیواں مرا تو شور تحسین بزم میں اٹھا
مگر سب ہوگئے خاموش جب مطلع کا بل آیا

☆ ☆

زمانہ جانب انصاف ڈھل ہی جائے گا
زبان بند کرو حال کھل ہی جائے گا

☆ ☆

کیا کروں اظہار اپنے حال کا
آئینہ ہے آپ کے اقبال کا

☆ ☆

حدیث عافیت کیسی امیدوں کا محل کیسا
ہجوم یاس میں دل کے لیے طول امل کیسا
تعجب جوش رندی پر نہ کر اس دیر دلکش میں
جہاں یہ حسن صورت ہے، وہاں حسن عمل کیسا
یہ موج فیض ہے تہذیب کی یا اس کی طوفاں ہے
کنواں موجود ہے گھر میں تو پھر پانی کا نل کیسا

☆ ☆

رکھ مرگ کو محبوب تامل نہیں اچھا
اس ہستی ناقص کا تسلسل نہیں اچھا
تحقیر جو ہو پیش بتاں جی سے گذر جا
رندی کے بھی حق میں یہ تحمل نہیں اچھا
خاموش رہا میں گل تصویر کے آگے
ہر چند مچا غل کہ یہ بلبل نہیں اچھا
یہ ٹھیک نصیحت ہے کہ ہے ہم پہ عمل فرض
یہ وعظ غلط ہے کہ توکل نہیں اچھا
دنیا کے تعلق کو بہت غور سے دیکھا
جزو اس کا ضروری ہے مگر کل نہیں اچھا

☆

شیخ صاحب جمعبندی میں نہ کیوں الجھے رہیں
ہند کا اسلام ہی کھوٹ میں داخل ہوگیا

☆

نہ پائی دل نے راحت اس قدر بزم احبا میں
انہوں نے جب درِ تحسیں مرے اشعار پر کھولا
ہوئی جس درجہ کلفت کمپ میں ایسے سوالوں سے
یہ تم کس واسطے لکھا یہ تم کس واسطے بولا

☆

واقف کبھی خوشی سے مرا دل نہ ہو سکا
لیکن یہ غم ہی کیا ہے کہ غافل نہ ہوسکا
توہین سہہ کے دیر میں پاتے ہی کچھ عروج
افسوس ہے کہ دل متحمل نہ ہوسکا

☆

مزا آسودگی نفس کا کتنا ہی اچھا ہو
حریف لذت بے تابی دل ہو نہیں سکتا
وہ کیا پابند آئیں ہو پڑے جس پر نظر تیری
مرتب بہر منطق ہوش لبسمل ہو نہیں سکتا
شمول خوں نہیں اے ابر نیساں تیرے قطرے میں
دُرِ تاباں تو بن سکتا ہے یہ دل ہو نہیں سکتا
نظر اپنی خودی پر کرکے کہتا ہے یہی اکبر

یہ ٹکڑا ہوش کا ہستی میں کامل ہو نہیں سکتا

☆ ☆

دلِ زخمی سے خوں اے ہم نشیں کچھ کم نہیں نکلا
تڑپنا تھا مگر قسمت میں لکھا دم نہیں نکلا
ہمیشہ زخم دل پر زہر ہی چھڑکا خیالوں نے
کبھی ان ہمدموں کی جیب سے مرہم نہیں نکلا
ہمارا بھی کوئی ہمدرد ہے اس وقت دنیا میں
پکارا ہر طرف منہ سے کسی کے ہم نہیں نکلا
تجسس کی نظر سے سیر فطرت کی جو اے اکبر
کوئی ذرہ نہ تھا جس میں کہ اک عالم نہیں نکلا

☆ ☆

فراغ طبع ہم کو اپنے ہی غم سے نہیں ملتا
کسی سے ہم نہیں ملتے کوئی ہم سے نہیں ملتا
کیا ہے ذوق ترکِ ماسوا نے مجھ کو دیوانہ
دل اپنا اس سے ملتا ہے جو عالم سے نہیں ملتا

☆ ☆

مجھے آتا نہیں اچھی طرح اظہار غم کرنا
مگر کچھ منحصر اس پر نہیں اس کا کرم کرنا
رہِ عرفاں میں حس حظ و الم کا نامناسب ہے
پسند طبع اکبر ہے نہ خوش رہنا نہ غم کرنا

☆ ☆

بساط دل تو یہ اور اس پہ یا اللہ غم اتنا
نہ تھی طاقت زباں میں رہ گئے بس کہہ کے ہم اتنا
نہ ہوں نازاں مجھے بے جاں سمجھ کر یہ بت ظالم
خدا کا نام لیتا ہوں ابھی باقی ہے دم اتنا
خیالات عدوئے ہوش کا سودا ہے اکبر کو
حریص بے خودی ہوگا کوئی دنیا میں کم اتنا

☆ ☆

یاس ہی یاس تھی جب موت کا پیغام آیا
میں نہ سمجھا کہ یہ جینا مرے کس کام آیا

☆ ☆

عقبیٰ کا یقین تجھ کو نہ ہوتا جو کم اتنا
دنیا کے حوادث پہ نہ ہوتا الم اتنا

☆ ☆

غور سے دیکھو زمین و آسماں کو منکرو
چل بھی سکتا ہے خدا کے انتظام اتنا بڑا
سنتے ہیں اکبر کو ہے عشق دہان تنگ بت
کام اپنا چھوٹا اور حضرت کا نام اتنا بڑا

☆ ☆

چلنا جو میں چاہوں تو قدم اٹھ نہیں سکتا
لکھنے کی ہو خواہش تو قلم اٹھ نہیں سکتا
ہو عزم فغاں کا تو زباں ہل نہیں سکتی

چپکا جو رہوں بارِ الم اٹھ نہیں سکتا

☆

امتیاز حسرت و رنج و الم جاتا رہا
غم ہوا اتنا کہ اب احساسِ غم جاتا رہا

بزم دنیا میں کہاں سامان حشمت کو ثبات
کم ہوئی مہر سلیمانؑ جام جم جاتا رہا

جس سے تھا خود داری ارباب حاجت کا نباہ
وہ سلیقہ تم سے اے اہل کرم جاتا رہا

نقل مغرب میں جو چھوڑی ایشیا نے اپنی اصل
گھٹ گئی شانِ عرب حسنِ عجم جاتا رہا

نقش صورت ہی کی تزئیں پر رہی جس کی نظر
اس سخن سے حُسن معنیٰ یک قلم جاتا رہا

☆

کہاں ہیں ہم ہیں اب ایسے سالک کہ راہ ڈھونڈھی، قدم اٹھایا
جو ہیں تو ایسے ہی رہ گئے ہیں کتاب دیکھی قلم اٹھایا

اگرچہ راحت کا بھی تھا موقعہ ، مجھے تھا لیکن خیال فردا
سبک نہ ہونا تھا چشم دل میں ، اسی سے بارِ الم اٹھایا

فلک کی گردش کے رنگ ہیں یہ کہ ہم جھکے ہیں بتوں کے آگے
خدا کی قدرت کے ہیں کرشمے عرب نے نازِ عجم اٹھایا

☆

ہمیشہ ہوتے ہیں دنیا کی راحت سے الم پیدا

وہ کیا شادی کہ جس شادی سے ہوں اسباب غم پیدا

☆☆

فلک سے گو کہ مجھ شکوۂ مظالم تھا
مگر میں خود طلب عافیت سے نادم تھا
کھنچے جو دار پہ منصور راہ ہی تھی غلط
خدا بنے تھے تو چھپنا بھی ان کا لازم تھا
ہمیشہ کہتا تھا ہر بات پر "نمی دانم"
کچھ اس میں شک نہیں اکبر بڑا ہی عالم تھا

☆☆

سخت طینت ہے تو نیک انجام کیوں ہونے لگا
اشراح صدر للاسلام کیوں ہونے لگا

☆☆

فلک سے شکوۂ جور و ستم کیا
زمیں چکر میں جب خود ہے تو ہم کیا
ہمیں دنیا میں بحث بیش و کم کیا
زیادہ خود نہیں ہے وہ تو ہم کیا

☆☆

تھا زور کبھی خود بینی کا کرتے ہی تھے کیا ہم ہم کے سوا
اب اپنی زباں پر کچھ بھی نہیں ہے رب اغفر و ارحم کے سوا
ہو جوش سرشک شوق اگر، رنگینیٔ دل کی زینت ہو
غازہ رُخ گل کا کون بنے اس گلشن میں شبنم کے سوا

غفلت سے ہے کارِ دل میں خلل، گو آتی ہے سب کو یادِ اجل
مجھ کو تو کوئی مصلح نہ ملا داغوں کے سوا اور غم کے سوا

☆ ☆

محافل میں بہت آساں ہے، برسوں پیچ و خم کھانا
مگر مشکل ہے واعظ کے لیے دو دن بھی کم کھانا

☆ ☆

جو مرغِ صبح کی آواز کو بانگِ اذاں سمجھا
اسے بیدار دل نے دہر کا راز نہاں سمجھا
جو اپنی زندگانی کو فقط اِک امتحاں سمجھا
اُسی نے راحت و تکلیف کا راز نہاں سمجھا

☆ ☆

تھی فقط غفلت ہی غفلت عیش کا دن کچھ نہ تھا
ہم نے سب کچھ اس کو سمجھا تھا وہ لیکن کچھ نہ تھا
طالب دنیا کو وقت نزع کیوں ہوتی نہ یاس
تھا جو ظاہر ہوگیا وہ ختم ، باطن کچھ نہ تھا

☆ ☆

بنی فطرت اسی کی برہمن جو بت حسیں نکلا
نظر نے راز جوئی کی ، نتیجہ کچھ نہیں نکلا

☆ ☆

آتشِ غم سے چمکنے لگے اشعار مرے
داغِ دل کرنے لگے معنیِ روشن پیدا

☆ ☆

گھٹتا جاتا ہے مری نظروں سے مقدور مرا
بڑھتا جاتا ہے شمار ان کے خریداروں کا
بحث میں عفو و سزا کے یہ لڑے مرتے ہیں
فیصلہ کر ہی دو اب اپنے گناہ گاروں کا
بے خطر پھرتا ہوں بازار جہاں میں ہر سو
کیسہ خالی ہے تو کیا خوف ہے عیاروں کا
فطرتِ اٹھی ہے شفاعت کو ملائک ہیں خموش
حشر ہے عشق و محبت کے گناہ گاروں کا

☆ ☆

جہاں میں حال مرا اس قدر زبون ہوا
کہ مجھ کو دیکھ کے بسمل کو بھی سکون ہوا
غریب دل نے بہت آرزوئیں پیدا کیں
مگر نصیب کا لکھا کہ سب کا خون ہوا
وہ اپنے حسن نے واقف میں اپنی عقل سے سیر
انہوں نے ہوش سنبھالا، مجھے جنون ہوا
امید چشم مروت کہاں رہی باقی
ذریعہ باتوں کا جب صرف ٹیلی فون ہوا
نگاہ گرم کرسمس میں بھی رہی ہم پر
ہمارے حق میں دسمبر بھی ماہ جون ہوا

☆ ☆

جدا رہتا تو تم سے مگر دل خوش نہیں رہتا
جو بس ہتا جہاں رہتے ہو تم میں بھی وہیں رہتا

☆ ☆

خوشی تو ایسی کوئی نہ دیکھی کہ اس کی مستی زیادہ رہتی
مگر غم ایسا ہوا مجھے اب کہ حشر تک ہوش میں رہوں گا
گلوں کی فرقت کے داغ اب تک ہرے ہیں سینے میں اے گلستاں
چمن میں میں خاک اڑا چکا تو پھول کس دل سے اب چنوں گا

☆ ☆

پائے رفتار تو ہو جاتے ہیں ہم میں پیدا
رہنما بننے کو ہوتی نہیں آنکھیں پیدا
ان نگاہوں سے تعلق کی یہ جلدی کیا ہے
حضرتِ دل ابھی کچھ خون تو کرلیں پیدا

☆ ☆

غوغائیوں سے اس کے سوا اور کہیں کیا
تاریخ میں سب کچھ ہے یہ بتلاؤ تمہیں کیا

☆ ☆

عبث طولِ امل یہ ہے چناں ہوگا چنیں ہوگا
نہیں ہے دور وہ ساعت کہ تو زیرِ زمیں ہوگا

☆ ☆

یہ بت مجھے نہیں دیتے امان شکر خدا
خدا کی راہ میں جاتی ہے جان شکر خدا

اجل کے شوق میں پروائے زندگی نہ رہی
نظر میں ہیچ ہے سارا جہان شکر خدا
برائے مشقِ ستم پالیا مرے دل کو
عجب نہیں جو کرے آسماں شکر خدا
وفا نہ کی بت بے دیں نے ہم سے اے اکبر
غلط ہی تھا وہ ہمارا گمان شکر خدا

☆ ☆

معنی کو چھوڑ کر جو ہوں نازک بیانیاں
وہ شعر کیا ہے رنگ ہے لفظوں کے خون کا

☆ ☆

نہ راز آسماں جانا نہ کچھ حال زمیں جانا
رہیں بحثیں بہت اور درحقیقت کچھ نہیں جانا

☆ ☆

دوا جو غیر نے بھیجی ہے وہ ہرگز نہ کھاؤں گا
اگر ہے زندگی باقی تو اچھا ہو ہی جاؤں گا

☆ ☆

موسم گل ہی سہی چاک گریباں اتنا
کل کچھ اس سے بھی سوا آج تو جی ہاں اتنا
برہمی زلف مصیبت کی ہے حُسنِ رُخِ عشق
قدر داں دل ہے تو پھر کیوں ہے پریشاں اتنا

☆ ☆

مری آہوں کو وہ فرعون طینت کچھ نہیں سمجھا
مگر جس کو سمجھ تھی اس نے موسیٰ آفریں سمجھا

☆ ☆

جو بعد مرنے کے رہ گیا کچھ سمجھ سکا یہ کہ مرگیا ہوں
تو زندگی سے نجات پانے کی میں تو بیحد خوشی کروں گا

☆ ☆

خلقت کے لیے وضع قانون ہی اچھا
جو چل نہ سکے اس پہ وہ مجنون ہی اچھا
کیا سختی موسم جو ہو مطلب کے موافق
ان برف فروشوں کے لیے جون ہی اچھا
دعوت بھی بہت خوب ہے ، احباب کی خاطر
لیکن جو اڈیٹر ہو تو مضمون ہی اچھا

☆ ☆

منطق کو فائدہ کیا اس سینہ کاویوں کا
مطلب میں اپنا حس ہے مذہب میں راویوں کا

☆ ☆

بساطِ حسن ہے کم اِنساں ہوا ہے ناتواں پیدا
اس کم مائگی نے کر دیئے کب او رکہاں پیدا
اگر موجِ نفس میں آئیں موجیں جوشِ معنیٰ کی
حبابِ زندگی ہی سے ہو بحرِ بیکراں پیدا
کہاں سے اس میں خوئے جور آئی میں نہیں واقف

میں جب پیدا ہوا تو ہو چکا تھا آسماں پیدا

☆ ☆

ادھر خیال نہیں مصلحان نیشن کا
کہ فرط ضعف نہیں وقت آپریشن کا

☆ ☆

مجھی پہ جب گزرتی ہے تو اب انکار کیا معنی
جو کوئی دوسرا کہتا تو مشکل سے یقیں آتا

☆ ☆

حیات اب مجھ سے کہتی ہے کہ میں مجبور ہوں ورنہ
کسی پر بار ہو کر مجھ کو رہنا خوش نہیں آتا

☆ ☆

میں کب کہتا ہوں اے واعظ کہ میں راز دیں سمجھا
فقط اتنا ہی سمجھا ہوں کہ تو بھی کچھ نہیں سمجھا
مگر اظہار عجز عقل میں بھی ایسی لذت ہے
کہ خوان فکر پر میں اس کو رشک انگبیں سمجھا
روش ذہنِ بشر کی مدعی مطلق نہیں سمجھا
ترقی سے رہا محروم عادت کو یقیں سمجھا

☆ ☆

فنا کے دور میں اس آسماں سے کیا ہوگا
چنیں سے ہوگا چناں پھر چناں سے کیا ہوگا

☆ ☆

ایمان جیت کر بھی ایمان ہی رہے گا

شیطان ہار کر بھی شیطان ہی رہے گا

☆ ☆

تہمد میں بٹن جب لگنے لگے جب دھوتی سے پتلون اُگا

ہر پیڑ پر اک پہرا بیٹھا ہر کھیت میں اِک قانون اُگا

☆ ☆

اَے فلک دل کی ترقی کا جو ساماں ہوتا

طاعتِ حق کا ستارا بھی درخشاں ہوتا

جان لیتا جو شبستانِ فنا کا انجام

صورتِ شمع ہر اک بزم میں گریاں ہوتا

غنچہ مُرجھا کے گرا شاخ سے افسوس نہ کر

کھل بھی جاتا تو یہی تھا کہ پریشاں ہوتا

ناصحا نالہ و زاری پہ ملامت ہے عبث

چپ بھی ہوتا تو مِرا راز نہ پنہاں ہوتا

کس مُپرسی کا گِلا کچھ نہیں مجھ کو اکبر

حال ہی کیا تھا کہ جس کا کوئی پُرساں ہوتا

چمنِ دہر میں مایوس رہا میں اکبر

کاش اِک پھول بھی تو زینت داماں ہوتا

☆ ☆

دنیا کا حسن مجھ سے لاعلم ہے باشد

افسوس کیا کہ مجھ کو شیطان نے نہ جانا

☆ ☆

رضائے حق پہ راضی رہ یہ حرفِ آرزو کیسا
خدا خالق خدا مالک خدا کا حکم تو کیسا
خزاں پھرتی ہے آنکھوں میں چمن کا کیا مزا آئے
فنا جب ہے نگاہوں میں، تو لطفِ رنگ و بو کیسا
مئے گل رنگ سے جس مسلمِ ناداں کو رغبت ہے
خدا جانے رگوں میں اس کی بہتا ہے لہو کیسا
گھٹا کر دین کو عزت تری بڑھ سکتی ہے کیونکر
طریقِ کفر میں اے دوست حفظِ آبرو کیسا

☆ ☆

اس کو نہ پاسکا مگر اس غم میں رو سکا
یہ بھی ہے اس کا فضل کہ اتنا تو ہوسکا
کوشش یہ تھی خودی کو میں گم کردوں عشق میں
وقت یہ ہوگئی کہ فقط عقل کھوسکا

☆ ☆

ہنس کے دنیا میں مرا کوئی کوئی رو کے مرا
زندگی پائی مگر اس نے جو کچھ ہو کے مرا
جی اٹھانے مرنے سے وہ جس کی خدا پر تھی نظر
جس نے دنیا ہی کو پایا تھا وہ سب کھو کے مرا
تھا لگا رُوح پہ غفلت سے دوئی کا دھبا
تھا وہی صوفی صافی جو اُسے دھو کے مرا

اب غم کا بھی حق مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا
ہوں مضمحل اتنا کہ بہت رو نہیں سکتا
افسوس کہ راحت تو مجھے مل نہیں سکتی
اور جان بلا حکم خدا کھو نہیں سکتا

خرد سے انکشاف رازِ ہستی ہو نہیں سکتا
یہ امر اس راز کی عظمت کو لیکن کھو نہیں سکتا
جو ہے آرام دہ بستر تو دروازہ شکستہ ہے
مصیبت دیکھیے نیند آ رہی ہے سو نہیں سکتا

مرنے والا مرگیا اور رونے والا رو چکا
وائے بر ہستی اگر مقصودِ ہستی ہوچکا
اب جنوں سے کام لوں گا میں رہ تحقیق میں
عقل کے پیچھے تو اتنا وقت اپنا کھو چکا

جان بچنے کی نہیں وقت جب آجائے گا
دوستی بھی ملک الموت سے ہو جائے تو کیا
تازگی طبع کی ممکن ہی نہیں ہجر کی شب
قصہ سن کر بہ تکلف کوئی سو جائے تو کیا

مرتبہ دنیا میں اس سے بھی سوا ہو آپ کا
یاد رکھئے کہ میں بھی ہوں دعا گو آپ کو
شیخ صاحب میں ضرورت سے فقط مجبور ہوں
ورنہ میرا بھی عقیدہ ہے وہی جو آپ کا

ہم کو اپنے ایلیم[9] پر ناز کا ہے کیا محل
بے حد ارزاں ہوگیا ہے اب تو فوٹو آپ کا
آپ کے درشن مصور کے بھی حصے میں نہیں
بس لیا جاتا ہے فوٹو ہی سے فوٹو آپ کا
اپنی ہستی پر عبث ہے آپ کو اکبر وثوق
اس کا مالک اور ہی ہے نام ہے گو آپ کا

☆☆

اس سے تو اس صدی میں نہیں ہم کو کچھ غرض
سقراط بولے کیا اور ارسطو نے کیا کہا
بہر خدا جناب یہ دیں ہم کو اطلاع
صاحب کا کیا جواب تھا بابو نے کیا کہا

☆☆

لگاوٹوں سے یہ دل لبھانا فریب دے کر تباہ کرنا
غضب ہے ہم کو سمجھ نہ آئی انہیں کو آیا نگاہ کرنا
ستم سے وہ دل مراد کھائیں اور اپنے عشووں کو داد چاہیں
عجب تماشا ہے دل کا رونا زبان کا واہ واہ کرنا

یہ داغ پر داغ دل کے اندر یہ ناتوانی جانِ مضطر
مرے مشاغل کی کچھ نہ پوچھو اداس رہنا اور آہ کرنا

☆◈⌛⌛⌛◈☆

شکل تسکیں مرے دل کو مرے اللہ دکھا
راہیں سب بند ہوئیں اور اپنی طرف راہ دکھا
چمکے وہ مہر کہ گم ہوں یہ چراغ اوہام
نورِعرفاں سے ہو مملو وہ شب ماہ دکھا
آنکھ کو صورتِ فانی نے کیا ہے پُر خوں
چشم باطن کو مرے معنی دلخواہ دِکھا

☆◈⌛⌛⌛◈☆

خدا کا چاہنا، میں کچھ نہ چاہوں گا
جہاں تک ہو سکے گا بندگی کا حق نبا ہوں گا

☆◈⌛⌛⌛◈☆

ہند میں بت کو چاہنا ہی پڑا
برہمن سے نباہنا ہی پڑا
اس قدر درد ہو تو ضبط کہاں
دل کو آخر کراہنا ہی پڑا

☆◈⌛⌛⌛◈☆

آپ کے ہاتھ میں میں ہاتھ دے سکتا
داد دیتا ہوں مگر ساتھ نہیں دے سکتا

☆◈⌛⌛⌛◈☆

کل مدح مری وہ کرتے تھے، اور بزم میں میں شرمندہ تھا
میں کچھ بھی نہ تھا اور تھا بھی اگر، اس وقت میں تھا جب زندہ تھا

تھا کیا ہی سماں تھی کیا ہی وہ شب سینے ہی میں تھے اسباب طرب
ہر حرکت دل اک نغمہ تھی ہر تار نفس سازندہ تھا

گو دیر میں طالب میرے تھے بت کعبے ہی میں پایا میں نے مفر
اس وقت تو صورت اچھی تھی خطرے کا محل آئندہ تھا

افسوس ہے اس نے قدر نہ کی اور دل کو مرے برباد کیا
با معنی تھا پائندہ تھا اک گوہر تھا تابندہ تھا

☆☆

مانا کہ معذرت سے وہ روبراہ ہوگا
اس سوظن میں لیکن کب تک نباہ ہوگا

بے داد بت کو اکبر سہتا ہے بے تردد
کوئی تو ہے کہ جس سے وہ داد خواہ ہوگا

☆☆

جیسی دل میں ترنگ آجائے
عشق و مستی کا قاعدہ کیا

رکھ اپنی نظر سوئے ہو اللہ
تُو تُو مَیں مَیں سے فائدہ کیا

☆﴿ⵓⵓⵓ﴾☆

گرم و سرد دہر سے سالک کبھی رُکتے نہیں
چلتی رہتی ہیں ہوائیں ماگھ کیا بیساکھ کیا

☆﴿ⵓⵓⵓ﴾☆

تو ہی ہے ناز مرے دل کا اٹھانے والا
اے جنوں اب میں نہیں آپ میں آنے والا
ہوش اڑا دیتا ہے اِن خاک کے پُتلوں کا جمال
خود وہ کیا ہوگا انہیں ہوش میں لانے والا
داغِ دل ہی کا سہارا ہے فقط اے اکبر
قبر پر کوئی نہیں شمع جلانے والا
اپنے خمخانے کا دروازہ کرو بند اکبر
اب نہیں کوئی سوا موت کے آنے والا

☆﴿ⵓⵓⵓ﴾☆

زمانہ میرے زخمِ دل کو ہرگز سی نہیں سکتا
جیوں شائد مگر آرام سے اب جی نہیں سکتا
بشر کو زندگی میں غفلت امید فروا ہے
مگر دم بھر بھی اپنے قصد سے وہ جی نہیں سکتا
خدا ہی سے بالآخر کام پڑ جاتا ہے اے اکبر
نہیں ہوتا کسی کا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا

☆﴿ⵓⵓⵓ﴾☆

عِشق میں حسنِ بیاں وجہ تسلی نہ ہوا

لفظ چمکا مگر آئینۂ معنی نہ ہوا
دل میں کہتے تھے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا لیکن
کٹ گئی عمر امیدوں ہی میں کچھ بھی نہ ہوا

☆◈ꕤꕤꕤ◈☆

غم و تکلیف سے خالی فقط اک حس ہو ہستی کا
نہ چشمِ غیر بیں ہو اور نہ سودا خود پرستی کا
یہی حالت ہے جس کی آرزو ہے اہلِ باطن کو
یہی لذت ہے جس کا حس فلک ہے اوجِ مستی کا

☆◈ꕤꕤꕤ◈☆

مذہبی جنگ ہے اب دنیا کے لئے
دین بھی کچھ ہو اگر نقلی تو کیا
نفس ہی کی خواہشوں کا ہے نفاذ
رُوح نے مذہب کو ڈگری دی تو کیا
آز و دولت میں خود واعظ ہیں غرق
دوسروں پہ نکتہ چینی کی تو کیا
بزمِ ساقی کی کہاں وہ مستیاں
چھپ کے اکبر نے اگر پی بھی تو کیا

☆◈ꕤꕤꕤ◈☆

اگرچہ تلخ ملا جامِ عمرِ فانی کا
مگر محل نہیں ساقی سے بدگمانی کا
میں آہ کر نہ سکا ضبط کی ہوئی تعریف

رہوں گا شکر گذار اپنی ناتوانی کا
بعید روح کے خالق سے ہے ہلاکی شوق
اگرچہ حق ہے اسے ناز لَن ترانی کا
سوا خدا کے کسی کا خیال آ نہ سکا
غموں نے کام دیا دل کی پاسبانی کا

☆☆

یہ بات ہے صاف مجھ سے سن لے کتاب میں اس کو کیا پڑھے گا
حدود دنیا کے ہیں معین جو یہ گھٹے گا تو وہ بڑھے گا

☆☆

خدا کی یاد میں گو جان کو ہے شوق مستی کا
بدن کو کیا کریں جو ہر ہے جس میں بت پرستی کا

☆☆

جو اہل دنیا کا رخ کرو گے سکون خاطر کبھی نہ ہوگا
شریک غفلت بہت ملیں گے شریک عبرت کوئی نہ ہوگا
یہی ہے مذہب کا جزو اعظم کہ دین دنیا پہ ہو مقدم
نئے طریقے میں لیکن اے دوست ہوگا سب کچھ یہی نہ ہوگا

☆☆

حال دل خوب کہا ہے یہ زباں کا دعوی
دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی نہ کہا

☆☆

ہے بدگماں جو وہ بت پروا نہیں کچھ اس کی

ہر برہمن ہے شیدا اکبر کی کافری کا

☆☆

حسن دیکھو بتاں کاشی کا

چہرہ ہے چاند پور نماشی کا

چشم تر دیکھ کر وہ مس بولی

محکمہ ہے یہ آب پاشی کا

آپ کی متن واہ صَلِ علیٰ

سارا فتنہ ہے ان حواہی کا

ہوگیا فیل امتحانوں میں

اب ارادہ ہے بدمعاشی کا

☆☆

پوچھو گے جب فلک سے تم سے یہی کہے گا

جو تھا نہ رہ گیا وہ، جو ہے وہ کیوں رہے گا

ہوں گے حباب اُبھر کر یونہیں فنا ہمیشہ

موجیں گھٹیں بڑھیں گی دریا یونہیں بہے گا

ذکرِ خدا کا ہوگا جس دل کو ذوق اکبر

وہ مطمئن رہے گا غم بھی اگر سہے گا

☆☆

علامت رُوح شخصی کی ہوئی کس شے سے تھی پیدا

حوادث یہ کہاں تھے اب ہوئی جن سے خودی پیدا

نگاہیں ہوں تو ویرانے میں بھی آبادیاں دیکھیں

اگر دل ہو تو ہر پہلو سے کر لے دل لگی پیدا

☆ ☆

کچھ نہیں کارِ فلک حادثہ پاشی کے سوا
فلسفہ کچھ نہیں الفاظ تراشی کے سوا
لکھو لائف مری ایام جوانی کے سوا
سب بتادوں گا تمہیں ''افتدوانی'' کے سوا

☆ ☆

خیر ان کو کچھ نہ آئے پھانس لینے کے سوا
مجھ کو اب کرنا ہی کیا ہے سانس لینے کے سوا
تھی شب تاریک چور آئے جو کچھ تھا لے گئے
کر ہی کیا سکتا تھا بندہ کھانس لینے کے سوا

☆ ☆

جو ہے بلند باطن پستی سے وہ بچے گا
گو پستیوں میں پائے افزونی مراتب
ہر چند شیر عاجز اور طالب غذا ہو
لیکن نہ کھا سکے گا کتوں کے ساتھ راتب

☆ ☆

یہ اسے کرتی ہے روشن وہ مٹاتا ہے اسے
رات سے پوچھو کہ بہتر شمع ہے یا آفتاب

☆ ☆

محاورات کو بدلیں براہ ریل جناب

ٹکٹ بدست کہیں اب بجائے پا بہ رکاب

☆ ☆

پہلے تھا نور عرفاں خالق سے لو لگی تھی
قومی مباحثوں سے روشن ہوا دماغ اب
وقعت پہ اب ہیں نازاں سوز و گداز رخصت
قبل اس کے شمع تھے وہ ہیں لعل شب چراغ اب

☆ ☆

نزع میں انسان سکھ پائے تو خوب
زندگی مرنے کے کام آئے تو خوب

☆ ☆

پنجۂ شیخ سے نکلے تو پریشان ہیں اب
ٹوٹی تسبیح کے دانے یہ مسلمان ہیں اب

☆ ☆

ضبط کی تکلیف جو کچھ ہو اسے سہہ لوں گا اب
جو مجھے کہنا ہے دل میں ہی اسے کہہ لوں گا اب

☆ ☆

ہر دم خیال رکھے حق کا اگر ہے طالب
ہر سانس کھینچتی ہے جاں آفریں کی جانب

☆ ☆

عاشقانہ آپ کی وحشت نہیں ہے اے جناب
چغدے سے جب پوچھتے ہیں راہ ویرانے کی آپ

☆ ☆

بالائے عرش ہیں کہ تہ آسماں ہیں آپ
دعوے سے قبل دیکھ تو لیجے کہاں ہیں آپ

☆ ☆

کیا جرم ہے یہ حال تو جانے خدائے موت
ہر نفس کے لیے ہے مگر یاں سزائے موت
کہتی ہے عقل موت یہ ہے بہر زندگی
وہ زندگی کہ جو نہیں ہوگی برائے موت
دنیا کی زندگی تو ہے اک جزو موت ہی
اس کا نتیجہ ہو نہیں سکتا سوائے موت
سانچا یہ زندگی ہے فقط روح کے لیے
جب ڈھل چکے تو سانچے کو جاؤ ہے آئے موت
کیسی ڈھلی اسی کا ہے لازم ہمیں خیال
نعمت بنائیں موت کو کیوں ہو جفائے موت
ہوتا ہے غم ضرور مگر کچھ سے مصلحت
اللہ کر دے طبع کو راز آشنائے موت

☆ ☆

ماضیت کہنہ نقشے مستقبلت وہمے
در حالش ار نہ بینی اے وائے بر نگاہت

☆ ☆

بگذار بہ حال خودم اے بزم تعلّی

عبرت زدہ را کار بہ آزر زدگاں نیست

☆☆

اگرچہ ذکر شہادت پہ جان دیتے ہیں
جو دیکھئے تو ہیں آرام جو حیات پرست
وہ تیتری ہے یہ بلبل وہ گونج بھونرے کی
چہار باغ نے پیدا کئے نبات پرست

☆☆

ایں فتنہ کہ برشاشدوایں شور کہ برخاست
الزام بہ گردوں منہ ازماست کہ برماست

☆☆

وعظ کہنے کو تو موجود ہیں اکبر لیکن
کیا اثر رکھتی ہے اس وقت مسلمان کی بات
کہے دیتا ہوں بتوں کو میں عدوئے دل ودیں
آ ہی جاتی ہے زباں پر کبھی ایماں کی بات

☆☆

شرط انساں کو سلیقہ ہے سخن گوئی میں
باغباں سے ہو مخاطب تو کرے پھول کی بات
عقل مندی نہیں دیوانہ دینا ہونا
نہ کرو رو یہ ہے اِک بندۂ مقبول کی بات
پروفیسروں سے ہمیں کچھ نہیں حاصل اکبر
دلِ عاشق میں سماتی نہیں اسکول کی بات

☆ ☆

مغربی ذوق ہے اور وضع کی پابندی بھی
اونٹ پر چڑھ کے تھیٹر کو چلے ہیں حضرت

معترض بھی کوئی حق گو کبھی ہو جاتا ہے
مگر اس بزم میں یہ سچ ہے کہ ''جی ہاں'' ہے بہت
وعظِ تقویٰ نہ کہو رحم کرو اکبر پر
چشم بد دُور ابھی طاقت عصیاں ہے بہت

☆ ☆

حالِ ما ماضی نشد مستقبل ما حالِ ماست
ہستی دارم کہ ہر دم گم بہ ہستی خدا است

☆ ☆

مشرب مرا قناعت مذہب مرا طریقت
ملئے اگر تو خادم رکئے اگر تو رخصت

☆ ☆

عقلِ زاہد عشقِ صوفی میں بس اتنا فرق ہے
اس کو خوف آخرت ہے اس کو ذوق آخرت

☆ ☆

از کمیٹی طمع جلسہ نداریم اکبر
شعرم اندرپس من مدح سرایم باقیست

☆ ☆

بھائیو تم کبھی ہندی کے مخالف نہ بنو

بعد مرنے کے کھلے گا کہ یہ تھی کام کی بات
بسکہ تھا نامہ اعمال مرا ہندی میں
کوئی پڑھ ہی نہ سکا مل گئی فی الفور نجات

☆

جی کے مرنے میں کیا ہے ناز کی بات
مرے کے جینا ہے امتیاز کی بات
چاہتی تھی زباں کرے توضیح
دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات

☆

اس سے بڑھ کر کون ہے راہ فنا میں بے قرار
حصر کی حد سے ہے باہر تیزی رفتار وقت

☆

اٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دل ناشاد عبث
سننے والا نہیں کوئی تو ہے فریاد عبث!
چرخ کہتا ہے ضروری ہے تڑپنے کے لیے
ورنہ گذری ہوئی باتوں کی ہے اب یاد عبث

☆

شیخ آز کے لیے آتے ہیں میدان کے بیچ
ووٹ ہاتھوں میں ہے اسپیچ قلمدان کے بیچ
وہی قسمت وہی قانون اور اس پر یہ بھیڑ
اے خدا عقل ہے حیران تری شان کے بیچ

☆ ☆

عابدوں کے نام سے ہے یہ رونقِ دربار صبح
نعرۂ تکبیر سے گرمیِ بازار صبح
جھانکتا ہے اس کی جانب دور سے مہر مبیں
خوش نصیب آنکھیں وہ ہیں جن پر کھلیں اسرار صبح

☆ ☆

جسم میں یا تو کبھی تھا شوق سے ہیجان روح
یا تعلق جسم سے اب ہوگیا سوہان روح
عقل انساں کیوں نہ عاجز ہو ترے ادراک میں
روح ہی کو یہ نہ سمجھی اور تو ہے جان روح

☆ ☆

گراں نظر پہ ہے مسجد کا با ادب سجدہ
وہ بے خطر ہے جو ہے بزم میں زباں گستاخ
دلوں کا زور نہ باقی ہے خدا کی طرف
اسی سے لیگ میں جائز رہی زباں گستاخ

☆ ☆

زباں ہے ناتوانی سے اگر بند
مرے دل پر نہیں معنی کے در بند
ہماری بے کسی کب تک چھپے گی
خدا پر تو نہیں راہ خبر بند
بہ یاد رنج یاران نظر بند

کیا ہم نے بھی اب ملنے کا در بند
دلوں میں درد ہی کی کچھ کمی ہے
نہیں ہے آہ پر راہ اثر بند
بت مشرق نہیں محتاج ساماں
کمر ہی جب نہیں کیسا کمر بند
کہوں گا مرثیہ اس غم میں ایسا
کھلے معنی دکھائے جس کا ہر بند
خیال چشم فتاں میں ہوا محو
مرا دل اب ہے سینے میں نظر بند

☆

بہ کار دیں ہم آمادہ دل پر جوش مند باشد
مسلماں مے شوم سلماں چو در آغوش من باشد

☆

زبان بند ہے اس عہد پر نگاہ بے بعد
سکوت ہی مجھے رہتا ہے اب تو آہ کے بعد
رگا ہوا ہے جو سائنس لا الہ کے بعد
خدا کو مان ہی لے گا زوال جاہ کے بعد
شگفتہ پایا طبیعت کو بعد کار ثواب
دلیر دل کو نہ پایا کبھی گناہ کے بعد
تمہارے عارض روشن نے کھول دیں آنکھیں
میں کہہ رہا تھا کہ اب کیا ہے مہر و ماہ کے بعد

Iqbal Cyber Library
All rights reserved ©2002-2006

ہے منتظم جہاں کا پروردگار خود
حیرت میں ہیں حوادث بے اختیار خود

عزت اکبر نہ مثل برہمن در دیر بود
قشقہ بودش بر جبیں لیکن زدستِ غیر بود

مار ازیں چہ کار بہ جرمن چہ م رود
دریاب از نگاہ کر برمن چہ می رود

ہوائے گلشن طبع تو دلکش است اکبر
کہ از گل سخت بوئے یاری آید

بہ ظاہر تھا براق راہ عرفاں
چو دم برداشتم لیڈر برآمد

گو رہتے ہیں ممبری فانی پر شاد
لیکن نہیں اپنی ناتوانی پر شاد
کونسل مین بڑھا رہے ہیں طاقت اپنی
عاقل ہیں مکرمی بھوانی پرشاد

علم ہم از عشق یک اظہار بود
چشم بر زلف ودہان یار بود

☆◈⧗⧗⧗◈☆

مرنے والے ہی کو عزرائیل آتے ہیں نظر
دوسرے دیکھیں تو برپا ہو بڑا دنگا فساد

☆◈⧗⧗⧗◈☆

پادری سے وہ ملے پہلے تو کیا شیخ کو عذر
دیکھئے پیر کا نمبر تو ہے اتوار کے بعد

☆◈⧗⧗⧗◈☆

میری سمجھ میں تو یہی آیا نظر کے بعد
تفتیش علتوں کی یہاں ہے اثر کے بعد
کچھ روک مبتدا کی کسی سے نہ ہوسکی
ترکیب سوچتے ہیں مگر کب خبر کے بعد

☆◈⧗⧗⧗◈☆

غافل یہاں کے لذت و آرام پہ نہ ہو
دنیا میں ہائے ہائے بہت ہے مرنے کے بعد
اک اضطراب دل کو مرے کر گیا خراب
کیا پوچھتے ہو حال زمیں زلزلے کے بعد

☆◈⧗⧗⧗◈☆

مجھ کو تو اکبر کا یہ مصرعہ رہا کرتا ہے ورد
جمع ہیں اولاد آدم ہند کے گیہوں کے گرد

☆ ☆

نہ تنہا وجد میں بلبل ہے میری خوش بیانی پر
گریباں چاک گل بھی ہے مرے رنگ معانی پر
تری چوٹی جو پہنچی ایڑیوں تک اس پہ حیرت کیا
یہ پابوسی تو واجب تھی بلائے آسمانی پر

☆ ☆

جمتا نہیں یقین کوئی میرے ہوش پر
کاموں کی یاں بنا ہے فقط دل کے جوش پر
کیوں کر دلیل دیکھ سکے اس جمال کو
جس کا خیال برق گراتا ہے ہوش پر

☆ ☆

تو وضع پر اپنی قائم رہ قدرت کی مگر تحقیر نہ کر
دے پائے نظر کو آزادی خودبینی کو زنجیر نہ کر
گو تیرا عمل محدود رہے اور اپنی ہی حد مقصود رہے
رکھ ذہن کو ساتھی فطرت کا بند اس پہ در تاثیر نہ کر
باطن میں ابھر کر ضبط فغاں ، لے اپنی نظر سے کار زباں
دل جوش میں لا فریاد نہ کر، تاثیر دکھا تقریر نہ کر
تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر

☆ ☆

پینا وہ ہے کہ مستی ہو اوج معرفت پر

جینا وہ ہے کہ جو ہو اُمید آخرت پر

کیا ہو بنائے الفت آخر مناسبت کیا

میں خاک بیکسی پر وہ تخت سلطنت پر

☆﴿ ﴾☆

قیامت ہے یہ ضد ضبط فغاں ہے اس لیے مجھ کو

کہیں نازاں نہ ہو میری مصیبت اپنی شدت پر

زبان و چشم و دل اور دست و پا سے کام لو ایسے

کہ روز حشر نازاں ہوں یہ اپنی حالت پر

☆﴿ ﴾☆

اثر اس کا ہے کم ہم بادۂ وحدت کے مستوں پر

عدو نے فتح پائی ہے تو تم سے بت پرستوں پر

☆﴿ ﴾☆

بہت مشکل ہے نوعمروں کا بچنا اس کے عشووں سے

نئی آنکھوں کے آگے آتی ہے دنیا نئی ہو کر

☆﴿ ﴾☆

ناز اس ظاہر طہارت پر نہ اے مغرور کر

حرصِ دنیا خود نجس ہے یہ نجاست دور کر

☆﴿ ﴾☆

تمہارے کھیت سے لے جاتے ہیں بندر چنے کیوں کر

یہ بحث اچھی ہے اس سے حضرت آدمؑ بنے کیوں کر

☆﴿ ﴾☆

گلا جور فلک کا تو بہت کچھ رو چکا اکبر
سر تسلیم خم کر زور بازو ہو چکا اکبر

☆ ☆

نہ پوچھو کیا اثر اس مصرع اکبر کا ہے ہم پر
ہر اک کے علم کا ہے خاتمہ واللہ اعلم پر

☆ ☆

فلسفی بھی نوحہ گر ہیں ذہن کے مقسوم پر
پاتے ہیں معلوم کی بنیاد نامعلوم پر

☆ ☆

مجھ کو جائز نہیں یہ عرض کہ بیداد نہ کر
ان کو زیبا ہے یہ ارشاد کہ فریاد نہ کر
شیخ کہتے ہیں کہ پیروں کی پرستش بھی ہے فرض
ماسٹر کہتے ہیں اللہ کو بھی یاد نہ کر
وحشت انگیز ترقی ہے تہ چرخ اس وقت
تو بگولا نہ بن اور عمر کو برباد نہ کر
حسن سنبل سے جو ہو زلف بتاں کا سودا
چھوڑ دے سیر چمن کفر کی امداد نہ کر

☆ ☆

جواہر ریزیاں میری زباں کی
زمین بھی سن رہی ہے کان بن کر
جو قالب بن گئی ہے یہ تو مٹی

یہ کیا شے ہے جو چمکی جان بن کر
پئے شوق بقا تھا خانہ دل
فنا کیوں بس گئی ارماں بن کر

☆ ☆

وہ دولت کیا رہی دو دن جو تجھ سے متصل ہو کر
ترقی تو وہ ہے رہ جائے دل میں جزو دل ہو کر
ہوائے نفس کے تابع ہیں جن کے جسم اے اکبر
انہیں کی روح رہتی ہے میں مضمحل ہو کر

☆ ☆

فکر منزل ہوگئی ان کا گذرنا دیکھ کر
زندہ دل میں ہوگیا اوروں کا مرنا دیکھ کر
آسماں کی چھت بہت نیچی سر نخوت کو ہے
کبر سے کہہ دو کہ دنیا میں ابھرنا دیکھ کر
زیست بے وقعت ہوئی ہے میرے شوق زیست سے
موت حیراں ہے مرا مرنے سے ڈرنا دیکھ کر

☆ ☆

قصد تو جائز ہے لیکن اپنا قابو دیکھ کر
ہاتھ اٹھانا چاہیے انسان کو بازو دیکھ کر

☆ ☆

بھرو سا باغ ہستی میں نہیں کچھ نخل قامت کا
نفس کیا ہوا کی بیل ہے دھوکے کی ٹٹی پر

☆☆

مبتلائے بحث کو راز خدا کی کیا خبر
معنی بے لفظ و لفظ بے صدا کی کیا خبر
پا لیا اک ہنگامہ ہم بھی ہوگئے اس میں شریک
ابتدا کا علم کیسا انتہا کی کیا خبر

☆☆

ظاہر ہوئی کمیٹی و کالج کی اک لکیر
آخر اسی لکیر کے سب ہوگئے فقیر
مرکز جو فطرتی تھے انھیں اب نہیں قرار
چکر میں خود پھنسے ہیں ہمارے امیر و پیر

☆☆

سوجھتا لکچر ترقی کا تو ہے ہر بات پر
ختم لیکن ہو کے رہ جاتا ہے میری ذات پر

☆☆

وہ ٹال دیتے ہیں مجھ کو ویری بزی[1] کہہ کر
میں اٹھ ہی آتا ہوں الفاظ عاجزی کہہ کر

☆☆

فطرت کی یہ سازش دیکھ ذرا الزام نہ دے پھنس جانے پر
یہ سوچ پڑی طائر کی نظر کیوں دام سے پہلے دانے پر

☆☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

مشکل ہی کیا ہے گونا پائے بتاں پہ رو کر
لیکن میں پاؤں گا کیا اپنا وقار کھو کر

☆☆

میں کیا پاؤں گا اکبر بتکدے میں حاضری دے کر
یہ بت رہ جائیں گے تھوڑی سی داد کافری دے کر
کہاں تک اہل دنیا سے کرو گے معذرت اکبر
یہی بہتر ہے چل دو اک جواب آخری دے کر

☆☆

جب مسرت منحصر ہو سعیِ کفر آمیز پر
صبر کرنا چاہیے حالات درد انگیز پر

☆☆

ہستی میں رہے مستِ وحدت میں فنا ہو کر
عالم کو میں کیوں دیکھوں عالم سے جدا ہو کر
فتوائے خرد جو ہو دل کی تو صدا یہ ہے
فانی ہے جدا ہو کر باقی ہے خدا ہو کر

☆☆

مزا ہے عالمِ حیرت میں پاک طینت کو
عجیب نور برستا ہے چشمِ نرگس پر
فروغِ دل جو ہو منظور بزمِ ہستی میں
اشارہ شعلے کا دکھ اور ہوا کی سُن وِھسپر!!

☆ ☆

چشم بد دور آپ تو ہیں آپ ہی اپنی نظیر
ناتوانی سے غلام اور علم سے روشن ضمیر

☆ ☆

اکبر خدا کو مان زمان و مکاں کو چھوڑ
عرفاں کا ذوق اگر ہے تو کب اور کہاں کو چھوڑ
پابند کر نہ ساعت و ساحت کا ذہن کو
دار فنا میں حسرت نام و نشاں کو چھوڑ
رنگ زمانہ رائے کی کثرت سے ڈر نہ جا
سارا جہاں ہو مشرک تو سارے جہاں کو چھوڑ

☆ ☆

مسجد نے کہا میرا فسانا بھی ہے اک چیز
کالج نے پکارا کہ زمانا بھی ہے اک چیز
واعظ کی بلاغت بھی بڑی چیز ہے لیکن
سچ بات یہ ہے دل میں سمانا بھی ہے اک چیز

☆ ☆

جیسی حالت پیش آتی ہے زمانے میں جسے
ذہن انسانی میں ویسا ہی اتر آتا ہے عکس
یہ مواقع ہیں کہ ہو جاتے ہیں وجہ اختلاف
آئینے کا رخ جہاں بدلا بدل جاتا ہے عکس

☆ ☆

All Rights reserved © 2002-2006

چیستی اکبر بگو مجموعۂ اعمال خویش
بعد ازاں بنگر بیاد آخرت در حال خویش

☆◈ ⧗⧗⧗ ◈☆

ہے یہ رفتار جہاں کون سی حالت کی طرف
بس جواب اس کا یہی ہے کہ قیامت کی طرف

☆◈ ⧗⧗⧗ ◈☆

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پہ بارگراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف

☆◈ ⧗⧗⧗ ◈☆

نشاط طبع پہ تھی خوبی بیاں موقوف
دل فگار نے کی شوی زباں موقوف

☆◈ ⧗⧗⧗ ◈☆

الاماں اے زخم دل اے شدت سوز فراق
المدد اے مرگ مجھ پر زندگانی اب ہے شاق
روشنی طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو
شمع مردہ ہوں مجھے رہنے دو اب بالائے طاق

☆◈ ⧗⧗⧗ ◈☆

یہ سوز داغ دل یہ شدت رنج و الم کب تک
ہمارے ہی لیے یہ جور گردوں ہے تو ہم کب تک

یہ دفتر ختم ہو ہی گا بھلا ہی دے گا دہر اس کو
یہ حس کب تک نظر کب تک زبان کب تک قلم کب تک
جو ہیں اہل بصیرت کہتے ہیں اکثر یہ اکبر سے
غنیمت ہے ترا دم ہند میں لیکن یہ دم کب تک

☆ ☆

نگاہ اولیں کے دام میں الجھی ہے اک دنیا
نصیب ہر نظر کب ہے پہنچنا حد حیرت تک

☆ ☆

من از تیغ جفائے چرخ گرداں گشتہ ام بسمل
مخواں مارا بہ بزم عیش خود اے منعم غافل
ترا سرواست و شمشاد داست و مارا آہ و فریاد است
ترا با غیست اندروہ مرا داغیست اندر دل

☆ ☆

کوئی سنتا نہیں تیری تو اس بکنے کا کیا حاصل
کوئی منزل نہیں درپیش پھر تھکنے کا کیا حاصل
اشارہ چشم شوق مشرقی سے ہے یہ مغرب کا
جو قوت ہو تو بسم اللہ منہ تکنے کا کیا حاصل

☆ ☆

کھلتا بہت سکوت سے رنگ بہار دل
لیکن نہ اٹھ سکے گا خموشی سے بار دل

☆ ☆

کچھ نہ سمجھا شب فراق کا حال
کھل گیا یار کے مذاق کا حال
اعتبار آپ کو نہ آئے گا
کیا کہوں اپنے اشتیاق کا حال

☆ ☆

فکر ہے دنیائے فانی کی خلاف شان دل
کیجئے ذکر خدا سے حاصل اطمینان دل
یار نے پوچھا میں کیا ہوں دل سے نکلی یہ صدا
حاصل دل مقصد دل مطلب دل جان دل

☆ ☆

سر تراشا ان کا کاٹا ان کا پاؤں
وہ ہوئے ٹھنڈے گئے یہ بھی پگھل
شیخ کو یخ کر دیا مومن کو موم
دونوں کی حالت گئی آخر بدل

☆ ☆

واعظا ایں نہ جنون است نہ کافر شدہ ام
اولت ناشدہ ختم است و من آخر شدہ ام

☆ ☆

کر دیں جو بے کسوں سے ذرا یہ غرور کم
جب بھی نہیں رہیں گے کسی سے حضور کم

☆ ☆

دکھا رہی ہے یہ ترکیب حسن طبع سلیم
علی کی تم میں جگہ تو بس وہ ہے تعلیم

☆ ☆

عقل مذہب سے دوستی رکھے
نہ تو دشمن ہو اس کی اور نہ غلام

☆ ☆

زبان علم کی گو متبع ہے وقت کلام
مگر یہ تابع حکمت نہیں ہے وقت طعام

☆ ☆

کبھی اسلام لائے تھے کہ ہو دین خدا قائم
اور اب مشرب بدلتے ہیں کہ ہو اپنا جتھا قائم

☆ ☆

بت پوچھتے ہیں مجھ سے کیوں اللہ اللہ ہر دم
میرا جواب یہ ہے دانم چرانگویم

☆ ☆

مولوی ہو ہی چکے تھے نذر کالج اس سے قبل
خانقاہیں رہ گئی تھیں اب ہے ان کا انہدام
لکچرر مضمون لکھتے ہیں تصوف کے خلاف
الوداع اے ذوق باطن الوداع اے فیض عام

☆ ☆

بند ٹاپے میں تھے وہ بنگلے پر

صبح کے وقت ہنس پڑی ایک میم
جب وہ بولے بجائے کوکروں کوں
مرغ شاخ درخت لاہو تیم

☆ ☆

اب جسم میں باقی ہے مسرت کا لہو کم
احباب میں مرحوم بہت سلمہ کم

☆ ☆

اس دار فنا کی بحثوں میں کیا صرف زباں کیا صرف قلم
دنیا کو بقا کیا ہے اکبر کے دن کی خوشی کے دن کا الم
دم بھر میں نشاط طبع فنا اک آن میں ناز جاہ ہوا
کیا بزم طرب کیا شان شہی کیا بربط و دف کیا طبل و علم

☆ ☆

کوئی موقع نہیں ہے بننے کا
سب کو معلوم ہے کہ میں کیا ہوں
ہوگئی ہے امید مرگ قوی
کل کی نسبت تو آج اچھا ہوں

☆ ☆

دست بستہ پا شکستہ دل فسردہ لب پہ مہر
کچھ نہ کچھ کرتا ہے ہر اک اے خدا میں کیا کروں
یہ دل بیتاب مجھ کو کر رہا ہے کیوں تباہ

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved
©2002-2006

ہوگئی اک بات[12] تھا حکم قضا میں کیا کرو ں

نزع میں پیک اجل سے کہہ رہا تھا ایک حسیں
تو قضا لایا ہے سر پر اب ادا میں کیا کروں
شکوۂ بیداد کرتا ہوں تو کہتا ہے فلک
خود بخود مجھ سے چٹکتی ہے جفا میں کیا کروں

☆ ☆

حسن فانی کے لیے میرا اور دل وا نہیں
ناز عکس بے بقا آنکھوں سے اب اٹھتا نہیں

☆ ☆

یہ شاعر شب کو گیسوئے لیلیٰ بھی کہتے ہیں
یہی حسن تصور ہے جسے سودا بھی کہتے ہیں
بتوں کے ناز پر اس عہد میں لازم ہے خاموشی
برا کہتے ہیں دس ان کو تو دس اچھا بھی کہتے ہیں

☆ ☆

جہاں سوئی گھڑی ہوتی تھی وقت اس کو کہتے تھے
گئی چوری تو ہم سمجھے زمانا اس کو کہتے ہیں

☆ ☆

میں اپنے آپ میں ان شاعروں میں فرق پاتا ہوں
سخن کن سے سنورتا ہے سخن سے میں سنورتا ہوں

☆ ☆

نہیں ہے گو مرے پائے ثبات کو لغزش
ہوائے دہر سے میں دم بدم پگھلتا ہوں
بسانِ شمع فروغ اپنا ہے ہر اک پہ عیاں
مگر مجھی کو فقط ہے یہ حس کہ جلتا ہوں

☆ ☆

کوئی مونس نہیں ہے بیکسی میں جان کھوتا ہوں
جو روتے میرے مرنے پر انہیں کو اب میں روتا ہوں

☆ ☆

یہ شان بے نیازی اور یہ ہنگامہ فطرت
گلا کیا مرگ ہاشم کا وہی کیا تھا ہمیں کیا ہیں

☆ ☆

جان دینا منع ہے اور دل سے غم مٹتا نہیں
سانس لیتا ہوں مگر کام اس سے کچھ چلتا نہیں
تپ نہ ہونے سے نہ سمجھو کہ میں راحت میں ہوں
دل میں انگارے بھرے ہیں گو بدن جلتا نہیں
یہ بت خود ہیں خلاف اکبر کے جو چاہیں کہیں
کفر کے سانچے میں تو بالفعل وہ ڈھلتا نہیں

☆ ☆

تمہارا اور ان پھلوں کا مجھ پر نہیں کچھ احسان اے درختو
خدا اگاتا ہے اگ رہے ہیں خدا کھلاتا ہے کھا رہا ہوں

☆ ☆

مجھ سے رکتی ہے تو میں شیدائے دنیا کیوں رہوں
یاس کا جب دور ہے محو تمنا کیوں رہوں
ہم نشینی خلق کی ہے اب تو وحشت آفریں
اک زمانے میں یہ سودا تھا کہ تنہا کیوں رہوں
خوب مصرعہ ہے مگر کس کی زباں سے ہو ادا
یار ہوں اعزاز سے دنیا میں میں یا کیوں رہوں
اب ہے بیماری ہی اکبر میرا شغل زندگی
جب فقط مرنا ہی باقی ہے تو اچھا کیوں ہوں

☆ ☆

بوڑھوں کے ساتھ لوگ کہاں تک وفا کریں
لیکن نہ آئے موت تو بوڑھے بھی کیا کریں

☆ ☆

میں جس کے خلعۂ قدرت کا نقش حیرت افزا ہوں
وہی جانے کہ وہ کیا ہے وہی جانے کہ میں کیا ہوں
کوئی سنتا نہیں میری تو پھر اس کی شکایت کیا
میں ہی کیا کر سکا ہوں آج تک اور سب کی سنتا ہوں
جناب حضرت اکبر کی کوئی نبض تو دیکھے
یہ کہنے کو تو ہر حالت میں کہہ دیتے ہیں اچھا ہوں

☆ ☆

قدرت کا رنگ دیکھ نہ ڈھونڈھ اس کی ماہیت
تصویر کو ٹٹولنے میں کچھ مزا نہیں

آخرت کے لیے کافی ہے فقط ذکر خدا
سوشل[۱۳] اغراض کو کچھ پیر بنا رکھے ہیں

اس موت کے آگے اے اکبر مشغولی دنیا کچھ بھی نہیں
سب کچھ جسے ہم سمجھے تھے ابھی دم بھر میں جو دیکھا بھی نہیں
تدبیر کی کوئی حد نہ رہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا
اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

اس گلستاں میں بہت کلیاں مجھے تڑپا گئیں
کیوں لگی تھیں شاخ میں کیوں بے کھلے مرجھا گئیں

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
بحثوں کے لیے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جب اس سے فلک کا دل بہلے ہم لوگ تماشا کیوں نہ کریں

کیوں مجھ سے پوچھتے ہیں وہ کیا چاہتا ہوں میں
کیا دیکھتے نہیں کہ مرا چاہتا ہوں میں

تجھے ہم شاعروں میں کیوں نہ اکبر منتخب سمجھیں
بیاں ایسا کہ دل مانے زباں ایسی کہ سب سمجھیں

نتیجے ترک خود داری کے سب پر ہوگئے ظاہر
ترقی خواہ ملت جب نہ سمجھے تھے تو اب سمجھیں

☆ ⟨ ⧗⧗⧗ ⟩ ☆

شیخ جی بھی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تم ہم مصلحتاً ان کا ادب کرتے ہیں

طلب جاہ پہ وہ کرتے ہیں کس کو مجبور
سچ تو یہ ہے کہ ہمیں لوگ غضب کرتے ہیں

☆ ⟨ ⧗⧗⧗ ⟩ ☆

یہ انقلاب بھی ہے اور آنجناب بھی ہیں
میں دیکھتا ہوں کہ موجیں بھی ہیں حباب ھی ہیں

ہے میرے دل کو خدا ہی کی رحمتوں کی طلب
کہ وہ وسیع بھی ہیں اور بے حساب بھی ہیں

عجب اصول ہیں رندان عشق کے اکبر
گناہ کرتے ہیں اور طالب ثواب بھی ہیں

☆ ⟨ ⧗⧗⧗ ⟩ ☆

ہوٹل میں جو وہ مطلوب رہے اسٹیج پہ یہ مرغوب رہیں
ان کے بھی قوافی خوب ملے ان کی بھی ردیفیں خوب رہیں

☆ ⟨ ⧗⧗⧗ ⟩ ☆

تم کو مبارک یہ ہوس جو ہم کہیں وہ سب کہیں

ہم کو تو ہے اس میں مضر سب کی سنیں یارب کہیں
سورج تو ہے لیکن نہاں ظلمت کے اندر ہے جہاں
تقویم میں تم دن پڑھو ہم حس کے اندر شب کہیں

☆ ☆

آج کل اس انجمن کے کچھ عجب اسلوب ہیں
میں جو کہتا خوب ہوں وہ چپ بھی کرتے خوب ہیں

☆ ☆

جو شیخ کی ہے یہ خود فروشی کروں کہاں تک میں عیب پوشی
یہ اتنی دنیا سے گرم جوشی حرم میں وہ ہیں کہ شاپ[14] میں ہیں

زمیں کی کوئی کرنے نہ پرری بڑھی ہے انجینئری کی دوڑی
اسی کے پیوند ہوں گے آخر ابھی تو مصروف ناپ میں ہیں

☆ ☆

گو بہت اونچی ہے پرواز حریف
شیخ برگد کم نہیں ہیں جمپ[15] میں

ان کا طوطی بولتا ہے عرش پر
ان کی مرغی بولتی ہے کمپ میں

☆ ☆

کسی سے وہ محبت ہو محبت جس کو کہتے ہیں
پھر اس سے ایسی فرقت ہو کہ فرقت جس کو کہتے ہیں
دلی حالت کا اندازہ ہو اس وقت غافل کو

مصیبت ہی نہیں دیکھی مصیبت جس کو کہتے ہیں

☆☆

بولے شگفتگی سے مگر بات کی نہیں
خواہش مجھے اب ان سے ملاقات کی نہیں
میرے سکوت سے مجھے بے حس نہ جانئے
الفاظ کی کمی ہے خیالات کی نہیں
اس کے سوا کہ شکر کا موقع نہیں ملا
مجھ کو شکایت ان سے کسی بات کی نہیں

☆☆

شعر اکبر میں کوئی کشف و کرامات نہیں
دل پہ گذری ہوئی ہے اور کوئی بات نہیں

☆☆

دل کو اک غم نے گھیر رکھا ہے
کیا کسی سمت التفات کروں
ہم نشیں مجھ سے کچھ نہ پوچھ اس وقت
جی نہیں چاہتا کہ بات کروں

☆☆

کیوں گفتگو کسی کو ہو اس ٹھیک بات میں
شیخی زبان میں ہے حکومت ہے ہات میں

☆☆

حسنِ فانی جو لبھائے اسے بُت کہتے ہیں

گذراں فصل دل آویز کو رُت کہتے ہیں

☆۞⌛⌛⌛۞☆

کیا عذر قوم کو ہے ترقی کی بات میں
رغبت کے ساتھ خود ہے وہ لیڈر کے ہات میں
تعلیم دختراں سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دُلھن خوشی سے خود اپنی برات میں

☆۞⌛⌛⌛۞☆

سیر ہوں سیر سے اس دارِ کُہن کی اکبر
اب یہاں میرے لیے کوئی نئی بات نہیں

☆۞⌛⌛⌛۞☆

لبسے برگڈ میں مغرب کی رفاقت اس کو کہتے ہیں
ہوئے مدفون تکیئے میں اصالت اس کو کہتے ہیں
سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

☆۞⌛⌛⌛۞☆

مایوس ہوں مریضِ غم لاعلاج ہوں
کل بھی جیا تو کیا وہی ہوں گا جو آج ہوں
افسردہ ہو کے کہتی ہے گل کی زبانِ حال
صرصر سے کیا کہوں کہ میں نازک مزاج ہوں
اس زندگی میں ترک تعلق کا ذکر کیا
جب تن میں جان ہے ہمہ تن احتیاج ہوں

☆ ☆

مذہبی تلقین اور ایسے شدائد الاماں
ایک نام حق کے ساتھ اتنے زوائد الاماں

☆ ☆

ہر شیخ یہ کہتا ہے عقائد ہیں تو یہ ہیں
توحید یہ کہتی ہے زوائد ہیں تو یہ ہیں

☆ ☆

بے بصر وہ ہیں جو بحثوں میں یہاں خُرسند ہیں
جن کی آنکھیں[۲] کھل گئیں اُن کی زبانیں بند ہیں

☆ ☆

وہ اپنی حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں
یہ عمدہ فرق میں نے پایا ہے نیک و بد میں
تیری ہی حد میں تیری ساری مسرتیں ہیں
مشکل ہے بحث کرنا میرے سخن کے رو میں

☆ ☆

بوزنے کو رقص پر کس بات کی میں داد دوں
ہاں یہ جائز ہے مداری کو مبارکباد دُوں

☆ ☆

الگ خیال سے یہ دنیوی مظاہر ہوں
نماز کا ہے مزا جب حواس طاہر ہوں

مخالفین کو ہم کہہ تو دیتے ہیں کافر
مگر یہ ڈرتے ہیں دل میں ہمیں نہ کافر ہوں

☆﴿ⵣⵣⵣ﴾☆

حواس ظاہری کے دام میں اوہام حاضر ہیں
مگر یہ صید خود صیاد اطمینان خاطر ہیں
مرا اسلام ہی کیا ہے کہ حکم کفر دوں اکبر
وہی کافر ہیں جو اللہ کے نزدیک کافر ہیں

☆﴿ⵣⵣⵣ﴾☆

بادہ عرفاں کہاں یہ بحث کا دفتر کہاں
کفر ہے اس انجمن میں کون کیا کیونکر کہاں
خانہ تن کے بھی اجزا میں ہے پیہم انقلاب
کیا بتائیں ہم کسی سے ہے ہمارا گھر کہاں

☆﴿ⵣⵣⵣ﴾☆

جن کو جینا ہے بنیں بجلی ہوس کے ابر میں
پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں یاں تو قبر میں
چند مومن بھی اسیر زلف دنیا ہوگئے
چاندنی تو ہے مگر لپٹی ہوئی ہے ابر میں
ہاتھا شائی شاہد مغرب سے ہم کرتے نہیں
بابوؤں ہی کو مزا ہے بوسۂ بالجبر میں

☆﴿ⵣⵣⵣ﴾☆

گو مجھ میں ہے بلاغت گو شعر باثر ہیں

لیکن مرے مصائب مجھ سے بلیغ تر ہیں

☆ ☆

کس طرح جانچے گا اپنے آپ کو اے فلسفی
فرق کیا لازم نہیں ہے ناظر و منظور میں

☆ ☆

آپ کی ہرگز نہیں کے آگے کیا بس ہے مرا
لیکن اتنا تو ذرا سن لوں کہ آخر کیوں نہیں

☆ ☆

ان کے گھر کی آگ بجلی میرے گھر مٹی خراب
یا الٰہی مجھ پہ الطافِ عناصر کیوں نہیں
اس قدر دلکش ہے رنگِ طبعِ اکبر دیر میں
بُت کو حسرت ہے کہ یہ کم بخت کافر کیوں نہیں

☆ ☆

ہم کیوں مبتلائے بے تابیِ نظر ہیں
تسکینِ دل کی یا رب وہ صورتیں کدھر ہیں
ذرے جو گل بنے تھے وہ بن گئے بگولے
جو زینتِ چمن تھے وہ خاکِ رہگذر ہیں
دنیا کی کیا حقیقت اور ہم سے کیا تعلق
وہ کیا ہے اک جھلک ہے ہم کیا ہیں اک نظر ہیں
ہم نے سنا بہت کچھ حالِ جہانِ فانی!
افسانہ گو غضب ہیں قصے تو مختصر ہیں

پیدا کیے فلک نے نادیدنی مناظر!
نیچی ہیں ان کی نظریں جو صاحبِ نظر ہیں
غم خانۂ جہاں وقعت ہی کیا ہماری
اِک ناشنیدہ اُف ہیں اک آہِ بے اثر ہیں
کیا مشرقی کفن بھی وہ ترک کر سکیں گے
اوضاعِ مغربی میں جو غرق سر بسر ہیں
اکبر کے شعر سن کر کہتے ہیں اہلِ باطن
اب بھی خدا کے بندے کچھ صاحبِ اثر ہیں

☆☆

اپنی مرضی کے موافق دہر کو کیوں کروں
بے حد آتا ہے مجھے غصہ مگر کس پر کروں
چل بسے چھوٹے بڑے تھا جن سے لطفِ زندگی
مجھ پہ کس کو ناز ہے میں ناز اب کس پر کروں
وصل کی شب حسبِ موسم ہو ہی جائے گی سحر
لطف اٹھاؤں یا درازی کی دعا شب بھر کروں
دَور بے مہری ہے امیدِ محبت کس سے ہو
اُڑ رہی ہے خاک ہر سُو کس کے دل میں گھر کروں

☆☆

داغِ دل پر نظرِ یاس نہ کر اَے اکبر
کوئی ذرہ چمن دہر میں بے کار نہیں
تجھ پہ گلزار کھلائے گا یہی داغ کبھی

آج کو طبع تری محرمِ اسرار نہیں

☆☆

یہ جتنے ذرے جہانِ فانی کے اتنی شکلوں میں جلوہ گر ہیں
خدا کی ہستی کے سب ہیں شاہد اور اپنی ہستی سے بے خبر ہیں
تغیر اتنا کہ گم تعین تعین ایسا کہ اپنی ہی دھن
کمال ایسا کہ سب ہیں حیرت جمال ایسا کہ سب نظر ہیں
حواس کچھ نیک کام کر لیں کہ جیب و دامن کو اپنے بھر لیں
مرے معانی کی حد نہیں ہے اگرچہ الفاظ مختصر ہیں

☆☆

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں
زیادہ ہوں مگر زیست کی لذت نہیں باقی
ہر چند کہ ہوں ہوش میں ہشیار نہیں ہوں
اس خانۂ ہستی سے گذر جاؤں گا بے لوث
سایہ ہوں فقط نقش بہ دیوار نہیں ہوں
افسردہ ہوں عبرت سے دوا کی نہیں حاجت
غم کا مجھے یہ ضعف ہے بیمار نہیں ہوں
وہ گل ہوں خزاں نے جسے برباد کیا ہے

الجھوں کسی دامن سے میں وہ خار نہیں ہوں
یا رب مجھے محفوظ رکھ اس بت کے ستم سے
میں اس کی نعایت کا طلبگار نہیں ہوں
گو دعویِ تقویٰ نہیں درگاہِ خدا میں
بت جس سے ہوں خوش ایسا گنہگار نہیں ہوں
افسردگیِ ضعف کی کچھ حد نہیں اکبر
کافر کے مقابل میں بھی دیندار نہیں ہوں

☆ ☆

جرح کیا وقعت نہیں میری جو بزمِ غیر میں
عزت مسلم ہے اس کی کس مُپرسی دیر میں
تارِ برقی سے ہوا معلوم حالِ زار روس
شور برپا ہے کلیسا میں حرم میں دیر میں
آسمانی توپ چلتی ہے کہیں صدیوں کے بعد
لیکن اڑ جاتی ہیں ساری غفلتیں دو فیر میں

☆ ☆

چرخ نے پیشِ کمیشن کےلئے کہہ دیا اظہار میں
قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں

☆ ☆

حواس سب ہوگئے معطل اور آنکھ بھی بند کر چکے ہیں
لحد میں گرنا ہے صرف باقی زمانہ گذرا کہ مر چکے ہیں

☆ ☆

کارگر اس بت کی تدبیریں بالآخر ہوگئیں
گو ہوں مسلم خواہشیں میری بھی کافر ہوگئیں

☆ ☆

بت سے حاصلِ کی موافق اپنے رائے
نشۂ نخوت میں اب سرشار ہیں
پوچھے کوئی حضرت والا سے یہ
آپ فاتح ہیں کہ ڈگری دار ہیں

☆ ☆

اب میں سرگرمی سے کوئی سعی کرتا ہی نہیں
بعد ان مایوسیوں کے ل ابھرتا ہی نہیں
سلسلا ہے بے قراری کا ہماری زندگی
سانس رکتی ہیں ہور اور دل ٹھہرتا ہیں نہیں
منزلِ صبر و رضا کو سمجھے تھے آباد ہم
لیکن اس جانب سے اب کوئی گذرتا ہی نہیں
افعی حرص و ہوا پر عبرتیں ہیں بے اثر
ٹوٹی ہیں لاٹھیاں کم بخت مرتا ہی نہیں
یاس اب خوبانِ مشرق کو ہوئی عشاق سے
اس قدر افسردہ ہیں کوئی سنورتا ہیں نہیں

☆ ☆

اس سرو قد پہ اکبر مدت سے مر رہا ہوں

اللہ راست لائے کوشش تو کر رہا ہوں

☆۞ ⧗⧗⧗ ۞☆

نمبر اول کا دعویٰ ہو جنہیں باہم لڑیں
خوش نصیبی سے یہاں تو دسرے نمبر پہ ہیں

☆۞ ⧗⧗⧗ ۞☆

جان مردہ ہے بدن افسردہ ہے مانند خاک
میں رہا ہوں گا کبھی لیکن اب اپنی قبر ہوں

☆۞ ⧗⧗⧗ ۞☆

مجبور بدل جانے پہ یہاں اقبال و چشم کے دور بھی ہیں
یکتائی کا دعویٰ خوب نہیں اللہ کے بندے اور بھی ہیں

☆۞ ⧗⧗⧗ ۞☆

قوت سیر جو حاصل ہو تو دیوار نہ بن
پنجۂ غیر میں رہنا ہو تو تلوار نہ بن
دل کی خاطر تو ہے لازم تجھے بک جانا بھی
صرف آنکھوں کا مزا ہو تو خریدار نہ بن
آتش شوقِ بتاں میں نہ جلا دِل اپنا
کافری کا سببِ گرمیِ بازار نہ بن
بت پرستی میں بھی رکھ حسن کے پہلو پہ نظر
ہار بن دیر سے رشتہ ہو تو زُنار نہ بن
دل سے کہہ سکتے ہیں ہاں شمعِ بصیرت نہ بجھے
وقت سے کہہ نہیں سکتے کہ شبِ تار نہ بن

دست قدرت میں ہے یہ خاک چمن اے اکبر
اس سے کیوں کر یہ کہوں پھول ہی بن خار نہ بن

☆ ☆

ہے ہم سے چرخ بر سرکیں غور کیا کریں
بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے اور کیا کریں
ہے صبر میں تو دیر وہ فرصت کی بات ہے
للہ یہ بتائیے فی الفور کیا کریں
اپنے جو تھے مشیر وہ سب ان سے مل گئے
کرنا پڑا سکوت بہر طور کیا کریں
پائپ[۱۸] کوئی کھلا نہیں گھر میں لگی ہے آگ
اب بھاگنا ضرور ہوا غور کیا کریں

☆ ☆

وہ تھے آئین ملت لاکھوں ہی کو ایک کرتے تھے
یہ کیا جو ایک کو دو اور دو کو چار کرتے ہیں
یہ پروانوں کا شمعوں سے لپٹنا او رجل مرنا
محبت کی روش یہ بھی ہے یوں بھی پیار کرتے ہیں
بڑھانا شوق کا منظور ہے یا مضمحل کرنا
نزاکت کا جو مجھ سے اس قدر اظہار کرتے ہیں
ترقی کی تماشا گاہ میں اس وقت اے اکبر
وہ منظر ہیں کہ مجھ کو ہش سے بیزار کرتے ہیں

☆

حشر تک کھل نہ سکے راز اسے کہتے ہیں
جستجو پھر بھی کرو ناز اسے کہتے ہیں

☆

وجد عارف کی حقیقت کچھ سنا دوں آپ کو
گو کہ میری اصل کیا اک بندۂ ناچیز ہوں
ناچتی ہے رُوح انسانی بدن میں شوق سے
جب کبھی پا جاتی ہے پرتو کہ میں کیا چیز ہوں

☆

کچھ اعتبار نہیں مجھ کو اپنے ہونے کا
یقین میں میں نہیں ہوں فقط قیاس میں ہوں
ثواب کہتا ہے مل جاؤں گا کر ان کی مدد
چھپا ہوا مین غریبوں کی بھوک پیاس میں ہوں

☆

خدا شناس تو ہونا نہیں ہے سہل اکبر
یہی بہت ہے جو دنیا شناس ہو جاؤں

☆

جہاں درشن تمہارے ہوں وہیں دھونی ماؤں گا
الہ آباد کا قیدی نہ پابندِ بنارس ہوں

☆

کسی سے پوچھتا میں کیوں تصوف کس کو کہتے ہیں

خد اپنے دل کو دیکھا اور سمجھا اس کو کہتے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

مرے دل کا نہ سمجھا حال کچھ بھی ڈاکٹر مس نے
تو پھر دعوی یہ کیا ہے میں تری رگ رگ سے واقف ہوں
وہ دل کا رنگ نہیں کو حرم کے طوف میں ہوں
مقام شوق میں تھا اب محل خوف میں ہوں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

موت سے ڈرتا ہوں مین گومت کا شائق بھی ہوں
یعنی شبہ ہے کہ ایسے شوق کے لائق بھی ہوں
ہو نہیں سکتا بیانِ حالِ دل الفاظ میں
جوش بھی ہے طبع میں اور شعر میں فائق بھی ہوں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

زیادہ گوی سے اب ہم اسی سے رُکتے ہیں
جو خوب کہتے ہیں اکبر وہ کہہ بھی چکتے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

خشک ہے بالکل شجر اُمید کا
گل میں سرخی ہے نہ سبز برگ میں
شغل اپنا کیا بتاؤں آپ سے
جی رہا ہوں انتظار مرگ میں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

مسرت مجھ کو اب دشوار ہے دنیا کی محفل میں

خوشی کی قابلیت ہی نہیں باقی رہی دل میں

☆ ☆

جھکا کر سر کو سجدے میں جو اپنے دل میں پہنچے ہیں
نہ پوچھو وہ کہاں ابھرے ہیں کس منزل میں پہنچے ہیں

☆ ☆

ذوق ہوائے کوچہ قاتل کو کیا کروں
مہلک سہی یہ شوق مگر دل کو کیا کروں
اظہارِ اضطراب کا شائق نہیں ہوں میں
پہلو میں لیکن اس دلِ بسمل کو کیا کروں
قطع نظر گلوں سے نہیں مانعِ جنوں
بوئے بہار و شور عنا دل کو کیا کروں

☆ ☆

مقبول جو ہوں شاد ہیں قابل تو بہت ہیں
آئینے کے مانند ہیں کم دل تو بہت ہیں
وہ کم ہیں تڑپنے میں جنہیں ملتی ہے لذت
یوں آپ کی شمشیر کے بسمل تو بہت ہیں

☆ ☆

علم دیں حاصل کیا لیکن قباحت یہ ہوئی
صرف سکھلانے میں لذت ہے عمل میں کچھ نہیں
زیست کا مصرعہ بنے خودہ آہِ سوزاں تب ہے لطف

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

ورنہ اے اکبر تری نظم غزل میں کچھ نہیں

☆ ☆

لوگ کہتے ہیں کہ ہیں آپ نہایت قابل
میں اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کس قابل ہوں

☆ ☆

لذت ہے روح کو تنِ خاکی سے میل میں
فطرت نے مست رکھا ہے قیدی کو جیل میں
فتح و شکست پر نظریں آپ ہی کی ہوں
اپنی تو دل لگی ہے فقط پاس فیل میں

☆ ☆

ذِلت اٹھا رہا ہوں میں قُلیوں کے غول میں
اچھے وہی جو لکھ گئے آنر کے رول میں

☆ ☆

وہی زندہ ہیں طاقت سے جو صرف عقل کرتے ہیں
ہماری زندگی کیا زندگی کی نقل کرتے ہیں

☆ ☆

باطن بہت ہیں ایسے جو مشتعل نہیں ہیں
سنا ہے آدمی کو وہ نظر میں تول لیتے ہیں

☆ ☆

خدا جانے مرا کیا وزن ہے ان کی نگاہوں میں
سنا ہے آدمی کو وہ نظر میں تول لیتے ہیں

☆

تفرقوں کے یہ جو طوفاں ہیں بپا کچھ کم تو ہوں
ہم کو کرنا چاہیے سب کچھ مگر ہم ہم تو ہوں

دیکھ لے گا خود کہ کس عالم میں لے جاتا ہے دل
مجھ کو جتنے ہیں مگر اتنے کسی کو غم تو ہوں

جام کی صورت جو ساقی خود ہوں گردش میں تو کیا
شان محفل تمکنت ہی میں ہے پہلے جم تو ہوں

☆

خدا کے نام کا ہے احترام عالم میں
نہ صرف آپ اور ہم ہیں تمام عالم

اسی کا نام نہ کیوں مرکز زباں ہو جائے
کہ اختلاف سے خالی ہو کام عالم میں

خدا پرست کو کافی ہے مثل ابراہیم
زوال شمس و قمر صبح و شام عالم میں

یہی مشن[19] تھا جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کا
آج انہیں کا تو روشن ہے نام عالم میں

☆

حسن آغاز تو رکھتا ہے یہ عیشِ دنیا
مگر افسوس یہ ہے خوبی انجام نہیں

☆

تعلّی کی نہیں لیتے ہم ایسے ہیں ہم ایسے ہیں
مگر ہم جتنے ہیں بیزار دنیا سے کم ایسے ہیں
مری ہر وقت کی افسردگی ہے بار یاروں پر
مگر میں کیا کروں اس کو خدا شاہد غم ایسے ہیں

☆ ☆

سینے میں تپش ہے دل میں غم ہیں
اللہ اللہ ہے اور ہم ہیں
جن میں للہ دوستی ہو
اب ایسے بزگوار کم ہیں

☆ ☆

حقیقت کیا مری ہستی اک ذرے سے بھی کم ہوں
تعجب اس پہ آتا ہے کہ میں بھی جزو عالم ہوں
بحمد اللہ مری ہستی نہیں ہے بار فطرت پر
زمیں پر ہوں تو سبزہ ہوں گلوں میں ہوں تو شبنم ہوں

☆ ☆

کتنے ہی بے وقار ہوں مرزا کو غم نہیں
کافی ہے یہ شرف کہ وفاقی سے کم نہیں

☆ ☆

مس سے بیگم نے کہا کل تو کہاں اور ہم کہاں
بوٹ کی چرچر میں کیا رکھا ہے یہ چم چم کہاں
مس یہ بولی پڑھ کے نکلو تو ذرا اسکول سے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

اور ہی چالیں نظر آئیں گی یہ عالم کہاں

☆

اولڈ مرزا ہر طرف بدنام ہیں
ینگ بدھو وارث اسلام ہیں
گردشِ گردوں کے آگے کس کا زور
کون دم مارے خدا کے کام ہیں

☆

ناچیز ہے سکوں تو تلاطم بھی کچھ نہیں
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی کچھ نہیں
کیا نور تھا نگاہ جناب خلیل میں
شمس و قمر بھی کچھ نہیں انجم بھی کچھ نہیں

☆

شکم ہوتا تو میں اس عہد میں پھولا ہوا رہتا
سراپا دل بنا ہوں اس سبب سے کشتۂ غم ہوں

☆

نہ واعظ کی کوئی سنتا نہ پڑھتا ہے مصنف کی
زباں بکتی ہی رہتی ہے قلم چلتے ہی رہتے ہیں
جو تھک کر بیٹھ جاتا ہوں زمیں کہتی ہے یہ مجھ سے
ترے رکنے سے کیا ہوتا ہے ہم چلتے ہی رہتے ہیں

☆

نئی تعلیم میں تقوے کا وہ اکرام کہاں

ناز بے حد ہیں مگر غیرتِ اسلام کہاں

☆

نئے زمانے کی ہسٹری کے عجیب مفہوم بن رہے ہیں
کہ خدمت دیر کی بدولت حرم کے مخدوم بن رہے ہیں
مفتی شرع نہ ہوں لیڈر اسلام تو ہیں
بوئے مسجد نہ سہی کمپ کے گلفام تو ہیں

☆

منہ لگایا جنہیں اس بت نے بنے وہ ناقوس
سازِ ملت میں تو اب سر یہی اسلام کے ہیں
نہ نظر آئے جبیں پر جو نشانِ سجدہ
تو سمجھ لو یہ مسلمان فقط نام کے ہیں

☆

یہ اختلاف صورت فطرت کی مستیاں ہیں
یہ انکشاف معنی ذہنوں کی ہستیاں ہیں
دیوانہ چمن کی سیریں نہیں ہیں تنہا
عالم ہیں ان گلوں میں غنچوں میں بستیاں ہیں
ساقی سے بے خبر ہیں مستان بزم ہستی
یا بے ہشی ہے طاری یا خود پرستیاں ہیں
اس منزلِ فنا کو اکبر نے خوب دیکھا
جتنی بلندیاں ہیں نظروں کی پستیاں ہیں

☆

ہے جو لب پر شکوہ سمجھیں اس کو یا آہیں کہیں
میں ہوں مست بادۂ غم لوگ جو چاہیں کہیں
جو طریقے کامیابی کے بتاتے ہیں یہ بت
ہیں یہ سب دام ہلاکت آپ انہیں راہیں کہیں

☆ ⧗⧗⧗ ☆

وہ چیزیں نفس کو جن سے مسرت ہے نمایاں ہیں
جو اخلاقی نتیجے دل پہ گزریں گے وہ پنہاں ہیں

☆ ⧗⧗⧗ ☆

جس طرف اٹھ گئی ہیں آہیں ہیں
چشمِ بد دُور کیا نگاہیں ہیں
ذرہ ذرہ ہے خضر شوق تو ہو
چلنے والے کو لاکھ راہیں ہیں

☆ ⧗⧗⧗ ☆

ماسٹر کی مشیختیں دیکھو
اب تو کالج ہی خانقاہیں ہیں

☆ ⧗⧗⧗ ☆

روح ہے تن میں مگر دل میں مرے جان نہیں
داغ ہی داغ ہیں اب اور کوئی ارمان نہیں
سخت مشکل ہے مسلمان کو اس وقت فروغ
اور قناعت کی جو کہیے تو وہ آسان نہیں

☆ ⧗⧗⧗ ☆

ہیں سخت مصیبت میں آرام کہاں پائیں
دنیا سے ملیں کیونکر چھوڑیں تو کہاں جائیں

☆

جب خدمت دل میں رہنے کو خالق نے زبانیں دیں منہ میں
اچھے ہیں وہی دل اے اکبرؔ اللہ کی باتیں جن سے اُٹھیں
اس بزم میں مجھ سے کہتے ہیں سب موقع کے مطابق بات کہو
اور ہم نے یہ دل میں ٹھانی ہے یا دل کی کہیں یا کچھ نہ کہیں

☆

صورتِ گل ہمہ تن گوش ہوں اس محفل میں
کہ جہاں بلبل و قمری ہیں غزل خوانوں میں

☆

ہے موت میں ضرور کوئی رز دل نشیں
سب کچھ کے بعد کچھ بھی نہیں یہ تو کچھ نہیں

☆

طالب علموں کو لے جاؤ کمیٹی میں نہ تم
کہیں ایسا نہ ہو یہ قوم پہ عاشق ہو جائیں

☆

فرقت میں شوقِ دید گل اے باغباں نہیں
راحت کہاں نظر کو جب آرام جاں نہیں
کتنا ہی غم ہو رہتی ہے اُمید بہتری
شکرِ خدا کہ قلب مرا بدگماں نہیں

All rights reserved

اصرار شوق ہے کہ کئے جاؤں عرض حال
ایمائے ناز ہے کہ چلی جائے ہاں نہیں

☆ ☆

بنگلوں ہی کی چھتوں پہ کریں شاعر اب نگاہ
دور جدید میں کوئی شے آسمان نہیں

☆ ☆

جو خوش کرے گا چاہے گا مجھ کو بھی خوش کرو
اس کو سمجھ کے تو کوئی منت قبول کر

☆ ☆

ہوگیا ہوں اس قدر افسردہ و زارو حزیں
چل دیئے ہیں چھوڑ کر مجھ کو کراماً کاتبیں

☆ ☆

اب کیا دنیا سے دِل لگے گا
آنکھیں چھت سے لگی ہوئی ہیں

☆ ☆

پڑ جائیں ابھی آبلے اکبر کے بدن میں
پڑھ کر جو کوئی پھونک دے اپریل مئی جون

☆ ☆

اس شرط پر ہم سے فلک سے صلح آخر ہوگئی
قبریں مہیا وہ کرے تعزیئیں ان کی ہم کریں

☆ ☆

بتوں میں حسن نہیں برہمن میں جان نہیں
وہی جگہ ہے مگر دیر کی وہ شان نہیں

☆ ☆

ہو رہا ہے نفاذ حکم فنا
نہ مکیں اس سے بچتے ہیں نہ مکاں
توپیں خود آکے اب تو میداں میں
کہتی ہے کل من

☆ ☆

دنیا کو خوب دیکھا جتنی محبتیں ہیں
موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی ساعتیں ہیں
البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے
اس میں وفا ہے شامل اور دل کو راحتیں ہیں

☆ ☆

وہ رنگ بزم نہیں ہے تو رند کیا ابھریں
بہار ہی نہیں باقی تو پھر جنون کہاں

☆ ☆

مدت سے ہوش میں ہوں نذر دل و زباں ہوں
لیکن کھلا نہ اب تک میں کون ہوں کہاں ہوں
پیری سے اب ہوں راضی لب پر ہے ذکر ماضی
پہلے فسان جو تھا اب اپنی داستاں ہوں
ہر بت کو جس کو سمجھا آنکھوں نے صدر ہستی

آخر میں بول اٹھا میں سنگ آستاں ہوں

☆<<⌛⌛⌛>>☆

وہ چاہتے ہیں اس کو دم دے کے میں بلاؤں

یاں دل میں یہ ٹھنی ہے مرجاؤں اور نہ جاؤں

اظہار عقل میں ہیں احباب گرم کوشش

اور مجھ کو فکر یہ ہے اپنا جنوں چھپاؤں

ساز طرب ملا کر بیٹھے ہیں سننے والے

پھر میں فسانۂ غم کیونکر انھیں سناؤں

میری طرف سے کیوں وہ مایوس ہو رہے ہیں

بیمار تو پڑا ہوں ممکن ہے مر بھی جاؤں

☆<<⌛⌛⌛>>☆

باقی نہیں وہ رنگ گلستان ہند میں

محنت کا اب ہے کام قلستان ہند میں

☆<<⌛⌛⌛>>☆

لکھا تھا کہ مشتاق ملاقات ہوں بے حد

پاؤں جو اجازت تو دم چند کو آؤں

آیا یہ جواب آئیے جب چاہے لیکن

افسوس کہ میں آپ کا مشتاق نہیں ہوں

☆<<⌛⌛⌛>>☆

دنیا کی یہ قدیمی کوتہ خیالیاں ہیں

جیتے تو تالیاں ہیں ہارے تو گالیاں ہیں

☆ ☆

کسی کو بحث نہیں آج پاپ اور پن میں
سیاسیات کے نغمے ہیں دیس کی دھن میں
وہ بدگماں مرے جوشِ نگاہ شوق سے ہیں
نہ احتیاط ہے مجھ میں نہ حُسنِ ظن ان میں

☆ ☆

عزلت ہی ہے مناسب کیوں دل میں یہ نہ ٹھانوں
دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں
میری نصیحتوں کو سن کر وہ شوخ بولا
نیٹو کی کیا سند ہے صاحب کہیں تو مانوں

☆ ☆

کہوں کچھ ان سے اثر ہو تو اعتبار آئے
سنا تو میں نے بھی یہ ہے کہ خوب کہتا ہوں

☆ ☆

دست و پابستہ ہوں میں ظاہر کوئی گن کیا کروں
دوسروں کے بس میں ہوں فکر تمدن کیا کروں
آگ برسانے لگی جب اس گلستان کی ہوا
خواہش نشوونمائے نخل و گلبن کیا کروں

☆ ☆

مہربانی سے مجھے گودام کی کنجی تو دی
لیکن اب گیہوں نہیں باقی فقط گھن کیا کرو

دیر میں کل گا رہی تھی اک زنِ زہرہ جبیں
جب پیا پاپی ملے مجھ کو تو اب پن کیا کروں
عقل روتی ہے کہ یہ گتھی سلجھتی ہی نہیں
ہر گرہ لوہا بنی ہے شکرِ ناخن کیا کروں

☆ ☆

سنی سنائی کہانیاں ہیں زبان کی خوش بیانیاں ہیں
وہ جانفشانی کہاں ہے باقی جو ہیں وہ بس گل فشانیاں ہیں
نہ تجربے کی نغاں کا سامع نہ ذوق عقبےٰ کا کوئی طامع
نئی نگاہیں نئے مناظر زمانہ ہے اور جوانیاں ہیں
یہ بُت ہیں بالکل ذلیل و احقر جنھیں بصیرت نہیں اے اکبر
انھیں سے ان کا غرور ہے یہ انھیں سے یہ لن ترانیاں ہیں

☆ ☆

ہرگز نہ لچیں بے دینی سے اور شرک کی ضد پر تن جائیں
اللہ کے جتنے بندے ہیں ہے فرض کہ بھائی بن جائیں
اللہ و نبی کی مرضی ہے یعنی یہ مسلماں آپس میں
دشمن بھی جو ہیں وہ دوست بنیں روٹھے بھی جو ہیں وہ من
جائیں
ہر چند کہ ان پر تنگی ہو کتنا ہی ہوا کا رُخ بدلے
طاعت کو مقدم گردانیں اور نیک عمل پر ٹھن جائیں

☆ ☆

انکشافِ رازِ ہستی عقل سے ممکن نہیں

متصل ہو سطح ظاہر سے یہ وہ باطن نہیں

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

قابلِ روئے پیش دانش مند یہ مضمون نہیں
ہر زباں ہر گفتنی کے واسطے موزوں نہیں

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

بے گانگی نہیں ہے بس اتنی دوستی ہے
میں اُن کو جانتا ہوں وہ مجھ کو جانتے ہیں

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

"دیکھ کر وہ مجھ کو وہ کہتے ہیں کہ اچھے تو رہے"
"زندہ ہیں سانس لئے جاتے ہیں اچھے کی ہیں"
خوب اکبر نے یہ اُڑائی تان
دین ہے آنکھ اور مذہب کان

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

غم خانہ جہاں سے آگاہ ہو چکا ہوں
داغوں سے دل بھرا ہے کتنوں کو رو چکا ہوں

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

کیا خوشی سے ہم آہ کرتے ہیں
کیوں وہ ایسی نگاہ کرتے ہیں
پھیرتے ہیں نگاہ دنیا سے
آنکھ کو رو براہ کرتے ہیں

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

خوشی سے واہ کرتا ہوں نہ غم سے آہ کرتا ہوں
محل حیرت کا ہے بس اللہ ہی اللہ کرتا ہوں
قناعت ہے مری دولت دیانت ہے مری عزت
نہ حرص مال رکھتا ہوں نہ فکرِ جاہ کرتا ہُوں

☆

دنیوی کاموں کے گو ہیں قاعدے
قاعِدوں کا قاعدہ کوئی نہیں
جو مشیت اس کی ہے وہ قاعدہ
بحث کیجئے فائدہ کوئی نہیں

☆

جیسا موسم ہو مطابق اس کے میں دیوانہ ہُوں
مارچ میں بُلبل ہوں جولائی میں پروانہ ہوں
حال میرا پوچھتے ہیں کیا یہ مستقبل طلب
کشتۂ ماضی ہوا ہوں صرف اک فسانہ ہوں

☆

اب اپنے دِل کو بجز غم کے کوئی راہ نہیں
خدا کا شکر یہی ہے کہ غم گناہ نہیں
اب اپنے دل کی عقیدت پہ رحم آتا ہے
یہ دیکھتا ہوں کہو ہ آپ کی نگاہ نہیں
مرے سکوت پہ غصہ نہ کیجئے للہ
فغاں ہے جرم خموشی تو کچھ گناہ نہیں

Iqbal Cyber Library.Net All rights reserved ©2002-2006

☆ ☆

دن گزرتے ہی چلے جاتے ہیں
لوگ مرتے ہی چلے جاتے ہیں
جانتے ہیں کہ یہ غفلت کے ہیں کام
پھر بھی کرتے ہی چلے جاتے ہیں

☆ ☆

چرخ سے کچھ امید تھی ہی نہیں
آرزو میں نے کوئی کی ہی نہیں
چاہتا تھا بہت سی باتوں کو
مگر افسوس اب وہ جی ہی نہیں
جرأتِ عرضِ حال کیا ہوتی
نظرِ لطف اُس نے کی ہی نہیں
اس مصیبت میں دل سے کیا کہتا
کوئی ایسی مثال تھی ہی نہیں
آپ کیا جانیں قدر "یا اللہ"
جب مصیبت کوئی پڑی ہی نہیں
شرک چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا
میری کوئی سوسائٹی[۲۰] ہی نہیں
مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں

پوچھا اکبر ہے آدمی کیسا
ہنس کے بولے وہ آدمی ہی نہیں

☆☆

جلوۂ ساقی دمے جان لئے لیتے ہیں
شیخ جی ضبط کریں ہم تو پئے لیتے ہیں

دل میں یاد ان کی جو آتے ہوئے شرماتی ہے
درد اُٹھتا ہے کہ ہم آکر کئے لیتے ہیں

دَورِ تہذیب میں پریوں کا ہوا دورِ نقاب
ہم بھی اب چاک گریباں کو سئے لیتے ہیں

خود کشی منع خوشی گم یہ قیامت ہے مگر
جینا ہی کتنا ہے اب خیر جئے لیتے ہیں

لذتِ وصل کو پروانے سے پوچھیں عشاق
وہ مزا کیا ہے جو بے جان دیئے ، لیتے ہیں

☆☆

دیر میں عاشقوں پہ ظلم یہ ہے
بعد مرنے کے بھی جلاتے ہیں

جب تمہارا خیال آتا ہے
ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں

مجھ کو پوچھنا ہے اکبر سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

☆☆

بزرگیوں کے مقابلے میں فلک کے برچھے تنے ہوئے ہیں
یہی سبب ہے جناب اکبر جو طفل ناداں بنے ہوئے ہیں
مرے اشعار رنگیں آپ کے سننے کے قابل ہیں
اسی گلزار کے ہیں پھول جو چننے کے قابل ہیں

☆ ☆

فلک کی گردش سے آج ہم کیا خراب و خستہ بڑے بڑے ہیں
اجڑ گئے ہیں مگر کریں کیا جہاں بسے تھے وہیں پڑے ہیں
نہ پائمالی سے ہے حفاظت نہ حس و حرکت کی ہم میں طاقت
ہوئے ہیں سایہ اگر گرے ہیں بنے ہیں دیوار اگر کھڑے ہیں
حرم کی صف میں شریک ہو کر نماز پڑھنے کا شوق رخصت
بتانِ ترسا کی جلوہ گاہوں میں دست بستہ مگر کھڑے ہیں

☆ ☆

چال دنیا کی تمہیں محسوس ہو دشوار ہے
یہ زمیں چلتی ہے تیزی سے مگر ہلتی نہیں
دل کے جو دشمن ہیں ان کے شوق میں رہتی ہے آنکھ
جان کا مالک جو ہے اس سے نظر ملتی نہیں

☆ ☆

زندگی کہتی ہے دنیا سے تو اپنا دل لگا
موت کہتی ہے کہ ایسی دل لگی اچھی نہیں
چاہتے ہو تم کسی کو چاہتا ہو وہ تمہیں
زندگی یہ ہے نہیں تو زندگی اچھی نہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

اس کی باتوں سے سمجھ رکھا ہے تم نے اسے خضر
اس کے پاؤں کو تو دیکھو کہ کدھر جاتے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

اٹھے تو بہت ہیں بہر مدد اس پر بھی تو لیکن غور کرو
شیطان کے حامی کتنے ہیں اللہ کے پیارے کتنے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

ان کے دل میں جو کچھ آتا ہے وہ کہہ جاتے ہیں
ہم بھی سن لیتے ہیں منہ دیکھ کے رہ جاتے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

کھانے پینے سے جو ہوتی زندگی مرتا ہی کون
سچ یہ ہے زندہ فقط اللہ کی مرضی سے ہوں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

خدا کی یاد میں دینائے دوں سے مُنہ جو موڑے ہیں
وہی انسان اچھے ہیں مگر افسوس تھوڑے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

جہاں ہستی ہوئی محدود لاکھوں پیچ پڑتے ہیں[۱۲]
عقیدے عقل عنصر سب کے سب آپس میں لڑتے ہیں

☆﴿⧖⧖⧖﴾☆

گُم ہیں نظر سے نورِ حقیقت کی ہستیاں

اندھیر ہیں حواس کی ظاہر پرستیاں

☆

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں
جستجو ہم کو آدمی کی ہے
وہ کتابیں عبث منگاتے ہیں
دہر نے نشترِ غم دل پہ مرے مارے ہیں
شعر رنگیں یہ نہیں خون کے فوارے ہیں

☆

فلسفی تجربے کرتا تھا ہوا میں رخصت
مجھ سے وہ کہنے لگا آپ کدھر جاتے ہیں
کہہ دیا میں نے ہوا تجربہ مجھ کو تو یہی
تجربہ ہو نہیں چکتا ہے کہ مر جاتے ہیں

☆

دلِ بیتاب نے کیا کیا دکھائے ہیں مجھے عالم
یہ پُرزہ بھی قیامت ہے خدا کے کارنے میں

☆

اوروں پہ جب ہے وعظ تو پہلی صدی میں ہیں
اپنی غرض ہے جب تو نئی جنتری میں ہیں

☆

ستم کی کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں

یہ اُن کی بدگمانی ہے کہ فریادی سمجھتے ہیں

☆ ☆

آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں
ہوش آئے گا انھیں موت کی بے ہوشی میں
عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا
حُسن کو دخل بہت کچھ ہے ستم پوشی میں

☆ ☆

ہمارے باغ میں پیڑ اب کہاں مالی لگاتے ہیں
انھوں نے بھی تو دیکھا یہ فقط ڈالی لگاتے ہیں

☆ ☆

ہمارے دم سے تابندہ بتوں کے بالے بُندے ہیں
ہمیں نے ان کو چمکایا ہمیں دوزخ کے کندے ہیں

☆ ☆

بس اللہ اللہ ہی بہتر ہے اللہ کے وعدے سچے ہیں
نبیوں ہی کی باتیں پکی ہے اس وقت کے لیڈر کچے ہیں

☆ ☆

مستی موسم میں کہتا ہے پپیہا پی کہاں
سب یہی کہتے مگر ہر اک نے ایسی پی کہاں

☆ ☆

فلک مشتاق پیہم نئی دنیا بسانے میں
زمیں کو دیر کیا گزرے ہوؤں کو بھول جانے میں

☆ ☆

دوستوں کے ساتھ اگلی گرم جوشی اب کہاں
خونِ دل پینا پڑا ہے بادہ نوشی اب کہاں
باغباں کانٹوں میں الجھانے کا رکھتا ہے خیال
صحنِ گلشن میں بہارِ گل فروشی اب کہاں

☆ ☆

فوجِ خدا نہیں تو دُعا ہی کے ساتھ ہیں
ملتے نہیں نبی تو خدا ہی کے ساتھ ہیں
تم بہتری کی فکر کرو بزمِ غیر میں
عزلت میں ہم تو اپنی تباہی کے ساتھ ہیں
دل ہ ہے جو فریب نظر کو سمجھ سکے
آنکھیں وہ ہیں جو ژرف نگاہی کے ساتھ ہیں
ترکِ وفا کے ہوگئے عازم نیاز مند
حضرت ہنوز ناز و ادا ہی کے ساتھ ہیں
علمی ترقیں سے زباں تو چمک گئی
لیکن عمل فریب و دغا ہی کے ساتھ ہیں

☆ ☆

میکدے میں روکے ہم تقویٰ کو راضی کیا کریں
محتسب کی جب قضا آجائے قاضی کیا کریں
حال ہی سے لے مدد یاحیُّ یا قیُّوم پڑھ
ہسٹری تو ہوچکی ایامِ ماضی کیا کریں

All rights reserved.
©2002-2006

☆ ☆

زبانیں شاخِ طوبےٰ اور دل غفلت کے تھالے ہیں
بہت ہے اللہ اللہ کم مگر اللہ والے ہیں

☆ ☆

اُمید دل میں نہیں سانس ہی ہے سینے میں
مجھے تو اب کوئی لذت نہیں ہے جینے میں

☆ ☆

جوشِ خاطر کو سبیل حق نما ملتی نہیں
جان حاضر ہے مگر راہِ خدا ملتی نہیں

☆ ☆ ☆

کون پاسکتا ہے مکروہات دنیا سے نجات
زندگی جب تک ہے جھگڑے زندگی کے ساتھ ہیں

☆ ☆ ☆ ☆

درد تو موجود ہے دل میں دوا ہو یا نہ ہو
بندگی حالت سے ظاہر ہے خدا ہو یا نہ ہو
جھومتی ہے شاخِ گل کھلتے ہیں غنچے دمبدم
با اثر گلشن میں تحریکِ صبا ہو یا نہ ہو
وجد میں لاتے ہیں مجھ کو بلبلوں کے زمزمے
آپ کے نزیک بامعنٰی صدا ہو یا نہ ہو
کر دیا ہے زندگی نے بزمِ ہستی میں شریک
اس کا کچھ مقود کوئی مدعا ہو ا نہ ہو

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

کیوں سول سرجن[۲۲] کا آنا روکتا ہے ہمنشیں
اس میں ہے اک بات آنر[۲۳] کی شفا ہو یا نہ ہو

مولوی صاحب نہ چھوڑیں گے خدا گو بخش دے
گھیر ہی لیں گے پولس والے سزا ہو یا نہ ہو

ممبری سے آپ پر تو وارنش ہو جائے گی
قوم کی حالت میں کچھ اس سے جلا ہو یا نہ ہو

معترض کیوں ہو اگر سمجھے تمہیں صیاد دِل
ایسے گیسوں ہوں تو شبہ دام کا ہو یا نہ ہو

غم میں ہوتا ہی ہے کچھ امید فردا سے سکوں
وائے بر حالش جسے امید فردا بھی نہ ہو

محترز فریاد سے ہوں زیر لب کرتا ہوں آہ
آپ کی مرضی یہ ہے شاید کہ اتنا بھی نہ ہو

رہ گئے وہ پوچھ ہی کر جس کو اس کو ہے گلا
اس کے دل سے پوچھیے جس کو کہ پوچھا بھی نہ ہو

☆☆

حال دل کس سے کہوں پوچھنے والا بھی تو ہو
کن امیدوں پہ جیوں کوئی سہارا بھی تو ہو

سب کے کھینچے کے نہیں عالمِ دل کے نقشے
کبھی گزرے ہوں ادھر سے کبھی دیکھا بھی تو ہو

دل ہی باقی نہیں اے دوست مضامیں کیسے

آپ موتی کے طالب گار ہیں دریا بھی تو ہو
بندگی میں تو ہے وہ لطف جو شاہی میں نہیں
دل سے کوئی مگر اللہ کا بندہ بھی تو ہو
کون کہتا ہے جنوں میں مجھے کامل اکبر
مگر انصاف کہے گا کوئی اتنا بھی تو ہو

☆۞ ⧖⧖⧖ ۞☆

اڑ جاتا ہے رنگِ عاشقی گلزار دنیا سے
عجب کیا بلبلِ تصویر بھی اک روز عنقا ہو

☆۞ ⧖⧖⧖ ۞☆

اگر ملا نہیں ملنے کا آسرا ہے تو
ہمیں اسی میں ہے تسکین دل خدا ہے تو
اجل کو دیکھ کے زیر فلک قرار آیا
مصیبتوں کی بالآخر اک انتہا ہے تو

☆۞ ⧖⧖⧖ ۞☆

چھٹیویں صدی کی بدیاں کب تک گنا کرو گے
تم بیسویں صدی کی نیکی کا جائزا لو
نیت کو اپنی دیکھو اعمال اپنے جانچو
دوزخ بنو نہ سب پر جنت کا راستا لو

☆۞ ⧖⧖⧖ ۞☆

مسجد میں خدا کئے جاؤ
مایوس نہ ہو دعا کئے جاؤ

ہرگز نہ قضا کرو نمازیں
مرتے مرتے ادا کیے جاؤ
سمجھو یہ وقت امتحان ہے
ہوں بھی جو ستم وفا کیے جاؤ
کتنا ہی ہو وقت بے حجابی
تم پیروی حیا کیے جاؤ
اُمید شفا خدا سے رکھو
کیوں ترک کرو دوا کیے جاؤ

☆☆

یہ نہیں کہتا کہ ایسا ہی ہو اور ایسا نہ ہو
یہ دعا ہے ان حوادث کی مجھے پروا نہ ہو
دل امید و بیم روا سے نہ ہو زیرو زبر
ہے یہی کافی حصول مدعا ہو یا نہ ہو

☆☆

ہرگز نہ سمجھ مستقل اس انقلاب کو
رکھ راہ راست بھونکنے دے ان کلاب کو

☆☆

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو
جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود
کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو

دل تو بے چین ہے اظہار ارادت کے لیے
کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو

دلکشا بادہ صافی کا کسے ذوق نہیں
باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو

گفتنی ہے دلِ پر درد کا قصہ لیکن
کس سے کہیئے کوئی مستفسر حالات تو ہو

داستان غم دل کون کہے کون سُنے
بزم میں موقع اظہارِ خیالات تو ہو

وعدے بھی یاد دلاتے ہیں گلے بھی ہیں بہت
وہ دکھائی بھی تو دیں ان سے ملاقات تو ہو

عدمِ نشو و نما سے نہ کہو تخم کو بد
وقت بالیدگی نخل و نباتات تو ہو

کوئی واعظ نہیں فطرت سے بلاغت میں سوا
مگر انسان میں کچھ فہم اشارات تو ہو

بابو صاحب[۲۴] کا ہے یہ شکوہ افلاس بجا
سچ تو کہتے ہیں کہ مچھلی نہ سہی بھات تو ہو

نظر اللہ پہ رکھ ہو نہ پریشاں اکبر
لے مصلے کو ذرا صرف مناجات تو ہو

☆☆

قوتِ نشوونمات اس میں بھی ہے اس میں بھی ہے

خواہ شاخ پر ثمر ہو خواہ شاخ بید ہو

☆☆

وہ ملے اکبر سے دنیا جس کے دل پر سرد ہو
عیش و آز کا طلبگار اس کا کیوں ہمدرد ہو
پھول جب کمھلا گیا پھر کیا تکلف کی اُمنگ
ہم بغل اس سے ہوا ہو یا چمن کی گرد ہو
جب بہار آئی تو ہر رنگ اپنی شوخی میں ہے مست
ہر گل رنگیں ہے دلکش سرخ ہو یا زرد ہو

☆☆

پاؤں پھیلاؤ نہ اتنا بے خطر اے خود سرو
خوف حق کم ہے تو قانون فنا ہی سے ڈرو
قابل دریافت راز ہستی پروانہ ہے
کیوں اسے یہ حکم فطرت ہے جلو تڑپو مرو
خودکشی کی ہم تمہیں دیتے نہیں اکبر صلاح
لیکن اپنی زندگی دنیا پہ ظاہر کیوں کرو

☆☆

میں تو اٹھتا ہوں توکلت علی اللہ کہہ کر
نہیں ہوتا جو میرا مددگار نہ ہو
ذلت و رنج کا خوگر مجھے کردے اے حرص
یا ضرورت سے زیادہ کی طلب گار نہ ہو

☆☆

ایسی بزموں سے جو پھل پانے کی رکھتا ہے اُمید
کیا شجر سمجھا ہے اُس نے برگ کے انبار کو

☆ ☆

ترکیبِ دعا کے لیے پیروں کے ہو پیرو
جب وقتِ دعا ہو تو خدا ہی کو پکارو
محفوظ ہو شرک سے ہادی کو بھی مانو
میرا تو یہی قول ہے سُن لو اے یارو

☆ ☆

یہ چاہتا ہوں طبیعت کو انتشار نہ ہو
کسی پہ بار نہ ہوں کوئی مجھ پر بار نہ ہو

☆ ☆

یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ بڑے رہو
کہتا ہے اب یہ چرخ کہ کھاؤ پڑے رہو
اے شیخ ہم ہیں خوش جو رہو تم ہمارے پاس
مشکل ہے یہ مگر کہ کہیں بے لڑے رہو
ممتاز راستی سے ہوئے ہیں چمن میں سرد
یہ بھی مگر ہے حکم کہ یونہی کھڑے رہو

☆ ☆

بے مثل بلیغ اس کو سمجھو
فطرت کی زبان حس کو سمجھو

☆ ☆

با اثر قوت عمل کی سو میں ہو یا دس میں ہو
سب سے پہلی شرط یہ ہے اتفاق آپس میں ہو

☆ ☆

اٹھ جاؤں سامنے سے جو کچھ شک ہو آپ کو
آئینہ اور حسن مبارک ہو آپ کو

☆ ☆

بار دل پاتا ہوں اپنی ہستی غمناک کو
حس لذت سے ہے یاس اب قوتِ ادراک کو
بے تمیزی حس کی ہے اور نقش محسوسات ہے
دیکھتا ہے کون حسن صفحۂ ادراک کو
طالب دنیا نسیم عشق سے بیگانہ ہے
نفس سے کیا واسطہ ایسی ہوائے پاک کو

☆ ☆

ہر لحظہ جس کی یاد تمہیں ہے جس کا خیال اتنا دل کو
دیکھو ہی گے اے اکبر اک دن اس ماضی کے مستقبل کو
ذروں کو ملا کر ذرون سے صناعی کی عزت پاتے ہو تم
کس درجہ کا حق حاصل ہے انھیں جو دل سے ملاتے ہیں دل
کو

☆ ☆

قاصد ملا جب ان سے وہ کھیلتے تھے پولو

خط رکھ لیا یہ کہہ کر اچھا سلام بولو
روٹی مل جو سکھ سے کافی ہے اللہ اللہ
ظلمت کدہ ہے دنیا ہر شے کو کیوں ٹٹولو

☆ ☆

شوقِ بجلی سوا تیز ہے کامل بھی تو ہو
دل کی تاثیر میں کیا شک ہے مگر دل بھی تو ہو
نازِ دنیا کا اٹھانے کی ضرورت تسلیم
طبعِ نازک کو کروں کیا متحمل بھی تو ہو

☆ ☆

ہسٹری کی کیا ضرورت دین کی تعلیم کو
انجم و شمس و مقر کافی تھے ابراہیم کو
انتظام و قبضہ دنیا نہیں ہے جب سپرد
گوشِ دل پھر کیوں سنے غوغائے ہفت اقلیم کو
جس نے چھوڑا شوقِ جاہ و مال میں ذکرِ خدا
وہ حقیقت میں اٹھا شیطان کی تعظیم کو
رشک وہ ہے اتحاد ذرہ ہائے گرد باد
ایک ساتھ اٹھے ہوائے دہر کو تعظیم کو
مجلسِ نسواں میں دیکھو عزت تعلیم کو
پردہ اٹھا چاہتا ہے علم کی تعظیم کو

☆ ☆

چھاپے کی تقویت پر لیڈر بنو نہ اکبر

اپنی بساط دیکھو اپنا مقام دیکھو
ان کا مرا تعلق ہے اس سے صاف ظاہر
ان کا اشارہ دیکھو میرا سلام دیکھو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

قاعدوں میں حسن معنی گم کرو
شعر میں کہتا ہوں ہجے تم کرو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

حدیث و فقہ پڑھ کر شیخ بننا خوب ہے لیکن
زمین و آسماں کو دیکھ کر پہلے مسلماں ہو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

ساتھی ملی جب ایسے نازک خیالیاں کیا
سینا ہے جب گوی کا سوئی مہین کیوں ہو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

یوں جلد نہ رخصت ہو جو گل باغ سے چن لو
انصاف یہ کہتا ہے کہ بلبل کی بھی سن لو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

دنیا میں مصیبت جانا ہے ہر اک نے اجل کے آنے کو
ہم نے تو تماشا سمجھا ہے اس بھیڑ میں گم ہو جانے کو

☆◈⧖⧖⧖◈☆

تم ملو نہ ملو مجھ سے منو یا نہ منو
ساتھ رہنا ہے اسی ملک میں اے ہم وطنو

اہلِ مغرب سے بھی کہتا ہوں مبارک ہو یہ قد
آسماں تنگ ہو تم پر مگر اتنا نہ تنو

☆

جہاں کی بات ہو اکبر اسے جا کر وہیں دیکھو
عوض اخبار کے تم صفحہ روئے زمیں دیکھو

☆

کسی کو بھی کسی سے کچھ نہیں اس باب میں جھگڑا
کرو تم دھیان پر پرمیشر کا دل کو اس کا درشن ہو
مگر مشکل تو یہ ہے نام سب لیتے ہیں مذہب
غرض لیکن یہ ہوتی ہے جتھا ہو اور بھوجن ہو

☆

نورِ عبرت سے منور ہیں دل و چشم و دماغ
آپ تاریک نہ سمجھیں مرے ویرانے کو

☆

دل پہ مشکل کر دیا دنیا نے اب تمکین کو
سہل کر مجھ پر الٰہی اپنے سچے دین کو

☆

دل وہ اچھا ہو جو محوِ چشمِ یار
شعر وہ اچھا کہ جس پر صاد ہو

☆

جو اصلِ کارِ دیں ہے وہ فقط وحدت فقط اک ہو

مذاہب کو بہت جانچا بس اپنے منہ میاں مٹھو
جو سچی بات تھی کہہ دی وہ میں نے دو ہی مصرعوں میں
پڑھیں اب اپنی تصنیفوں کو لا کر پیرو و حسو

☆ ☆

خوب یہ بات کہی اس نے پکارو اس کو
بد دعا سانپ کو کیا دیتے ہو مارو اس کو

☆ ☆

جس صحبت کے تم اہل نہ ہو
اس صحبت میں شرکت نہ کرو

☆ ☆

خوب لڑوایا بہم دل کھول کر
مار ڈالا راویوں نے قوم کو

☆ ☆

نہیں مزا صرف اسی میں اکبر کہ قافیوں کی رواروی ہو
غزل اگر ہو تو عاشقانہ جو مثنوی ہو تو معنوی ہو
کہو یہ اکبر سے بیٹھ چپکا حرم کے اندر خدا خدا کر
ہر ایک کا یہ مشن نہیں ہے کہ دیر دنیا میں غزنوی ہو

☆ ☆

شرک چاہے بہائے میرا لہو
میں نہ چھوڑوں گا لا شریک لہ

☆ ☆

خو تحمل کی بہت خوب ہے لیکن انساں
ظلم کو ڈھونڈ کے اس کا متحمل کیوں ہو

☆ ☆

تابع ہوں ہادیان طریق صواب کا
لیکن طلب کروں گا خدا کی پناہ کو
اس کے خلاف آپ کی بخشیں ہیں نادرست
فرمایئے چراغ کو دیکھو کہ راہ کو

☆ ☆

نام خدا زبان پہ گو ہے دعا کے ساتھ
ممکن نہیں خیال خدا ماسوا کے ساتھ
اس دیر بے ثبات میں اللہ کو نہ بھول
بدلا نہ کر بتوں کی نگاہ و ادا کے ساتھ
اظہار وجد کے لیے محفل کی کیا تلاش
بن خاک راہ ناچ لیا کر ہوا کے ساتھ
وہ بت کرم کے ساتھ ہو یا ہو جفا کے ساتھ
ہم ہیں خدا کے ساتھ رہیں گے خدا کے ساتھ

☆ ☆

سن لیجیے بس یہ چند الفاظ کہنا مجھ کو نہیں ہے اب کچھ
ہر اک کو ہی صبر کی ضرورت کوئی نہیں چوپائے سب کچھ

☆ ☆

عیش دنیا کار ہے شوق سے اغیار کے ساتھ

All rights reserved ©2002-2006

دل مرا شاد ہے سینے میں غم یار کے ساتھ

کام نکلے گا نہ اے دوست کتب خانوں سے

رہتے کچھ روز کسی محرم اسرار کے ساتھ

☆☆

مادہ ہی نہیں الفت کا بت بے دین میں

مجھ کو کچھ رشک نہیں ہے وہ رہے غیر کے ساتھ

☆☆

بڑھاتا جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ

لئے جاتی ہے پیری سوئے گور آہستہ آہستہ

تمہاری احتیاطیں مطمئن کرتی نہیں مجھ کو

سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہے چور آہستہ آہستہ

☆☆

سینہ پر غم ہے دل کے چور کے ساتھ

ہنس رہا ہوں مگر حضور کے ساتھ

مرا احسان کیوں نہ ہو مغموم

شکر ادا کرتے ہیں غرور کے ساتھ

خضر تو رہبری کو تھے موجود

راہ چل دی مگر حضور کے ساتھ

سونے جاتے ہیں قبر میں اکبر

اب اٹھیں گے صدائے صور کے ساتھ

☆☆

کیا جلوے ہیں اس کے پیشِ نظر سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ ارض و سماں یہ شمس و قمر سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر آن کا ہے اک رنگ نیا ہر رنگ کی ہے اک شان جدا
وحدت کا شجر کثرت کے ثمر سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ زمزمہ ہائے مرغ چمن یہ نشوونمائے سرو سمن
یہ سبزہ گل یہ سنبل تر سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ ابر رواں یہ برق تپاں یہ پرتو انجم نور فشاں
یہ پردہ شب یہ حسن سحر سبحان اللہ سبحان اللہ
اس درجہ ترقی خاک کو دی وہ ہوش میں آ کر شوق بنی
اس شوق کا خود منظور نظر سبحان اللہ سبحان اللہ
بس جائیگی اس میں سانس تری ہو جائے گا تو پاکیزہ نفس
دن رات کہا کر اے اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ

☆

اکبر اس فطرت خاموش کو بے حس نہ سمجھ
ہاں بصیرت سے تہی دیدۂ نرگس نہ سمجھ
راحت زیست کے سامان سے دھوکے میں نہ آ
امتحان گاہ کو تو عیش کی منزل نہ سمجھ
جاہ و منصب میں نظر عاقبت کار پہ رکھ
خاتمہ جس کا ہو افسوس اسے آفس[۲۵] نہ سمجھ
صبر کے ساتھ مصیبت میں جو ہو حسن عمل

بہر انجام یہ امرت ہے اسے بس نہ سمجھ
دل کا دنیا کی امیدوں سے بہلنا ہے برا
زندگی تلخ کریں گی انہیں مونس نہ سمجھ

☆

خدا سے غافل اور اس پہ یہ نعمت دنیا
اسی کی شان ہے احسان ناسپاس کے ساتھ
کہاں جہنم و جنت کہاں عذاب و ثواب
دل اب تو رہتے ہیں کالج کے فیصل پاس کے ساتھ
قدم بہت نہ بڑھا غیر کے قیاس کے ساتھ
وہ خوب ہے جو رہے اپنے ہی حواس کے ساتھ

☆

انسان نے انسان سے کی جنگ ہمیشہ
دنیا کے نظر آئے یہی رنگ ہمیشہ

☆

دنیا میں لطف زیست ہے طول امل کے ساتھ
پیری میں اب کہاں وہ خیال اجل کے ساتھ

☆

کوئی عرب کے ساتھ ہو یا ہو عجم کے ساتھ
کچھ بھی نہیں ہے تیغ نہ ہو جب قلم کے ساتھ

☆

جویائے راز حسن ازل سے کہے کوئی

سن صوتِ سرمدی کو کلام مبیں کو دیکھ
ارشاد ہے کہ شرک نہ کر اور نماز پڑھ
معنی یہ ہیں کسی کو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ

☆ ☆

گو سانس چل رہی ہے خواں اب نہیں جہندہ
مشرق بہ دست مغرب مردہ بدست زندہ

☆ ☆

زورِ بازو نہیں تو کیا اسپیچ
ہاتھ بھی دے خدا زبان کے ساتھ
کون جانے یہ قبر ہے کس کی
نام رہتا نہیں نشان کے ساتھ
آپ گنوائیں شہد و شیر و کباب
یاں نمک بھی نہیں ہے نان کے ساتھ
اس زمانے میں غیرت ملت
رہتی ہے جان کی امان کے ساتھ

☆ ☆

جو یہ سچ ہو کہ جو چاہوں وہی ہو
تو چاہوں گا وہی ہونا ہے جو کچھ
ہنساتے ہیں وہ کیوں غیروں کو مجھ پر
یہی رونا ہے اب رونا ہے جو کچھ

☆ ☆

IqbalCyberLibrary.net All Rights reserved ©2002-2006

کچھ پتا اللہ کی مرضی کا پا جائے گا تو
حالت موجودہ کا کیا اقتضا ہے اس کو دیکھ

☆ ☆

لاکھ نظریں میں دکھا دوں کہ جو ہیں جانب بت
ایک دل آپ دکھادیں جو ہو اللہ کے ساتھ
تری تنخواہ بڑھی شکر ہے لیکن اے دوست
تیری تو کچھ نہ ترقی ہوئی تنخواہ کے ساتھ

☆ ☆

عاشق کی طبع لاکھوں ہی موجوں میں ہے رواں
الفاظ کر سکیں گے نہ ان کا محاصرہ
اے عقل اعتراض سے کچھ فائدہ نہیں
کیوں کرتی ہے زبان سے دل کا مقابلہ

☆ ☆

ایں سخن مقبول اہلِ دل بود ہر آئینہ
بے خودی در سجدہ جا خواہد خودی در آئینہ

☆ ☆

کیا ہے جس نے اس عالم کو پیدا اس کو کیا کہیے
خرد خاموش ہے اور دل یہ کہتا ہے خدا کہیے
اسی حیرت میں عمریں کٹ گئیں ارباب بینش کی
کسے اللہ کہیے اور کس کو ماسوا کہیے
سرا فرازی ہو اونٹوں کی تو گردن کاٹیے ان کی

اگر بندر کی بن آئے توفیض ارتقا کہیے
مری قرآن خوانی سے نہ ہوں یوں بدگماں حضرت
مجھے تفسیر بھی آتی ہے اپنا مدعا کہیے
یہ ان کا کورس کیا کم ہے کہیں بھی کچھ کہوں ان سے
مری جانب سے بس کالج کے لڑکوں کو دعا کہیے
نئی ترکیب اب شیطان کو سوجھی ہے اغوا کی
خدا کی حمد کیجئے ترک بس مجھ کو برا کہیے

☆ ☆

اگر میں ہوں تو سب کچھ ہے جو سب کچھ ہے تو جھگڑا ہے
اس میں کی خبر لینا ہے کچھ ہے بھی کہ دھوکا ہے
جو روز افزوں نہیں ترک تعلق آپ کا اکبر
تو پھر یہ شاعری کیا واہ واہ کا اک تماشا ہے

☆ ☆

معاذ اللہ دور چرخ کیا کیا رنگ لاتا ہے
جنھیں آتا تھا ہم پر رشک اب ان کو رحم آتا ہے
نسیم صبح اور کلیاں تو دیکھیں اس گلستان میں
ہم ایسے دل گرفتوں کو بھی یاں کوئی بناتا ہے

☆ ☆

طبع پر عبرت کی بدلی ایک دن چھا جائے گی
شوخیِ برقِ فنا ان کو بھی تڑپا جائے گی
دِل نئے ہیں اور تمنائیں ابھی کم عمر ہیں

رفتہ رفتہ نوجوانوں کو سمجھ آجائے گی

☆ ⧗⧗⧗ ☆

شادی کی کیا خوشی ہے غم کا بھی رنج کیا ہے
وہ بھی تھی ایک بجلی اور یہ بھی اک ہوا ہے
آنکھوں نے خوب دیکھا اور دل نے خوب سمجھا
کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ اللہ کے سوا ہے
معنی کا آئینہ ہے اکبر کا یہ لطیفہ
ہنسنا بھی اک مرض ہے رونا بھی اک دوا ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

ایک پاتا ہے ایک کھوتا ہے
ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے
سارے اسباب ہیں اسی کے مطیع
جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

دل کو جنبش نہیں چلتی ہیں زبانیں بے سود
بے عمل علم کی تکرار سے کیا ہوتا ہے
جب قدم راہ طلب میں نہ بڑھے اے اکبر
بیٹھ کر پاؤں ہلانے کا نتیجہ کیا ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

میں نے تو اپنے دل کو رکا ہے
آپ کو بھی کسی نے ٹوکا ہے

جو کہا میں نے کہ پیار آتا ہے مجھ کو تم پر
ہنس کے کہنے لگے اور آپ کو آتا کیا ہے

عام الزام ہے اکبر پہ کہ پیتا ہے کیوں
اس کی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ کھاتا کیا ہے

خدائی تیری ہے ہم بھی ہیں اے خدا تیرے
مصیبتوں میں پکاریں کسے سوا تیرے

گزری بہار پھول تماشا دکھا گئے
آنکھیں کھلی ہی رہ گئیں کہ کیا آئے کیا گئے

اکبر جگر افکار ہے رسوا بھی بہت ہے
عزت کے لیے عشق میں اتنا بھی بہت ہے
مطلوب نہیں زینت دنیا کا نظارہ
اب دیکھ بھی سکتا نہیں دیکھا بھی بہت ہے

نشان ظلم مٹا دے مجھے مٹا کے فلک
خدا کے علم کو کیوں کر مٹا سکے گا کوئی
وہ مستغیثوں کی سننے کو آئے تیغ بہ کف
بھلا زبان شکایت ہلا سکے گا کوئی

☆۞☆

باد و باراں مدد کریں جس کی
وہی پودا یہاں پنپتا ہے
ہر طرف سے جو ٹوٹتی ہے آس
آدمی ہر کا نام جپتا ہے
گرمی موسم شباب اف اف
یہ سمجھے کہ جیٹھ تپتا ہے
فرقت دائمی معاذ اللہ
آدمی مدتوں تڑپتا ہے
لو نکلنا پڑا سڑک کے ساتھ
آج تو میرا گھر بھی نپتا ہے

☆۞☆

عبث اس زندگی پر غافلوں کا فخر کرنا ہے
یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جس کے ساتھ مرنا ہے
جو مستقبل کے شائق ہیں انھیں الجھن مبارک ہو
ہمیں تو صرف اب گزرا زمانا یاد کرنا ہے
گل پژمردہ سے غنچے کو ہمدردی نہیں ممکن
ابھی تو اس کو کھلنا ہے ابھی اس کو سنورنا ہے
مرا دل مجھ سے کہتا ہے مرے سینے میں اے اکبر
تعجب ہے کہ رہنا سہل ہے مشکل ٹھہرنا ہے
خدا جانے وہ کیا سمجھے کہ بگڑے اس قدر مجھ پر

کہا تھا میں نے اتنا ہی مجھے کچھ عرض کرنا ہے

☆ ☆

فطرت میں کہاں وہ شکلیں ہیں جو وہم دکھا دیتا ہے کبھی
فطرت ہی کا جزو اک وہم بھی ہے دل یہ بھی سکھا دیتا ہے کبھی

☆ ☆

جہاں کے حادثوں پر اک نہ اک روتا ہی رہتا ہے
مگر جو اقتضا فطرت کا ہے ہوتا ہی رہتا ہے

☆ ☆

نہ کھول آنکھ کسی عکس بے بقا کے لیے
صفائے دل پہ نظر رکھ فقط خدا کے لیے
رضا کی شرط یہی ہے کہ کچھ طلب نہ کرو
دعا سے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں خدا کے لیے

☆ ☆

اے بتو کیا میں بتاؤں مجھے کیا آتا ہے
بس تمہیں پیچ سمجھنے میں مزا آتا ہے

☆ ☆

کانپ جاتا ہوں جو سنتا ہوں کسی سے زندہ باش
بعد اس غم کے مرا جینے سے ڈرنا دیکھیے
رنج دینے کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے حریف
حضرت اکبر کا اس پر کچھ نہ کرنا دیکھیے

☆ ☆

شیخ جی کی نظر میں میں ہوں فقط
میری نظروں میں ساری دنیا ہے
بس یہی وجہ ہے کہ اے اکبر
مجھ کو حیرت ہے ان کو غصا ہے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

ایک جمتا ہے ایک پگھلتا ہے
کام دنیا کا یونہی چلتا ہے
دل تعلق بڑھا کے پچتایا
پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

غفلت کی ہنسی بھی خوب ہنسا اور رنج میں اکثر رویا بھی
دنیا کو بہت کچھ اے اکبر حاصل بھی کیا اور کھویا بھی

☆❁⧗⧗⧗❁☆

حقیقت زیست کی پیری میں ہم سمجھے تو کیا سمجھے
بڑا دھوکا دیا ظالم نے دنیا سے خدا سمجھے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

ہزار آرائشیں صدقے ہیں اس کی سادہ وضع پر
نہیں محتاج فیشن علم نے جس کو سنوارا ہے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

کھلتی نہیں کوئی راہ عمل اور وقت گزرتا جاتا ہے
الجھی ہوئی ہے غفلت میں زباں اور دل ہے کہ مرتا جاتا ہے

مایوسی نے محفوظ کیا امیدوں کی بے تابی سے
اب اشک بھی تھمتے جاتے ہیں اور دل بھی ٹھہرتا جاتا ہے

☆﴿٭٭٭﴾☆

خدا کا نام روشن ہے خدا کا نام پیارا ہے
دلوں کو اس سے قوت ہے زبانوں کو سہارا ہے
خدا ہی زمیں و آسماں کا خالق و مالک
اسی کی قدرت و صنعت نے عالم کو سنوارا ہے
تماشا اس کی قدرت کا ہے برو بحر میں ہر دم
ادھر موجیں ہوا کی ہیں ادھر پانی کا دھارا ہے
اسی کے حکم سے ہے رات دن کی یہ کمی بیشی
اسی کے حکم کا تابع فلک پر ہر ستارا ہے
اسی کے حکم سے پھل اور غلے کی ہے پیدائش
زمیں پر بدلیوں سے اس نے پانی کو اتارا ہے
اسی کے انتظام و حکم سے موسم بدلتے ہیں
وہی ہے وقت پر جس نے ہواؤں کو ابھارا ہے
زمیں پر سبزہ و گل کی نمودیں کیسی پیاری ہیں
فلک پر چاند سورج کا بھی کیا دلکش نظارا ہے
کوئی ذرہ نہیں عالم میں اس کے علم سے باہر
جو مرضی اس کی ہے دخل اس میں دے یہ کس کو یارا ہے
وہی دنیا میں ہے اس زندگی و موت کا خالق

ہر اک کو اپنی مرضی سے جلایا اور مارا ہے

دو روزہ زندگی ہے جاہ و حشمت پر نہ ہو غافل

فریدوں ہے نہ کخسیر و سکندر ہے نہ دارا ہے

یہ جب تک سانس چلتی ہے سمجھتے ہو ہمیں ہم ہیں

اجل جب سر پہ آپہنچی تو پھر کیا بس ہمارا ہے

کرو طاعت خدا کی بس وہی معبود برحق ہے

اسی کی شان یکتائی جہاں میں آشکارا ہے

اگر اعمال اچھے ہیں تو پاؤ گے بڑے درجے

سمجھ لو امتحان اس دار فانی میں تمہارا ہے

بزرگوں کا ادب اللہ کا ڈر شرم آنکھوں میں

انھیں اوصاف کی نسبت مذاہب میں اشارا ہے

☆ ☆

فقیروں ہی کی سجا ہے بہتر جو مستمند ہے یہی جتھا ہے

ہمارے صوفی کا رنگ اچھا کہ جد ہے اور برہم کتھا ہے

☆ ☆

وہ اس کو محو کلیسا بنا کے چھوڑیں گے

اس اونٹ کو خر عیسٰی بنا کے چھوڑیں گے

کریں گے شوق سے مسلم غذا میں مے داخل

شراب کو بھی ہریسا بنا کے چھوڑیں گے

کہا یہ شیخ سے اکبر نے روک اپنی زباں

کہ تجھ کو بھی وہ مجھ سا بنا کے چھوڑیں گے

☆◈⌛⌛⌛◈☆

فریب امواج بحر ہستی سکھا ہی دیتا ہے خود پرستی
ہوا نے دم بھر جو کی لگاوٹ حباب بھی سر اٹھا رہا ہے

☆◈⌛⌛⌛◈☆

نظر وہ ہے جو دل پر نقش حسن مدعا کھینچے
نفس وہ ہے کہ جو سینے سے آہ بکا کھینچے
وہ جاں اچھی جو مست وعدۂ دیدار فرار ہو
وہی دل خوب جو یہ انتظار جانفزا کھینچے
محبان الٰہی خلق سے نخوت نہیں کرتے
کھنچے بندوں سے کیوں اپنی طرف جس کو خدا کھینچے
نہ چھوڑا صفحہ روئے زمیں تعمیر غفلت نے
ہزاروں نقش عبرت کو فلک نے جا بجا کھینچے
حرم میں دم بخود بیٹھا تو اکبر نے کیا اچھا
وہ کیوں بے سود بت خانے میں آہ نارسا کھینچے

☆◈⌛⌛⌛◈☆

نگاہ اٹھی ہے احساس ماسوا کے لیے
کہاں ہے دل اسے روکے ذرا خدا کے لیے
رواں ہو کار جہاں کیوں ہماری مرضی پر
خدا ہمارے لیے ہے کہ ہم خدا کے لیے

عمل خدا کے لیے ہو تو اس کا کیا کہنا
مگر ریا یہ بری صرف واہ واہ کے لیے

☆ ☆

شب تاریک عزلت میں جو خوف حق سے روتا ہے
وہ گویا اپنی زلف سعی میں موتی پروتا ہے

☆ ☆

متاع حسن یوسف ہے نہ وہ شوق زلیخا ہے
ریا کی گرم بازاری زبردستی کا سودا ہے

☆ ☆

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر نہ کچھ پروا ہے
غلط الزام بس اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

☆ ☆

خزاں آتی ہی ہے اور خاک میں ملنا ہی پڑتا ہے
مگر کلیوں کو اس گلزار میں کھلنا ہی پڑتا ہے
جگر کو زخم سے زخموں کو آہوں سے بچاتا ہوں
مگر ہوتے ہی ہیں زخم اور انھیں چھلنا ہی پڑتا ہے
فنا کے رنگ سے دل خون ہوتا ہے مگر اکبر
زبان کو واہ کرنے کے لیے ہلنا ہی پڑتا ہے

☆ ☆

توپ کھسکی پروفیسر پہنچے
جب بسولا ہٹا تو رندا ہے

☆ ☆

خاصان حق کو حشر مین کیسی شکایتیں
عالم ہی دوسرا ہے وہ دنیا نہیں رہی
ایسے ہوئے ہیں محو تماشا حسن دوست
دشمن سے انتقام کی پروا نہیں رہی

☆ ☆

طبیعت سے خیالات غم افزا جا نہیں سکتے
برا ہو حافظے کا داغ دل مرجھا نہیں سکتے
فلک کیا اس چمن میں جوش دل کا مجھ سے طالب ہے
کہ شاخیں ہل نہیں سکتیں عنادل گا نہیں سکتے

☆ ☆

کس طرح کہتا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہئے
کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہیۓ
کہہ دیا میں نے کہ ہوں اور نہیں سمجھا کہ کیا
اس خودی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیۓ

☆ ☆

کیا اثر اس پہ مرا ہوگا یہی رونا ہے
یہ تو ظاہر ہے مرے بعد بھی کچھ ہونا ہے

☆ ☆

نہ پھول اس پر کہ یہ اور وہ تجھے اچھا سمجھتے ہے
تو اپنے دل میں اپنے آپ کو کیسا سمجھتا ہے

☆ ☆

حرص دنیا سے نہیں ہر صاحب عزلت بری
خانقاہیں اور ہیں اور دل کا کونا اور ہے
مدحت گفتار کو سمجھو نہ اخلاق سند
خوب کہنا اور ہے اور خوب ہونا اور ہے

☆ ☆

شکم پرور ہنر تو باپ سے بیٹے تک آتا ہے
مگر انسان بننا یہ فرشتہ ہی سکھاتا ہے

☆ ☆

خدا ہی ہے نہیں اس کے سوا حاجت روا کوئی
خلاف اس کے جو ہو مشرک ہے میں ہویا کوئی

☆ ☆

ہر وقت ہے جس پر غم طاری ہر روز جسے عاشورا ہے
سمجھا ہے وہی معنی عزا ایمان اسی کا پورا ہے

☆ ☆

گورفل اپنا کام کرتا ہے
شیر بھی موت ہی سے مرتا ہے

☆ ☆

بس یہی کام سب کو کرنا ہے

یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
اب رہی بحث رنج راحت کی
یہ فقط وقت کا گزرنا ہے
سب سے بدتر بتوں سے ہے امید
سب سے بہتر خدا سے ڈرنا ہے
گل سے پوچھو کس انتظار میں ہے
غنچے کو تو ابھی سنورنا ہے
نشہ جن کو چڑھا ہے نخوت کا
ان کے چہروں کو بھی اترنا ہے

☆☆

یہ تو سچ ہے جی لگا کر چاہیے پڑھنا نماز
یہ بھی سن لو جی لگا کر سانس لینا چاہیے
دیکھ من حبل الورید اور ہر نفس رکھ یاد حق
زندگی کو دست غفلت میں نہ دینا چاہیے

☆☆

کمیٹی میں چندہ دیا کیجیے
ترقی کے ہجے کیا کیجیے

☆☆

بس کدورت سے دل اس تیرہ دروں کا ہے بھرا
یہ تو بربادی ارباب دغا چاہتی ہے
لگی لپٹی نہ لگا رکھتی تھی تلوار کی جنگ

توپ کیا چاہتی ہے صرف دغا چاہتی ہے

☆☆

جسم و جان گروہ بندی میں

مبتلایاں کا ذرہ ذرہ ہے

طب میں پرہیز میں تقویٰ

پالٹک میں وہی تبرا ہے

مدعا کا جو نہ سمجھے ایک

غالباً عقل سے مُعرّا ہے

☆☆

تقاضا اضطراب شوق کا بڑھتا ہی جاتا ہے

یہ پارہ شیشۂ دل میں مرے چڑھتا ہی جاتا ہے

☆☆

جو ہم کو برا کہتے ہیں معذور ہیں اکبر

حق یہ ہے کہ ہم بھی انھیں اچھا نہیں کہتے

ہم حضرت عیسیٰ کا ادب کرتے ہیں بے حد

لیکن انھیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے

☆☆

جس نے اس ضعف پہ بھی مجھ کو جلا رکھا ہے

میں نے بھی دل اسی قوت سے لگا رکھا ہے

☆☆

اب نہ جنگی علم نہ جھنڈا ہے

صرف تعویذ اور گنڈا ہے
کیا ہے باقی جناب قبلہ میں
کچھ حدیثیں ہیں ایک ڈنڈا ہے
سو وہ ڈانڈا بھی اب ہے ضبط پولس
ہے زباں گرم قلب ٹھنڈا ہے

☆ ☆

علم ابتدا کا ہے نہ خبر انتہا کی ہے
دور انقلاب کا ہے حکومت فنا کی ہے
جغرافیے سے حال گورمنٹ پوچھئے
ہم تو یہ جانتے ہیں خدائی خدا کی ہے
مجبور عاجزی پہ ہے منکر کی طبع بھی
خواہش کو کیا سمجھتے ہو صورت دعا کی ہے
جو منزلیں ہیں نفس کی سب ہیں فنا پذیر
حق پر قیام دل ہو یہ صورت بقا کی ہے

☆ ☆

مذہب کسی سے میں نے سیکھا پڑھا نہیں ہے
اتنا ہی جانتا ہوں بندہ خدا نہیں ہے

☆ ☆

اسے جنگی بنائے گی اسے ذوق بکا دے گی
جدھر جائیگی یہ فطرت ادھر اس کو جھکا دے گی

☆ ☆

Iqbal Cyber Library.Net
All rights reserved.
©2002-2006

شکستہ دل مدتوں سے ہوں میں جگر بھی اب خون ہو چلا ہے
خدا کی مصلحت وہ بہتر اسی میں شاید مرا بھلا ہے

☆﴿ꕤꕤꕤ﴾☆

کوئی ہے اچھا تو اپنے حق میں کوئی برا ہے تو اس کا ذمہ
نہ اس کی نعمت کے مستحق تم نہ بد کی تم پر کوئی بلا ہے
نہیں ہوں شیطان کے مقابل تو کیا ہے مدح دلی سے حاصل
کمر سے تلوار ہے غائب مگر چمکدار پر تلا ہے
نظر میں ہو ہادی طریقت قدم ہوئے سو طریق وحدت
یہی میں دل میں بھی کہہ رہا ہوں یہی مرا قول برملا ہے

☆﴿ꕤꕤꕤ﴾☆

فریب ہستی کا کھل گیا ہے نگاہ دنیا کو پا گئی ہے
عمل کی توفیق بھی خدا دے سمجھ تو کچھ مجھ کو آ گئی ہے
کہاں کے ارض و سما کوکب کہاں کے ہم تم کہاں کے یہ سب
قدم کی اک موج ہے زمانا سو یہ بھی اک لہر آ گئی ہے

☆﴿ꕤꕤꕤ﴾☆

زبان کھولی ہے محفل میں واہ وا کے لئے
کبھی تو بند کر آنکھوں کو بھی خدا کے لیے

☆﴿ꕤꕤꕤ﴾☆

فلاسفی[۲۶] کے مکالموں میں کسی نے خوب ہی کہا ہے
جو تندرسی ہو تیری اچھی تو سانس ہی میں بڑا مزا ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

شکر خالق کی ہمیشہ مجھ کو جا ملتی رہی
سانس لینے کے لیے کافی ہوا ملتی رہی
غم کے داغوں سے رہی ایذا مگر یہ بھی ہوا
مجھ کو پیہم لذت یاد خدا ملتی رہی

☆ ⧗⧗⧗ ☆

رفتار اور سمت میں اک موج ہوا کی ہے
اے قصہ گوئے بدر ضرورت حرا کی ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

بے ساز و بے مغنی یاں وجد آ رہا ہے
ہر وقت بج رہا ہے ہر ذرہ گا رہا ہے

☆ ⧗⧗⧗ ☆

ہو مجھ پہ بتوں کی چشم کرم دل کو یہ طلب اصلا نہ رہی
مجھ کو بھی خدا نے غیرت دی ان کو جو مری پروا نہ رہی
دنیا کا ترود جب تک تھا جب تک کہ ہم اس کے طالب تھے
پھیری جو نظر غم ہو گئے کم رغبت نہ رہی دنیا نہ رہی
سچ پوچھیے تو راحت ہی ملی دنیا سے جدا ہو جانے میں
تھوڑی سی اداسی ہے بھی تو ہو آفت تو مگر بابا نہ رہی

☆ ⧗⧗⧗ ☆

میں یہ نہیں کہتا کہ دوا کچھ نہیں کرتی
کہتا ہوں کہ بے حکم خدا کچھ نہیں کرتی

☆ ☆

اچھی وہ آرزو کہ جو دل کا ادب کرے
اچھا وہ دل جو درد کی لذت طلب کرے

☆ ☆

خاک کے ساتھ کھیلتی ہے روح
میں کی مٹی خراب ہوتی ہے

☆ ☆

دل میں خاک اڑتی ہے خالی لہجہ و لب دیکھئے
مذہب اب رخصت ہے بس تاریخ مذہب دیکھئے

☆ ☆

کیوں میں پوچھوں کہ جناب آپ کا مذہب کیا ہے
دیکھتا ہی ہوں شب و روز کہ مطلب کیا ہے

☆ ☆

صرف دعووں سے تو آتی نہیں عظمت دل میں
آنکھ کچھ دیکھتی ہے تب وہ ادب کرتی ہے

☆ ☆

یہ عقل ہی ہے محبت بھی عدو بھی ہوتی ہے
کہ مانتی بھی نہیں مضطرب بھی ہوتی ہے
وہی نگاہ جو رکھتی ہے مست رندوں کو
غضب یہ ہے کہ کبھی محتسب بھی ہوتی ہے

☆ ☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved 2002-2006

کچھ فرض نہیں آپ کا ہر چیز پہ قبضہ
دنیا میں بہت کچھ ہے تو کیا سب کے لیے ہے
کر آہ جو تیرہ ہو ترا مطلع امید
یہ شمع شب افروز اسی شب کے لیے ہے

☆☆

دنیا کی طوالت بیحد ہے خلقت کا تو قصہ لمبا ہے
ہر شخص فقط یہ غور کرے اس کل میں مرا کیا حصہ ہے
کریں کیا یہ تو ان حضرات کو مطلب سکھاتا ہے
کہیں کیا یہ مناسب وقت میں مذہب سکھاتا ہے
جہاں قول و عمل یکساں اور ہے اک ولی طاقت
تو ان کا پوچھنا کیا ان کو ان کا رب سکھاتا ہے

☆☆

ان کو تو ہمیں شب سے کیا کرتے ہیں منسوب
تخصیص کواکب کو فلک پر نہیں شب سے

☆☆

نہ ماضی اس پہ غالب ہے نہ مستقبل کا طالب ہے
اسی کو حال کہتے ہیں یہی دل کو مناسب ہے

☆☆

مطبع کی یاں مدد نہ کتابوں کا زور ہے
میخانہ دل ہے اس کی شرابوں کا زور ہے

☆☆

میرا تو ہر سخن اسی مطلب کے ساتھ ہے
کم ہیں خدا کے ساتھ خدا سب کے ساتھ ہے

☆ ☆

پولس خفیہ پئے انسداد جرم ہے ٹھیک
نہ چاہیے کہ وہ ہو انسداد گپ کے لیے
کوئی نہ آیا مرے پاس ۔ ہر کو جپ کے لیے
جو صورتیں نظر آئیں وہ صرف ہپ کے لیے

☆ ☆

نگاہ ظاہر طریق عرفاں میں سوئے انکار کیوں نہ لپکے
کہاں سے لائے وہ چشم معنی کہ برق چمکے نظر نہ جھپکے
میں طاقت ذہن غیر محدود جانتا تھا خبر نہیں تھی
کہ ہوش مجھ کو ملا ہے تل کے نظر بھی مجھ کو ملی ہے نپ کے
تمھاری تعلیم کے مصالح جو چاہیں برسائیں ان پہ شوخی
مری نظر میں تو حسن یہ ہے کہ چشم خوباں سے شرم ٹپکے
ہوا ہے خوں آرزو کا اکثر یہ ہے بہار کلام اکبر
سخن کو رنگین کر دیا ہے دل و جگر نے تڑپ تڑت کے
جو میرے دل کا ابھار جو رنگ اس کا بتوں کو بھایا
تو پوچھا یہ پھل کہاں سے پایا کہا یہ میں نے ہر کو جپ کے

☆ ☆

انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری بات ان کی
انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا رات ان کی

فقط مرا ہاتھ چل رہا ہے انھیں کا مطلب نکل رہا ہے
انھیں کا مضموں انھیں کا کاغذ قلم انھیں کا دوات ان کی

☆⟪⧗⧗⧗⟫☆

یہی خصائل یہی طبیعت رہی تو قسمت یہی رہے گی
زمانہ بدلے گا بھی تو پھر کیا ہماری حالت یہی رہے گی
یہی سیہ کاریاں اگر ہیں تو نورِ صبح امید کیسا
یہی زلف بتاں کا سودا تو میری شامت یہی رہے گی
عمل جب اپنے نہیں ہیں اچھے تو ذکر عصیان غیر کیسا
عدو کی قسمت بگڑ بھی جائے تو اپنی قسمت یہی رہے گی
ہزار سائنس رنگ لائے ہزار قانون ہم بنائیں
خدا کی قدرت یہی رہے گی ہماری حیرت یہی رہے گی

☆⟪⧗⧗⧗⟫☆

تاکید عبادت پہ یہ اب کہتے ہیں لڑکے
پیری میں بھی اکبر کی ظرافت نہیں جاتی

☆⟪⧗⧗⧗⟫☆

لحد کی تیرگی سے حق بجانب دل کی وحشت ہے
یہی وہ شب ہے جس کی صبح بھی صبح قیامت ہے
مصیبت بہر مومن پر توِ عرفاں ہے اے اکبر
ظہور داغ دل دیباچہ صبح سعادت ہے

☆⟪⧗⧗⧗⟫☆

اُمنگیں ہیں مرے دل میں جنون و عشق و حشت کی

پھر اس میں بحث کیا افتاد ہے اپنی طبیعت کی
ہوائے نفس نے محروم رکھا اوج عرفاں سے
بتوں کے زیر پا دیکھی بلندی اپنی ہمت کی

☆ ☆

ٹھیک ہے مصرعے کا مضموں قافیہ گو سخت ہے
اہل دل نالاں ہوں جس سے وہ بڑا کم بخت ہے

☆ ☆

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

☆ ☆

دخل واعظ صرف استحقاق جنت ہی میں ہے
فیصلہ جینے کا حق کے دست فطرت ہی میں ہے
کینہ و پیکار میں بھی یوں تو ہے اک حظ نفس
زیست کا اصلی مزا لیکن محبت ہی میں ہے

☆ ☆

کیا خبر تھی کہ گناہوں سے ہے عزت میری
قابل دید ہے توبہ پہ ندامت میری
میں عیادت کا تقاضا نہیں کرتا ان سے
اتنا ہی کہتا ہوں اچھی نہیں حالت میری
قامت یار پہ حاوی جو ہوئی زلف دراز
بل کی لیتی ہے کہ دیکھو یہ قیامت میری

کس کو امید ہے اس کی کہ یہ اچھا ہوگا
کون اس وقت میں کرتا ہے عیادت میری

☆ ☆

دیدہ تحقیق سے دنیا کی حالت دیکھئے
نفس کی ہر لذت اور آخر نجاست دیکھئے

☆ ☆

دولت و عزت سے بیگانہ نہیں حالت مری
یہ مصیبت میری دولت صبر یہ عزت مری

☆ ☆

جمال معنی حجاب میں ہے جہان صورت کا سامنا ہے
نگاہ جویائے امر حق کو یہاں مصیبت کا سامنا ہے
عذاب کی یہ زیادتی ہے کہ اس میں کمی کچھ
جحیم میں جو جگہ ملی ہے وہاں سے جنت کا سامنا ہے

☆ ☆

نفس نابینا حریص و طالب لذات ہے
عقل کی خدمت فقط ترتیب محسوسات ہے
ان مشاغل میں تو اے اکبر نہیں کچھ اوج دل
روح کی طاقت جو غالب ہو تو ہاں اک بات ہے

☆ ☆

آئے وہ خنجر بکف میں ڈر کے مارے مرگیا
ان کی ورزش رہ گئی میری شہادت رہ گئی

باغباں خاموش گل پژمردہ اور گلشن اداس
جب ہوا بدلی تو ساری زیب و زینت رہ گئی

☆ ☆

حضرت کی معاشرت بہت اچھی ہے
مشہور ہیں انتظام راحت کے لیے
اپنے مذہب میں کیوں بلاتے ہیں مجھے
جنت کے لیے کہ لطف صحبت کے لیے

☆ ☆

اس عہد میں شاعر کے لیے قوت نہیں ہے
اس باغ میں طوطی کے لیے توت نہیں ہے
نیچر میں جوانی کو تو موجود ہی پایا
سائنس سے سنتے تھے کہیں بھوت نہیں ہے
لفظوں ہی کے چکر میں ہیں اب فعلن و فعلن
چرخا ہی چلا کرتا ہے اور سوت نہیں ہے
نیچر ہی کا مطبخ ہے بہت معتبر اکبر
تم دیکھتے ہو پھل میں کوئی چھوت نہیں ہے

☆ ☆

مرزا ہوں وہ یا خاں صاحب ہوں دونوں کی محبت ہم کو ہے
وہ نام کے ہیں یہ کام کے ہیں دونوں کی ضرورت ہم کو ہے

☆ ☆

مذہب کے واسطے نہ شرافت کے واسطے

ہے اب تو جنگ حکم و تجارت کے واسطے
لے ہی گئے گھیسٹ کے مجھ کو پریڈ پر
تیار ہو رہا تھا میں جنت کے واسطے

☆۞⌛⌛⌛۞☆

جوش جنوں میں بھی عمل ذہن چست ہے
احساس میں ہے فرق تعطل درست ہے

☆۞⌛⌛⌛۞☆

ہو رہا ہے ہر طرف قانون فطرت کا نفاذ
انقلاب عالم فانی خدا کے بات ہے
جو ہوا وہ کیوں ہوا اس کی تو تو جیہیں بہت
چاہتا جو ہوں وہ کیونکر ہو یہ مشکل بات ہے
کام لیتا رہ امیدوں سے دعا کرنا صبر کر
امتحانی زندگانی مورد آفات ہے

☆۞⌛⌛⌛۞☆

مایوس ہوں باغ عالم میں امید سے یاری چھوٹ گئی
جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی

☆۞⌛⌛⌛۞☆

ہماری خاطر ہو جمع کیونکر کہ یاس رہ رہ کے لوٹتی ہے
الم کا اک سلسلہ ہے قائم امید بندھ بندھ کے ٹوٹتی ہے
اگر چہ عزت کا بھی ہوں طالب مذاق رندی ہے مجھ پہ غالب
جو شیخ چھوٹیں تو چھوٹ جائیں شراب کب مجھ سے چھوٹتی ہے

دم سحر جوش شوق دل سے ضرور ہے انبساط باطن
کلی بھی گل کی چٹک رہی ہے کرن بھی سورج کی پھوٹتی ہے

☆☆

تقلیل غذا میں ہو پرمٹ یہی ہے
کر ضبط ہوس سلف گورمنٹ یہی ہے

☆☆

یہ بات تو کھری ہے ہرگز نہیں ہے کھوٹی
عربی میں نظم ملت بی اے میں صرف روٹی
لیکن جناب لیڈر سنکر یہ شعر بولے
بندھوائیں گے یہ حضرت اس قوم کو لنگوٹی
اس بات کو خدا ہی بس خوب جانتا ہے
کس کی نظر ہے غائر کس کی نظر ہے موٹی

☆☆

مذاق بادہ کشی تھا خلاف حکم خدا
بحمدہ کہ بہت کچھ جڑ اس کی ٹوٹ گئی
عجیب نسخہ عرفاں دیا تصوف نے
کہ نشہ تیز ہوا اور شراب چھوٹ گئی

☆☆

دریا میں تو صاحب سے اگن بوٹ میں ہارے
میدان الکشن میں گئے ووٹ میں ہارے

☆☆

Iqbal Cyber Library .Net All rights reserved. ©2002-2006

تہذیب دم بخود ہے طمع کی گھیسٹ سے
حضرت بھی کام لینے لگے مارپیٹ سے
ممنون تو میں ہوں ترا اے سایہ شجر
سر پر مگر عذاب ہے چڑیوں کی بیٹ سے
عزت کی تو شناخت نہیں ہے مگر مجھے
لذت ضرور ملتی ہے کونسل کی سیٹ سے

☆☆

جب غم ہوا چڑھا لیں دو بوتلیں اکٹھی
ملا کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھٹی

☆☆

اصل اللہ سے لگاوٹ ہے
ورنہ مذہب میں سب بناوٹ ہے
مجھے یہ انقلاب دہر کب خطرے کا باعث ہے
مری طبع رواں اک ماہی بحر حوادث ہے

☆☆

میں کیا کہوں شکایت کل کیا تھی آج کیا ہے
جینا ہی رنج وہ ہے اس کا علاج کیا ہے
قوت نہیں ہے جس میں کیوں چاہتا ہے زینت
جب تخت ہی نہیں ہے پھر فکر تاج کیا ہے

☆☆

مجھے حیات کی اب احتیاج ہی کیا ہے

مگر مروں نہ تو اس کا علاج ہی کیا ہے
سنا تھا کل کہ ترقی ظہور پائے گی کل
مگر جو غور سے دیکھا تو آج ہی کیا ہے

☆ ☆

مقابل ترے ہیچ سب ہیچ ہے
مگر تو ہی خود ہیچ در ہیچ ہے

☆ ☆

مذہب کی پناہ آخر کو ملی اور کفر کی زد سے بچ نکلے
ہر دم ہے یہی اب اپنی دعا اللہ کا ہونا سچ نکلے

☆ ☆

اس کی حرکت ہے کلید مغربی پر منحصر
دل یہ سینے میں ہے یا پاکٹ[۲۷] کے اندر واچ[۲۸] ہے

نجد کے نغمے کہاں ان ٹھمریوں کے سامنے
دیس کو جس نے بھلایا یہ وہی کھماچ ہے

ہوم رولی بن کے میں بھی خوب ہی تنتا ہوں اب
آئرش[۲۹] کوئی، کوئی انگلش[۳۰]، کوئی اسکاچ[۳۱] ہے

☆ ☆

دنیا یوں ہی ناشادیوں میں شاد رہے گی
برباد کیے جائے گی آباد رہے گی
گلچیں کا ستم بھول بھی جاؤں کبھی شاید

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

صیاد کی بیداد مگر یاد رہے گی
نالے ستم افزا ہیں تو روکوں گا زباں کو
دل ہی میں نہاں اب مری فریاد رہے گی

☆ ☆

اگرچہ مضمون زندگی میں الم کی تمہید بھی بڑی ہے
خدا کے فضل و کرم سے لیکن مجھے تو امید بھی بڑی ہے
طلب کی منزل میں رنج و راحت سے رہتا ہے اعتدال قائم
بہت ہے رمضاں کی جو سختی مسرت عید بھی بڑی ہے
منہ اپنا غفلت سے موڑ اکبر نماز ہرگز نہ چھوڑ اکبر
بہت فوائد ہیں اس کے اندر اور اس کی تاکید بھی بڑی ہے

☆ ☆

بتوں کی بات سے دل مائل فریاد ہوتا ہے
مگر کہنا ہی پڑتا ہے بجا ارشاد ہوتا ہے
مرے صیاد کی تعلیم کی ہے دھوم گلشن میں
یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل صیاد ہوتا ہے

☆ ☆

جب حکم ہی ہے کوشش بے سود کیجئے
کوئے بتاں میں خوب اچھل کود کیجئے

☆ ☆

سینے میں دل آگاہ جو ہو کچھ غم نہ کرو ناشاد سہی
بیدار تو ہے مشغول تو ہے نغمہ نہ سہی فریاد سہی

ہر چند بگولا مضطر ہے اک جوش تو اس کے اندر ہے
اک وجد تو ہے اک رقص تو ہے بیچین سہی برباد سہی
وہ خوش کہ کرونگا ذبح اسے یا قید قفس میں رکھوں گا
میں خوش کہ یہ طالب تو ہے مرا صیاد سہی جلاد سہی

☆ ☆

جمیعت خاطر ہو نہ سکی اسباب الم موجود رہے
کرتے ہیں مگر ہم شکر خدا حاسد نہ ہوئے محسود رہے
کار دنیا سے ہماری دل کشی مفقود ہے
جدت اس شے میں کہاں سے آئے جو محدود ہے

☆ ☆

رہا نہ خانہ ہستی دل کو لطف کوئی
اس اب تو محو یہ حسرت ہی کے سرود میں ہے
نہ میں کسی پہ ہوں نازاں اور نہ مجھ پہ کوئی
کسی کی گود میں ہوں اور نہ کوئی گود میں ہے

☆ ☆

دل نواز و حق نما ان کا ہر اک ارشاد ہے
دیدہ صاحب نظر میں صوفیوں پر صادر ہے

☆ ☆

عشق کو کیوں بے خودی مقصود ہے
حسن بے حد ہے خودی محدود ہے
منکشف ہو جائیں اسرار خودی

بے خودی کا بھی یہی مقصود ہے
شرم آدم اطاعت نفس کی
وہ ملائک کا اگر مسجود ہے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

سنتا ہوں مجھے رخصت فریاد ملے گی
منظور تماشا ہی ہے یا داد ملے گی
مل جائے نظر ان کی دعا مانگ رہے تھے
معلوم نہیں تھا ستم ایجاد ملے گی

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

ذرہ ذرہ اپنی حد بندی میں مست و شاد ہے
تفرقے کے جوش پر ہر سو مبارکباد ہے
حافظے کے فیض نے روکا ہے باب اتحاد
شکوہ انگیز اک نہ اک قصہ ہر اک کو یاد ہے
واعظ توحید پر دیتے ہیں فتوائے جنوں
خود پرستی کا سبق ہے کافری استاد ہے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

میں تو ہمدرد ہوں بس ان کی گرفتاری کا
قید ہستی سے جو مشتاق ہیں آزادی کے
ڈھونڈنا چاہیئے تھا اکبر بے کس کو وہاں
ایک ویرانہ بھی ہے متصل آبادی کے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

نیک ہو منزل تو اکبر راہ بد کیوں مانگئے
دوست سے ملنے کو دشمن سے مدد کیوں مانگئے

☆☆

حرص دنیا ظلمت دل کو موید ہی رہی
پھر بھی یہ پیران نابالغ کی مرشد ہی رہی

☆☆

تو رہے جب تو یہ مشکل ہے تردد نہ رہے
یہ تو اس وقت نہ رہ جائے کہ تو خود نہ رہے
چھاؤنی میں رہیں صاحب تو وہیں لیڈر بھی
یعنی کیوں ساتھ سلیمان کے ہُد ہُد نہ رہے

☆☆

پہچان بزرگی کی ہے یہی دل خوف خدا کی زد میں رہے
اندیشہ بہت گستاخ نہ ہو اور وہم ادب کی حد میں رہے

☆☆

آ گیا ہوں تنگ سرجن سے طبیب اور بید سے
دیکھئے کب ہو رہائی زندگی کی قید سے

☆☆

گو سب کو ہے تسلیم کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے
آنکھوں میں اتر آتے ہیں موہوم کے نقشے
دل میں یہ سمائی ہے کہ موجود وہی ہے

اللہ ہی کی موج سے پہنچے گا ترا دل
سر چشمۂ فیض و کرم وجود وہی ہے

☆﴿⧗⧗⧗﴾☆

گزر کی جب نہ ہو صورت گزر جانا ہی بہتر ہے
ہوئی جب زندگی دشوار مر جانا ہی بہتر ہے
رہِ اصلاح میں گو تیز گامی خوب ہے لیکن
قدم کو لغزشیں جب ہوں ٹھہر جانا ہی بہتر ہے
مواقع دیکھ کر اظہار مردی چاہیے اے دل
ڈرائیں کھیل میں بچے تو ڈر جانا ہی بہتر ہے
بٹھایا ہے بتوں نے بزم میں جب اپنا ہی سکہ
جو ہیں اللہ والے ان کو اٹھ جانا ہی بہتر ہے
بلاتا ہے مجھے بت خانے سے شیخ حرم اکبر
نہ جانا گو کہ جائز ہے مگر جانا بہتر ہے

☆﴿⧗⧗⧗﴾☆

رزق مایحتاج مل ہی جائے گا
خواہشوں میں مختصر ہو جایئے
فقر سے شیطاں ڈراتا ہے اگر
حسبنا اللہ سے نڈر ہو جایئے
خیر خواہی کرکے سر ہو جایئے
ورنہ مفقود الخبر ہو جایئے

☆﴿⧗⧗⧗﴾☆

کیا پوچھتے ہو طوق غلامی کو کدھر ہے
اپنا ہی تعلق ہے یہ اور اپنا ہی گھر ہے
پیدا ہے غلامی زن و فرزند کے دم سے
پروانہ ہو ان کی تو پھر آزاد بشر ہے
یعنی وہ چلا چاہیں گے دنیا کے مطابق
عزت نہ محلے میں گھٹے اس کا خطر ہے
تم دل کو لئے پھرتے ہو وہ نفس کے حامی
رسموں سے ہے غرض دین کی عزت کا ضرر ہے
ایسے بھی ہیں طنیت ہی میں جن کی ہے غلامی
پابندی دنیا کا رگ دل میں اثر ہے
خالق پہ بھروسا ہو تو عزت نہیں گھٹتی
افسوس کہ انسان بہت پست نظر ہے
محنت کا دیانت کا قناعت کا شجر ہو
جس رنگ کا پھل آئے وہ عزت کا ثمر ہے
تم سے استادوں میں میری شاعری بیکار ہے
ساتھ سارنگی کا بلبل کے لیے دشوار ہے

☆☆

جنھیں ہے شرک سے نفرت خدا کو ایک کہتے ہیں
یہ ان میں کیوں ابھی تک جنگ اور تکرار باقی ہے
سبب اس کا تو ہے ظاہر خدا لب پر خودی دل میں
بتان سنگ ٹوٹے ہیں بت پندار باقی ہے

☆ ☆

ہمارا مشرقی دل نزع میں ہے وقت آخر ہے
نہیں مغرب کو غم اس کی نظر میں مرگ کافر ہے
غرور اتنا نہ کر قوت پر اپنی اے بت ترسا
ہمارے ہوش غائب ہیں مگر اللہ حاضر ہے
بہ دل حاضر ہوئی ہے قوم بزم عشق دنیا میں
بس اک میری طبیعت ہے اب تک غیر حاضر ہے

☆ ☆

جو ہیں صائم انھیں یہ طاعت دشوار کیا کم ہے
نہ ہوں صائم تو ان پر معذرت کا بار کیا کم ہے

☆ ☆

رہتے ہیں اس خیال میں ہم اپنے گھر پڑے
کیوں لوگ چاہتے ہیں کہ ہم پر نظر پڑے

☆ ☆

مشتاق حق کے واسطے نعمت کا ڈھیر ہے
بس زندگی حجاب ہے مرنے کی دیر ہے

☆ ☆

جب دین نہ ہو اصلاح بشر دنیا میں پھر آخر کون کرے
غفلت کے سوا اس محفل میں مہمان کی خاطر کون کرے
اک علم تو ہے بت بننے کا اک علم ہے حق پر مٹنے کا
اس علم کی ست دیتے ہیں سند اس علم میں ماہر کون کرے

غوطے تو لگائے زمزم میں اور غرق ہیں حب دنیا میں
پانی نے بدن کو پاک کیا اب جان کو طاہر کون کرے
مذہب کی ہے دھوم اور ساتھ اس کے ساتھ اعمال نہیں اخلاق نہیں
چپ چپ کی صدا ہے چار طرف اس راز کو ظاہر کون کرے
جب علم ہی عاشق دنیا ہو پھر کون بتائے راہ خدا
جب خضر اقامت پر ہوں فدا تائید مسافر کون کرے
سودا بھی ہے رنگ طبع بشر فطرت ہی میں ہیں اسباب جنوں
اکبر کو بھی ہوش آجائے تو پھر اس کام کو آخر کون کرے

☆ ☆

عشق کہتا ہے بیان حال کی پروا نہ کر
تیرے دل کو خود بہ خود ان کو خبر ہو جائے گی
مجھ کو اک حیرت ہے اپنے شوق کی امید پر
کیا نگاہ قہر الفت کی نظر ہو جائے گی
میں نے پوچھا ہے تمہیں مجھ سے محبت یا نہیں
ہنس کے فرمایا نہیں اب تک مگر ہو جائے گی
میں شب فرقت میں تڑپوں اور وہ سوئیں چین سے
کس طرح مانوں محبت کے اثر ہو جائے گی

☆ ☆

قالب میں جان آئی تو کیا آئی سفر کرنے لگی
ہر سانس مجھ کو موت سے نزدیک تر کرنے لگی

☆ ☆

عجب پیچیدگی ہے صورت و معنی کی دنیا مین
جو نافع ہے وہ باطن ہے جو دلکش ہے وہ ظاہر ہے

☆

خالی حرم کو شیخ ہی تنہا نہ کر گئے
حیرت میں بت بھی ہیں کہ برہمن کدھر گئے
سودائے مغربی سے ہیں سب کے حواس گم
ایسی یہ تپ چڑھی ہے کہ چہرے اتر گئے
آیا وطن میں پھر کے مگر اس کی کیا خوشی
جن جن کو پوچھتا ہوں یہ سنتا ہوں مر گئے

☆

گم کی تھی میں نے راہ مصیبت یہی تھی سخت
اس پر ہوا یہ قہر تم ایسے خضر ملے
کس سے میں پوچھا گل و بلبل کی سرگزشت
دو چار برگ خشک تو دو چار پر ملے
باتیں بھی مجھ سے کیں مری خاطر بھی کی بہت
لیکن مجال کیا جو نظر سے نظر ملے

☆

ٹیمز کے ساحل پہ جا کر دیکھتے ہی قسمت کی فال
گومتی پر شیعہ و سنی نے کیوں تکرار کی
سر سے سودائے حرم نکلے خدا سے دل ہو سرد
دیر میں پھر کیا کمی ہے گرمی بازار کی

☆ ☆

تہذیب نو جسے تم کہتے ہو اس سے اکبر
دنیا بگڑ رہی ہے اب یا سنور رہی ہے
نقشوں کو تم نہ جانچو خلقت سے مل کے دیکھو
کیا ہو رہا ہے آخر کیسی گزر رہی ہے
دل میں خوشی بہت ہے یا رنج اور ترود
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

☆ ☆

زندگی بے لطف ہے دشوار ہے
سانس لینا اب مجھے بیگار ہے

☆ ☆

امید ٹوٹی ہوئی ہے میری جو دل مرا تھا وہ مر چکا ہے
جو زندگانی کو تلخ کر دے وہ وقت مجھ پر گزر چکا ہے
اگرچہ سینے میں سانس بھی ہے نہیں طبیعت میں جان باقی
اجل کو ہے دیر اک نظر کی فلک تو کام اپنا کر چکا ہے
غریب خانے کی یہ اداسی یہ نادرستی نہیں قدیمی
چہل پہل بھی کبھی یہاں تھی کبھی یہ گھر بھی سنور چکا ہے
یہ سینہ جس میں یہ داغ ہیں اب مسرتوں کا کبھی تھا مخزن
وہ دل جو ارمان سے بھرا تھا خوشی سے اس میں ٹھہر چکا ہے
غریب اکبر کے گرد کیوں نہیں جناب واعظ سے کوئی کہہ دے

اسے ڈراتے ہو موت سے کیا وہ زندگی ہی سے ڈر چکا ہے

☆ ☆

عشق ہی میں اس کے حسن پاک کا اظہار ہے
اشتیاق دید کی تکمیل ہی دیدار ہے
ہر تعلق سے جدا کر کے تو اپنے دل کو دیکھ
دل وہ ہے جو بے ہمہ ہونے پہ بھی خود دار ہے
ہجر میں اس گل کے مجھ پر سانس لینا بار ہے
زندگی ظالم مگر اب تک گلے کا ہار ہے
داد دے رفتار کی سستی پہ کیا ہے معترض
آبلہ ہے پاؤں میں اور آبلے میں خار ہے
دعوت دیوانگی دیتا ہے نور آفتاب
یہ شعاع اے دل گریبان سحر کا تار ہے

☆ ☆

نفس تو کہتا ہی ہے ہر دم یہ کرنا چاہیئے
کیوں کوئی پوچھے کہ کیونکر جی کے مرنا چاہیئے
نفس کی خواہش کے آگے عقل کی سنتا ہے کون
میں کہوں کس سے اس غفلت سے ڈرنا چاہیئے

☆ ☆

ہماں بہ کز حدیث دی و فردا بے خبر باشی
بہ ذوقِ لم یزل امروز سرتاپا نظر باشی
بکش دامان شب بر خیز شمعِ دل فروزاں کن

چرا اُفتادہ در بند گریبان سحر باشی

☆ ☆

تجھے اے امید فروا دل و جاں سے پیار کرتے
مگر اپنی زندگی کا نہیں اعتبار کرتے

ہے بتوں کی خود نمائی مری غفلتوں سے قائم
میں اگر نظر نہ کرتا تو وہ کیوں سنگار کرتے

لیا ہم نے بوسۂ رخ تو نہ بدگماں ہو اے جاں
کوئی پھول دیکھ لیتے تو اسے بھی پیار کرتے

ترے ہاتھوں کی یہ زینت تو ہے شاخ گل سے افزوں
ہمیں دسترس جو ہوتا تو گلے کا ہار کرتے

☆ ☆

جفائیں بھی ہیں فریب بھی ہے نمود بھی ہے سنگار بھی ہے
پھر اس پہ دعوائے حق پرستی اور اس پہ یاں اعتبار بھی ہے

☆ ☆

پھیلایئے نہ پاؤں کی زنجیر کے لیے
دنیا سے ہاتھ اٹھایئے تکبیر کے لیے

☆ ☆

دل مرا اور خواہشیں ان کی یہ کیا اندھیر ہے
سحر ہے یا ظلم ہے یا کچھ سمجھ کا پھیر ہے
لوگ کہتے ہیں یہاں اکبر کبھی آباد تھا
شاید ایسا ہی ہو اب تو خاک کا اک ڈھیر ہے

☆ ☆

جاں بر نہ ہوسکا گو فرقت کی شب سحر کی
تھوڑی نہیں تھی اکبر تکلیف رات بھر کی

☆ ☆

ہو اگر سینے میں ناسور ہوا جاتا ہے
غم سے دل خون تھا اب نور ہوا جاتا ہے
دیکھ ہی لو گے زمانے میں قیامت برپا
نالۂ خستہ دلاں صور ہوا جاتا ہے

☆ ☆

چشم بتاں نے نفس کی خواہش ابھار دی
دنی ہماری دشمن دیں نے سنوار دی
لذت خدا کے نام میں کچھ کم نہ تھی مگر
پیش شکم زبان نے ہمت ہی ہار دی
بندوق کا نہیں ہے جو لیسنس غم نہیں
میں نے تو اس خیال ہی کو گولی مار دی

☆ ☆

جس طرف دیکھو خیال تیزی رفتار ہے
منزل مقصود کیا ہو یہ سمجھ دشوار ہے

☆ ☆

قرار دل کو نہیں حسن انتشار تو ہے
وصال یار نہیں ہے خیال یار تو ہے

☆

اتنا جیئے کہ جاننے والے گزر گئے

پرساں رہا نہ کوئی چپ چاپ مرگئے

☆

تم دیکھتے ہو اکبر دنیا کا رخ کدھر ہے

یہ وقت الاماں ہے یہ وقت الحذر ہے

حیرت سے دیکھتا ہوں ہر صاحب خرد کو

اس کی زباں کدھر ہے اور اس کا دل کدھر ہے

☆

کیا ہو رہا ہے دل میں اثر کچھ نہ پوچھئے

کس پر پڑی ہے میری نظر کچھ نہ پوچھئے

کیا کر رہی ہے کبر شکن قدرت خدا

ہے پوچھنے کی بات مگر کچھ نہ پوچھئے

☆

جینے والوں ہی کے ہیں ہنگامے

خلق انھیں پر نگاہ کرتی ہے

مست دنیا میں ہیں یہ کیا جانیں

مرنے والوں پہ کیا گزرتی ہے

☆

خدا کے گھر سے اب آ‌زر کی جو خبر آئے

بتوں کے پاؤں پہ ہم کو تو سی نظر آئے

ہوا کیوں شوق آزادی کا جب زنجیر ایسی تھی
دل ایسا کیوں ملا ہم کو کہ جب تقدیر ایسی تھی

خرد کی ناتوانی ہے نظر کی ناصبوری ہے
ہوا جو کچھ ضروری تھا جو کچھ ہوگا ضروری ہے

حادثے اپنے طریقوں سے گزرتے ہی رہے
کیوں ہوا ایسا یہ ہم تحقیق کرتے ہی رہے
صفحہ ہستی پہ آخر کس قلم کی ہے کشش
نقش مٹتے ہی رہے لیکن ابھرتے ہی رہے
انتظار آخر اجل سے کر گیا یاں ہم کنار
چشم بد دور آپ اپنے گھر سنورتے ہی رہے

کچھ دیکھتا نہیں میں دل زار کے لیے
جو کچھ یہ ہو رہا ہے سب اخبار کے لیے

یاد حق دل سے دور کر نہ سکے
مجھ سے یہ بت غرور کر نہ سکے
مجھ کو رنج شکست شیشۂ دل
ان کو غصہ کہ چور کر نہ سکے

مجھ کو تو بس میں کر لیا بیشک
حق کو راضی حضور کر نہ سکے

☆☆

دنیا سے قطع خوب اگر خوش نہ رکھ سکے
آنکھوں کو بند کر جو نظر خوش نہ رکھ سکے
دنیا کی لذتیں جو ملی تھیں وہ ہوچکیں
خوش کر لیا تھا دل کو مگر خوش نہ رکھ سکے

☆☆

جسم بے سر ہے اب ہماری قوم
خوار زار و خراب و ابتر ہے
ہنس کے کہنے لگے جناب مذاق[۳۲]
بس یہ کہئے ہر ایک خود سر ہے

☆☆

جو مسرت تیری محتاج نگاہ غیر ہے
اس مسرت میں نہ خوبی ہے نہ کوئی خیر ہے

☆☆

جس کے دل میں شان باری کا تصور گھر کرے
اس کو کیا پروا کہ کوئی بت مرا آزر کرے

☆☆

خدا کے باب میں یہ غور کیا ہے

خدا کیا ہے خدا ہے اور کیا ہے
بڑھاتے کیوں ہو تم لفظوں کو آگے
بساط ذہن پر یہ جور کیا ہے

☆ ☆

اس باغ میں یہ نگاہ اکبر
دل کو بے حد ابھارتی ہے
ہے کس کے فراق میں پپیہا
کوئل کس کو پکارتی ہے

☆ ☆

کیا صیاد نے بلبل سے کیا تو نے نہیں دیکھا
کہ تیرے آشیاں سے یہ قفس آراستہ تر ہے
کہا اس نے اسے تسلیم کرتی ہے نظر میری
نشاط طبع کی مہلک مگر بیکاری پر ہے

☆ ☆

دیر کے عیش میں تکلیف مع الخیر تو ہے
کعبہ میں کچھ نہ سہی خاتمہ بالخیر تو ہے

☆ ☆

جو پوچھا دل سے اس جینے کا کیا مقصود آخر ہے
شکم بولا کہ اس کی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
شکم کی پیٹھ ٹھونکی نفس امارہ نے خوش ہو کر
صدائے باطنی اٹھی کہ یہ کمبخت کافر ہے

☆ ☆

رشتۂ توحید سے لپٹا نہیں تار نظر
الجھنیں کیں خوب پیدا سبحۂ و زنار نے

چل گئی کی لاٹھی رہ گیا جادو کا کھیل
ساحروں کے سانپ کو مارا خدا کی مار نے

ریل کعبے تک اگر بن بھی گئی تو ناز کیا
عرش باری تک نہیں پائی رسائی تار نے

دیدنی تھا ہجر کی شب وہ ہجوم انتظار
اور دیکھا ہی نہیں کچھ دیدہ بیدار نے

باپ ماں سے شیخ سے اللہ سے کیا ان کو کام
ڈاکٹر جنوا گئے تعلیم دی سرکار نے

☆ ☆

جب آنکھ کو کھلنے میں ہو جھپک جب منہ میں زباں جنبش سے ڈرے
اس قید میں کیوں کر جینا ہو اللہ ہی اپنا فضل کرے

کیا ناز ہو ایسی ساعت پر افسوس ہے ایسی حالت پر
یا جھوٹ کہے یا کچھ نہ کہے یا کفر کرنے یا کچھ نہ کر

قاتل کو بھروسا قوت کا اور ہم کو خدا کی رحمت کا
ہونا تھا جو کچھ وہ ہو ہی لیا وہ بھی نہ رکا ہم بھی نہ ڈرے

☆ ☆

دل کی بیتابی ہے ثابت آنکھ کے اظہار سے
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں آنسوؤں کے تار سے

جب طبیعت خوش نہیں تو کیا کرے اچھا مکاں
دل بہل سکتا نہیں اپنا در و دیوار سے

☆ ☆

چشم بینا تو نے پائی ہے تو یہ دنیائے دوں
اک نہ اک دن تیری نظروں سے اتر ہی جائے گی

☆ ☆

کس قدر دلکش نگاہ ساقی مخمور ہے
صبر بھی بے تاب ہے تقویٰ بھی اب معذور ہے
خانہ ہستی کی ترکیبوں میں کیا دخل خرد
حکم ہے تقدیر کا تدبیر اک مزدور ہے
میں جسے سمجھا ہوں میں وہ نفس کی ہیں خواہشیں
میں حقیقت میں جو ہے مجھ سے نہایت دور ہے
امتحانوں سے ہوئی طے بحث جبر و اختیار
فیل جب ہو جائے مختاری میں تب مجبور ہے
آپ سے مل کر میں کیوں نقصان اٹھاؤں اے جناب
آپ کو جب صرف اپنا فائدہ منظور ہے
ڈارون صاحب یہ اچھا مسئلہ سمجھا گئے
دعوی مخدومیت میں مست ہر لنگور ہے

☆ ☆

تدبیر بشر خوب الٹ پھیر کرے گی
رفتار فنا سب کو مگر ویر کرے گی

☆ ☆

زندگی سے میرا بھائی سیر ہے
پھر بھی خوراک اس کی ڈھائی سیر ہے

☆ ☆

حق پرستی کا نشاں اب قبر ہے یا صبر ہے
اور جو کچھ ہے عقیدوں پر فقط اک جبر ہے

☆ ☆

اب شیخ ہند برہمنوں کے گلے لگے
تسبیح بن کے آئے تھے زنار ہو گئے
اس منزل فنا میں جو رکھی بنا تو کیا
دیوار اٹھا کے نقش بہ دیوار ہو گئے

☆ ☆

نہ چھوڑ دل کو کسی دل شکن اثر کے لیے
ہے مبتدا یہ خبر دوسری خبر کے لیے

☆ ☆

جنون عشق سے انسان کی طینت سنورتی ہے
یہی مستی وہ ہے جو عقل کو ہشیار کرتی ہے
یہ سچ ہے بے خبر ہے نصف دنیا نصف دنیا سے
کہ یہ ماتم میں ہے مصروف اور وہ چین کرتی ہے
باں اپنے اثر میں حس کی قوت لا نہیں سکتا
زبانیں کہہ نہیں سکتیں دلوں پر جو گزرتی ہے

وہ ایذائیں مجھے مایوسیوں نے دی ہیں اے اکبر
کہ امید اب قدم رکھتے ہوئے بھی دل میں ڈرتی ہے
سخن سنجی کا کیا کہنا مگر یہ یاد رکھ اکبر
جو سچی بات ہوتی ہے وہی دل میں اترتی ہے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

نہ سہی حسن عمل خوبی گفتار سہی
ہے تو اکبر میں بھی اک بات گناہ گار سہی
دل جو تسبیح میں مصروف ہو ہے مراد
قشقہ بلائے جبیں دوش پہ زنار سہی

☆❁⧗⧗⧗❁☆

خالق ہی سے ملی ہے فطرت کی جو لڑی ہے
بینا وہی ہے جس کی اس پر نظر پڑی ہے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

ذرہ ہائے خاکی کس ترکیب سے جکڑے گئے
جینے مرنے کے تماشے کے لیے پکڑے گئے
بے اطاعت ناتواں کا کام چل سکتا نہیں
جھک گئے تو رہ گئے قائم اگر اکڑے گئے

☆❁⧗⧗⧗❁☆

ہم اس زمانے میں رہتے ہیں اپنے گھر میں پڑے
ہوا ہی بدلی ہوئی ہے فلک سے کون لڑے
خدا ہی ہم کو اٹھائے گا جب تو اٹھیں گے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

ابھی تو چپ مین کوئی لاکھ اعتراض جڑے
اگر اٹھے تو علم اپنا گاڑ لیں گے کہیں
جو اٹھ گئے تو ہے قصہ ہی ختم خود ہی گڑے

☆«ﷺ»☆

عرفان ضوفگن ہے شریعت کی آڑ سے
آتش فشاں زمین دبی ہے پہاڑ سے

☆«ﷺ»☆

خدا کی مار کا کرتا نہیں میں کچھ مذکور
طبیعت اور ہی پہلو پہ جا کے لڑتی ہے
نہ رہ سکے گی لطافت جو زن ہے بے پردہ
سبب یہ ہے کہ نگاہوں کی مار پڑتی ہے

☆«ﷺ»☆

عقل کو فرداودی کے غم میں ساز سوز ہے
عشق ہی اچھا کہ مست جلوۂ امروز ہے
بھیر ہی لی ہے جمال لم یزل سے اس نے آنکھ
ورنہ ہر مدنظر انسان کو عشق آموز ہے
زیست ہر دم ہے محتاج فنا ہر ذی حیات
زندہ دل وہ ہے جسے ہر سانس عجز آموز ہے

☆«ﷺ»☆

بدلی ہوئی رت محسوس ہوئی بھونرے کی ابھی آواز سنی
فطرت کی نسبتی یہ ٹھہری بیساختہ و بے ساز سنی

☆ ☆

دل نہ مایوسی پہ مائل ہے نہ محو ناز ہے
منزل ہستی میں ہر انجام اک آغاز ہے

☆ ☆

حرج کیا ہم بھی جو چشم سرگیں پر لیں لئے
یہ بلائیں اس تماشا گاہ میں تھیں کس لیے
سجدۂ دیر و حرم سے معرفت کس کو نصیب
سنگ در آیا نظر خلقت نے ماتھے گھس لئے

☆ ☆

ڈیڑھ سو محراب میں ذرا دشوار ہیں
سایہ ہوٹل میں لبے یا فقط دس لیجئے
حضرت ابر سے کہہ دو قافلہ تیار ہے
اک رزولیوشن کا ٹٹو آپ بھی کس لیجئے

☆ ☆

اب کیا میں طلب دنیا کی کروں کیوں زحمت اٹھاؤں اس کے لیے
دل کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کے دن کے لیے اور کس کے لیے
ہو تم کو مبارک شوقِ نمود افسردہ پڑا رہنے دو مجھے
کافی ہے یہاں یہ داغ جگر تم شمع نبو مجلس کے لیے
یہ گوش و زبان و چشم چمن غوغائے جہاں سے فارغ ہیں
کرتا ہوں دعائیں گل کے لیے سوسن کے لیے نرگس کے لیے

☆ ☆

روح کا ہے امتحاں اور زندگی کا کورس ہے
ہے مبارک وہ سمجھ قرآن جس کا سورس[33] ہے

☆☆

کیا وہ درست ہو مری نظموں کے فورس[34] سے
فرصت کہاں ہے قوم کو کالج کے کورس سے

☆☆

استخوان مغربی کا شکر کرنا ہے بجا
باہمی عف عف یہ لیکن قابل افسوس ہے
بست[35] ہی تو رہ گیا تیرا ذرا آئینہ دیکھ
شاہد مغرب سے کیا فکر کنارو بوس ہے

☆☆

بنگلہ جاناں سوا دو کوس ہے
چل نہیں سکتے بڑا افسوس ہے

☆☆

فساد نیت میں جب نہیں ہے تو پھر مجھے خطرہ کیوں کہیں ہے
بہت مکلّف ہیں یہ اشارے کہ اس سے بچیے اور اس سے بچیے
برس رہی ہو جو چیز ہم پر خیال اس کا نہ آئے کیونکر
شعور ہو کس طرح معطل کہاں یہ ممکن کہ حس سے بچیے
وہ اک زمانے سے بدگماں ہیں خبر نہیں کیا اثر کہاں ہیں
سمجھ میں آتا نہیں کچھ اکبر کہ کس سے اب ملئے کس سے بچیے

☆ ☆

شامت آئی ہے یہ مسلم ہے
بحث اتنی ہی رہ گئی کس کی
میری جانب اشارہ غالب ہے
یعنی اکثر یہ کہتے ہیں اس کی
خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو
کھل ہی جائے گا آئی ہے جس کی
اس قدر تو مجھے بھی کھٹکا ہے
بڑھ گئی مری بہت وھسکی

☆ ☆

اکبر کو کیا ابھاروں مایوس ہی نہیں ہے
ایسا مٹا کہ مٹنا محسوس ہی نہیں ہے

☆ ☆

ارتقائے نے کی برکت دیکھیے
تاجر اب اہل قلم ہیں بانس کے

☆ ☆

عقل نے اچھی کہی کل لالہ مجلس رائے سے
جھک کے چلنا چاہیئے ہم سب کو وائسرائے سے
شعر کیسا ہی ہو لیکن قافیے اس کے ہیں خوب
کون ایسا ہے کہ جو ہو مختلف اس رائے سے

☆ ☆

پوچھتے کیا ہو کہ تو پیرو ہے یا ہربنس ہے
بندہ جو کچھ ہو بہر حالت بلا لیسنس ہے

☆ ☆

یاس اس سے ہوگئی امید تھی جس بات کی
جی رہا ہوں شکر ہے لیکن خوشی کس بات کی

☆ ☆

سیٹھ جی کو فکر تھی ایک اک کے دس دس کیجئے
موت آ پہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے
ماتم شام اودھ میں میں تو اب مصروف ہوں
آپ ہی نظارہ صبح بنارس کیجئے

☆ ☆

افواہ ہے کہ اکبر بے ہوش ہوگیا ہے
یہ تو غلط ہے لیکن خاموش ہوگیا ہے

☆ ☆

فلسفہ ان کا انھیں کی چال کا ہمدوش ہے
ان میں دولت خیز ہے او ہم میں مذہب نوش ہے

☆ ☆

بزم ہستی میں محبت کے ترانوں کو نہ چھوڑ
یہ وہ شے ہے جسے ہر ساز سے اک سازش ہے

☆ ☆

خود گوار نہیں فریاد کا یہ جوش مجھے

کر بھی چکتی اجل آ کر کہیں خاموش مجھے
عقل کچھ کر نہ سکی قدر شناسی جنوں
بزم ہستی میں مبارک نہ ہوا ہوش مجھے
حالت قابل فریاد کے سب ہیں شاہد
اس سے کیا ہوتا ہے کر دیجئے خاموش مجھے
تاب نظارہ گلزار میں کیا لاؤں گا
رت بدلنا ہی کئے دیتا ہے بے بیہوش مجھے
بت پرستی میں بھی پردے کا ہوں حامی اکبر
بخش ہی دے گا خداوند خطا پوش مجھے

☆☆

سبحہ صندل کا ہے مگر افسوس
دب گئی بو فرنچ پالش سے

☆☆

مقابل غیر مذہب کے تو مذہب جوش رکھتا ہے
عموماً ورنہ اپنے آپ کو بے ہوش رکھتا ہے
رہ حق کے جو سالک ہیں وہ مستثنےٰ ہیں اے اکبر
کہ ان کو ساقی توحید ساغر نوش رکھتا ہے

☆☆

دل سوزاں کو اک نعمت سمجھ یہ گرم جوشی ہے
امید آخرت میں مست رہ یہ بادہ نوشی ہے

☆☆

ان بتوں کے باب میں اتنی ہی میری عرض ہے
کفر ہے ان کی پرستش پیار کرنا فرض ہے

☆ ☆

اب تو ہے یہ سوچ کیا بساط زندگی
ہو چکا دو دن کا وہ دور نشاط زندگی
دیکھئے انجام کیا ہو ڈر رہا ہوں دیکھ کر
لذت دنیا سے اتنا اختلاط زندگی
یہ بھی فانی وہ بھی فانی دونوں ہیں بے اعتبار
انقباض موت ہو یا انبساط زندگی

☆ ☆

یوں تو ہیں جتنے شگوفے سب کو فکر باغ ہے
یہ مگر سچ ہے کہ لالہ ہی کے دل میں داغ ہے

☆ ☆

خردیوں میں قافیۓ ہیں ومانا ردیف ہے
یہ نظم کائنات بھی کتنی لطیف ہے

☆ ☆

سخن میں یوں تو بہت موقع تکلف ہے
خودی خدا سے جھکے بس یہی تصوف ہے
کوئی عظیم نتیجہ ضرور ہے ملحوظ
نظام جسم بشر میں بڑا تکلف ہے
خدا کا شوق نہ ہو آخرت کا ذوق نہ ہو

اسی کا نام ہے دنیا تو لائق تف ہے
بسان تیغ کبھی سرخرو یہ ہو نہ سکی
عجب نہیں کہ اسی سے تفنگ پرتف ہے

☆☆

حسین جیسے ہو تم یونہی جو خوش اخلاق ہو جاتے
زمانہ مدح کرتا شہرۂ آفاق ہو جاتے
حواس و ہوش رخصت ہو چکے دم بھی نکل جاتا
تو فطرت کے جو قرضے ہیں وہ سب بیباق ہو جاتے

☆☆

بے مثل فائدہ ہمیں دل کے سبق سے ہے
خلوت میں انجمن کا مزا یاد حق سے ہے

☆☆

خلق مجھ سے طالب پابندی اخلاق ہے
میری حالت کی مجھ پر تھینک یوں[۳۶] بھی شاق ہے

دل کے ٹکڑے کر دیئے غم نے جگر خوں ہوگیا
ہوش کا یہ تو رستم دیکھو کہ اب تک چاق ہے

☆☆

یار کا حسن سب پہ فائق ہے
واقعی دیکھنے کے لائق ہے
ان مصائب سے کام لے اکبر

غم بڑا مدرک حقائق ہے

☆ ☆

دوسروں پر نکتہ چینی کا تجھے کیوں شوق ہے
اپنی اپنی خو ہے اکبر اپنا اپنا ذوق ہے

☆ ☆

دوسروں پر نکتہ چینی کا تجھے کیوں شوق ہے
اپنی اپنی خو ہے اکبر اپنا اپنا ذوق ہے

☆ ☆

صوفی باصفا کا بھی اچھا مذاق ہے
اس فلسفے میں ہوش کا آنا فراق ہے

☆ ☆

ہر کس و ناکس سے دنیا میں تملق کیجئے
یا جہاں تک ہو سکے ترک تعلق کیجئے

☆ ☆

فقط سڑکوں سے تسکین نگاہ چشم شرقی ہے
اندھیرا ہے گھروں میں راستوں میں لمپ برقی ہے

☆ ☆

عشق کے معنے کے عالم تھے مگر عاشق نہ تھے
صورت عذرا سے واقف تھے مگر وامق نہ تھے

☆ ☆

پھنسا ہوں زندگی میں سانس روکے رک نہیں سکتی

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved ©2002-2006

مگر دنیا کی خاطر میری گردن جھک نہیں سکتی
تیری باتیں رہ تحقیق کی سالک ہی نہیں
میں نہ مانوں گا کہ میرا کوئی مالک ہی نہیں
لطف جب تھا کہ منی اور رشی رہتے تھے
ہر دوار اب وہ نہیں اور وہ سوالک ہی نہیں

☆☆

شکر ہے سنی و شیعہ کا ارادہ نیک ہے
طرز طاعت دو سہی ترکیب کالج ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ حلوا یا پلاؤ
خوان مغرب پر مگر دونوں کے آگے کیک ہے

☆☆

آنکھ مجبور نہیں بت کو اگر تکتی ہے
ہو خدا پر جو نظر بند بھی ہو سکتی ہے

☆☆

یہ لفظ تو ہیں برائے معنی مگر نہایت ہی سست و ناقص
زبان پیچھے ہی رہ گئی ہے نگاہ دل دور تک گئی ہے

☆☆

کافی اگرچہ لیٹنے کو اک پلنگ ہے
انگڑائیوں کو عرصۂ دنیا بھی تنگ ہے

☆☆

قوم ضعیف تنگ ہے چندوں کی مانگ سے

کالج کے چیونٹے لپٹے ہیں ٹیڑی کی ٹانگ سے
عالم ہیں چپ جو مستند و باوقار ہیں
گونجا ہوا پریس[۳۷] ہے وفاقی کے سانگ[۳۸] سے

☆ ☆

یہ دنیا اپنے سازوں میں اک روز بھی خوش آہنگ نہ تھی
وہ کون زمانہ گزرا ہے جب حرص نہ تھی جب جنگ نہ تھی
ہاں نفس کے بندے لڑتے ہیں شوکت کے لیے دنیا کے لیے
جو حق کی طرف سے مصلح ہیں ہیں تیغ بکف عقبیٰ کے لیے

☆ ☆

واعظ کا جو ارشاد ہے وہ ریزنیبل[۳۹] ہے
رندوں کی یہ مستی بھی مگر سیزنیبل[۴۰] ہے

☆ ☆

گو سعی ہوائے شوق نے کی بو اس کی نہ نکلی محفل سے
مجنوں نے اڑائی خاک بہت لیلیٰ نے نہ جھانکا محمل سے
دنیا کے تغیر کا نہیں حسن شیدائے جمال باری کو
پروانے کو مطلب شمع سے ہے کیا کام ہے رنگ محفل سے
احساس ہی ایذا کا نہ ہوا فریاد و فغاں میں کیا کرتا
جس وقت تہ خنجر تھا گلا آنکھ اپنی ملی تھی قاتل سے

☆ ☆

جلوہ گر ہے حسن بت وقت اضطراب دل کا ہے
المدد اے ذوق عرفاں سامنا مشکل کا ہے

تیرے مجنوں کے بیاباں کا ہے عالم دوسرا
جو بگولا ہے وہ اک ناقہ کسی محمل کا ہے

ذرہ ذرہ ہے طریق عشق حق میں دل نواز
ہر قدم پر سالک رہ کو گماں منزل کا ہے

بحر ہستی خود حدوں سے اپنی ہے نا آشنا
اک تلاطم ہے بپا کس کو پتا ساحل کا ہے

یہ نظر کی ناتوانی یہ بتوں کی زینتیں
کیا کہوں اکبر بس اب اللہ مالک دل کا ہے

☆☆

کیا شان ترے جمال میں ہے
ہر وقت زمانہ حال میں ہے

پھنستی ہے اگر تو صرف مچھلی
کہنے کو تو جل بھی جال میں ہے

نیٹو کی گزر ہے دال ہی پر
کالا اس طرح دال میں ہے

☆☆

نہیں جب اپنی ملت کا اصول مستقل کوئی
کرے کیا رکھ کے سینے میں وفا اندیش دل کوئی

☆☆

ہم پر الزام کے دھبے جو ہیں دھل جائیں
حسبنا اللہ کے معنی کبھی کھل جائیں گے

☆ ☆

کیا تصور ہے کہ دل جس سے دہل جاتا ہے
دم نکلتے ہی وہ قانون بدل جاتا ہے
وہی فطرت کہ جو تھی حفظ بدن پر مامور
اسی فطرت سے بدن خاک میں گل جاتا ہے

☆ ☆

قیوم و حی کا ہے تصور معین روح
فانی کا شوق فتنۂ ہستی کا جال ہے

☆ ☆

مضموں ملا جو موج میں نقش بر آب کا
بیخود ہوئے حباب بھی ٹوپی اچھال کے
اے شمع بافروغ ہے راہ فنا میں تو
سالک بہت ہی کم ہیں تری چال ڈھال کے

☆ ☆

بزم ہستی ہے طلسم بے مثال زندگی
خاک ہے پروانہ شمع جمال زندگی
جسم بن کر جان سے لپٹی ہوئی آخر فنا
خاک تھی پروانہ شمع جمال زندگی
ہے یہی دستور لیکن کس قدر افسوسناک

زندگی ہی کو سمجھ لینا مال زندگی
عشق حسن آخرت میں چاہیے مستی روح
موت سے آسان نہیں اکبر وصال زندگی
ہے دلیل نور باطن حب دنیا کا زوال
موت کا مشتاق ہونا ہے کمال زندگی
خوبی معنی کا ہے فطرت میں اکبر اعتبار
حسن صورت میں نہیں جاہ و جلال زندگی

☆ ☆

الحذر اس درد سے جو مشتعل ہو کر رہے
الاماں اس یاد سے جو زخم دل ہو کر رہے
بزم ہستی میں رہا اکبر تو کیا اس کی خوشی
حکم جب یہ ہے کہ بیحد مضمحل ہو کر رہے

☆ ☆

بجائے مرحبا و آفریں فریاد اٹھی دل سے
مجھے شرمندگی ہے قوت بازوئے قاتل سے
سکوت اولیٰ ہے کیا حاصل بیان حالت دل سے
تعجب خیز باتیں ہیں یقین آئے گا مشکل سے
جنون پردہ در ہے شائق رسوائے مجنون
عجب کیا ہے کہ اب لیلیٰ کو بھی وحشت ہو محمل سے
بصیرت نے قیامت کی ہے اس بیدست و پائی پر
مصیبت میں پھنسا ہوں امتیاز حق و باطل سے

جھکا سکتا ہوں میں سر کو زباں کو روک سکتا ہوں
جواب اس کا مگر کیا ہے کہ تو کافر نہیں دل سے

جنوں ہنگامۂ بے مدعا میں مست رہتا ہے
مبارک سعی ہے اس کی کہ مستغنی ہے حاصل سے

بیان مدعا سے روک لیتا ہوں زباں اپنی
تمنا سے ہے مجبوری کہ وہ گستاخ ہے دل سے

☆☆

تدبیر بشر پیش قضا چل نہیں سکتی
میں دیکھ چکا ہوں شدنی ٹل نہیں سکتی

ارمان کوئی اب مرے دل میں نہیں آتا
ٹوٹی ہوئی جو شاخ ہے وہ پھل نہیں سکتی

مر جائیں مگر رکھیں گے ثابت قدم اپنا
ہے مرد میں جو دال کبھی گل نہیں سکتی

☆☆

لاکھ آرائش کرے کوئی مگر اے جان جاں
جس کی زینت آپ میں رونق اسی محفل کی ہے

☆☆

کھیل جینے کا کھیل ہی لیں گے
جو گذرتی ہے جھیل ہی لیں گے

☆☆

معاذ اللہ کیا بیدادئ تقدیر بسمل ہے

تڑپنا سامنے قاتل کے گستاخی میں داخل ہے
وہی قانون فطرت ہے جسے تقدیر کہتے ہیں
جسے قسمت سمجھتے ہیں وہ تدبیروں کا حاصل ہے

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

نفس میں الجھا ہے تو اکبر ابھی دل دور ہے
راہ کے یہ خوشنما منظر ہیں منزل دور ہے

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

جہاں میں عقل کی حسرت نکل نہیں سکتی
خدائی ذہن کے سانچے میں ڈھل نہیں سکتی

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

جینے میں یہ غفلت فطرت نے کیوں طبع بشر میں داخل کی
مرنے کی مصیبت جانوں پر کیوں قدرت حق نے نازل کی
کیوں طول امل میں الجھایا انسان نے اپنے دامن کو
کیوں زلف ہوس کے پھندے میں پھنستی ہے طبیعت غافل کی
کیوں ہجر کے صدمے ہوتے ہیں کیوں مردوں پر زندے روتے ہیں
کیوں جنگ میں جانیں جاتیں ہیں کیوں بڑھتی ہے ہمت قاتل کی
منطق کا تو دعویٰ ایک طرف طاقت کی یہ شوخی ایک طرف
کیا فرق ہے خیر و شر میں یہاں کیا جانچ ہے حق و باطل کی!

☆⟪⌛⌛⌛⟫☆

کہاں ثبات کا اس کو خیال ہوتا ہے
زمانہ ماضی ہی ہونے کو حال ہوتا ہے

فروغ بدر نہ باقی رہا نہ بت کا شباب
زوال ہی کے لیے ہر کمال ہوتا ہے

میں چاہتا ہوں کہ بس ایک ہی خیال رہے
مگر خیال سے پیدا خیال ہوتا ہے

بہت پسند ہے مجھ کو خموشی و عزلت
دل اپنا ہوتا ہے اپنا خیال ہوتا ہے

وہ توڑتے ہیں تو کلیاں شگفتہ ہوتی ہیں
وہ روندتے ہیں تو سبزہ نہال ہوتا ہے

سوسائٹی سے الگ ہو تو زندگی دشوار
اگر ملو تو نتیجہ ملال ہوتا ہے

پسند چشم کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں
بس اک کرشمہ وہم و خیال ہوتا ہے

اگرچہ آہ سے تکلیف دل کو ہو لیکن
ہوائے نفس میں کچھ اعتدال ہوتا ہے

نگاہ لطف بتاں مطمئن نہیں کرتی
فریب ہی کا مجھے احتمال ہوتا ہے

خدا کا شوق ہو جس کو میں اس کا شائق ہوں
خدا کا یوں تو ہر اک کو خیال ہوتا ہے

اگرچہ ریش منڈانے سے ہے صفائی رخ
گناہ گار مگر بال بال ہوتا ہے

خودی کے اظہار میں دوئی ہے دوئی کو وحدت سے کیا تعلق
فراق اپنا کرے گوارا جو کوئی اس کا وصال چاہے

☆

ابتدا گرمی کی ہے اپریل سے
اب میں گھبرانے لگا کھپریل سے

☆

حضور سے سبب افسردگی کا کیا میں کہوں
نشاط طبع غلامی کے ساتھ مشکل ہے

☆

کتمان راز عشق مرے آب و گل میں ہے
خاموش ہے زبان جو کچھ ہے وہ دل میں ہے
افعی زلف مس کا تو سودا برا نہیں
پیچیدگی جو کچھ ہے فقط اس کے بدل میں ہے

☆

صبر رہ جاتا ہے اور عشق کی چل جاتی ہے
ضبط کرتا ہوں مگر آہ نکل جاتی ہے
کچھ نتیجہ نہ سہی عشق کی امیدوں کا
دل تو بڑھتا ہے طبیعت تو بہل جاتی ہے
شمع کے بزم میں جلنے کا جو کچھ ہو انجام
مگر اس عزم سے سانچے میں تو ڈھل جاتی ہے
وعدۂ بوسۂ ابرو کا نہ کر غیر سے ذکر

دل لگی میں کبھی تلوار بھی چل جاتی ہے

☆ ☆

طبیعت تیری انجینئر کے آگے کیوں بدلتی ہے
یہ تیری سانس چلتی ہے تو کیا انجن سے چلتی ہے
کبھی سائنس کے ان دیوتاؤں سے ذرا پوچھو
یہ مشت خاک کیونکر جان کے سانچے میں ڈھلتی ہے
وہی بیخ شجر تحریک موسم بھی وہی لیکن
کوئی ڈالی تو رہ جاتی ہے کوئی شاخ پھلتی ہے
نہ اس میں دخل دولت کو نہ منطق کو نہ طاقت کو
دلی حالت خدا ہی کی عنایت سے سنبھلتی ہے

☆ ☆

اکبر شگفتگی سے بے گانہ ہوگیا ہے
پھر کیا اسے چمن کی کوئی ہوا کھلا نے

☆ ☆

دین کا ادعا ہے خلق میں سہل
حق ہو راضی یہ بات مشکل ہے
آمنوا میں تو سب کے آگے ہیں
علموا الصالحات مشکل ہے
چشم ظاہر جسے نہ دیکھ سکے
اس طرف التفات مشکل ہے
وصل ہو یا فراق ہو اکبر

جاگنا ساری رات مشکل ہے

☆☆

اسٹیشن فنا کی بھی کیا خوب ریل ہے
اس راہ میں ہر ایک پسنجر کا میل ہے
غفلت نے کر دیا جنھیں آزاد وہ ہنسیں
میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے

☆☆

عیش دنیا میں بہت ہے کہ مصیبت ہے بہت
اس سے پوچھو جو کوئی پیر کہن سال ملے

☆☆

امید راحت اس دنیا میں تصویر خیالی ہے
کہاں ہے جام عیش ایسا کہ جو تلخی سے خالی ہے

☆☆

کار دنیا میں بھی یاد مرگ غالب دل پہ ہے
راہ ہے زیر قدم لیکن نظر منزل پہ ہے

☆☆

غنچہ کھل جائے تو پھر زینت محفل نہ سہی
خود شگفتہ رہے گلدستے میں داخل نہ سہی
زاہد خشک کی صحبت سے میں گھبراتا ہوں
سوز دل جب نہیں پھر کچھ نہیں جاہل نہ سہی
چشم کم سے یہ بت اکبر کو جو دیکھیں دیکھیں

ہے وہ مقبول حرم دیر کے قابل نہ سہی

☆ ☆

زاہد خشک کی صحبت سے میں گھبراتا ہوں
سوز دل جب نہیں پھر کچھ نہیں جاہل نہ سہی
چشم کم سے یہ بت اکبر کو جو دیکھیں دیکھیں
ہے وہ مقبول حرم دیر کے قابل نہ سہی

☆ ☆

دل وہ ہے جو باغ ایماں کی ہوا سے پھول جائے
آخرت کی یاد میں دنیا کو بالکل بھول جائے
یہ ارادے ہیں تو ذکر مکتب و مسجد فضول
کہہ دو لڑکے سے خریدے ریڈ رہ اسکول جائے
پالسی کے باغ میں جھولے امیدوں کے بہت
جس کا جی چاہے وہ برسوں بے تکلف جھول جائے

☆ ☆

ذہن عالی اور ہے جمعیت دِل اور ہے
علم منزل اور ہے اور قرب منزل اور ہے

☆ ☆

مصرعہ بہت بلیغ یہ ان کی غزل میں ہے
شیخی تو مسئلوں میں ہے جنت عمل میں ہے

☆ ☆

بلا زینت بھی رنگیں دل کو راحت مل ہی جاتی ہے

کلی بیرونِ گلشن ہو تو وہ بھی کھل ہی جاتی ہے
بھروسا انتظامِ عافیت کا کیا ہے دنیا میں
کہ ہر بنیاد آخر اک نہ اک دن ہل ہی جاتی ہے

☆☆

تازگی رنگِ گل مژدہ میں ممکن نہیں
کیا چلے بادِ صبا کی لطفِ شبنم کیا کرے
نیٹوپیت پر کیا میں نے جو اظہارِ ملال
سن کے صاحب نے کہا سچ ہے مگر ہم کیا کرے
انکشافِ رازِ ہستی عقل کی حد میں نہیں
فلسفی یاں کیا کرے اور سارا عالم کیا کرے
کہہ ظاہر حرص غالب ذکرِ حق دیوانگی
اس جگہ کوئی سرِ تسلیم کو خم کیا کرے
چاہتا ہوں صرف اک بوسہ دہانِ تنگ کا
خواہشیں اس سے زیادہ اب کوئی کم کیا کرے

☆☆

خیر کب ہے عشقِ گیسو میں دلِ ناکام کی
دیکھتے ہو ہند میں حالت جو ہے اسلام کی
دیکھ کہ تیری اداسی ہائے اے شمعِ سحر
محو دل سے ہوگئی رونق چراغِ شام کی
واقعاتِ دہر سے دل بستگی کم کیجئے
پھر شکایت کم رہے گی گردشِ ایام کی

☆

حضرت اکبر مرے کس کام کے
ہیں تو مسلمان مگر نام کے
لے گئی ایمان تیری چشم مست
اہل نظر رہ گئے دل تھام کے

☆

خالق سے دل لگانا اسلام ہے تو یہ ہے
ہر کام میں توکل بس کام ہے تو یہ ہے
کرتا ہوں اللہ اللہ اور دل میں ہوں سمجھتا
کام آئے مرتے دم بھی وہ نام ہے تو یہ ہے
تکلیف صبر سہیے آرام ہے تو یہ ہے
نا کردنی سے بچیے بس کام ہے تو یہ ہے

☆

اس قدر گستاخ دل سے شدت غم ہوگئی
آپ اپنے ساتھ ہمدردی مری کم ہوگئی
وہ طبیعت وہ امیدیں وہ مشاغل وہ نشاط
اب کہاں وہ بات تھی اک بزم برہم ہوگئی
دل تو پہلے ہی سمجھتا تھا کہ کچھ سمجھا نہیں
اب زباں بھی قائل واللہ اعلم ہوگئی
شاہد بزم ازل کے فیض کا کیا پوچھنا
خاک نے اتنی ترقی کی کہ آدم ہوگئی

ہو مسلمانوں کو شاید اب بھی عقبیٰ کا خیال
آخرت پر لیکن اب دنیا مقدم ہوگئی

☆﴿٭٭٭﴾☆

خدا کہاں ہے اب اس کا ہر مقام میں ہے
نہ سمجھے کوئی تو کہہ دو کہ اپنے نام میں ہے
بغیر موت و مصیبت کے چل نہیں سکتا
عجیب راز یہ دنیا کے انتظام میں ہے

☆﴿٭٭٭﴾☆

آنکھ محروم سہی لب پہ ترا نام تو ہے
تیری ہستی کا یقین قاطع اوہام تو ہے
کہتی تھی سبز پری ہو کے سبھا سے خارج
راجہ اندر نہ سہی جلوہ گلفام تو ہے
برہمن دل میں اگر رام سے کہتا ہے کہ آ
بات یہ خوب ہے اک صورت آرام تو ہے

☆﴿٭٭٭﴾☆

ہمیں تو خامشی میں اپنے دل سے کام لینا ہے
زباں وہ بزم میں کھولیں جنھیں انعام لینا ہے
نہایت خوشنما کھولی ہیں راہیں آپ نے لیکن
وہ رکھیں پاؤں جن کو اپنے سر الزام لینا ہے

☆﴿٭٭٭﴾☆

سنورتے تھے کہ اک عالم کی آنکھیں ہم کو دیکھیں گی

خبر کیا تھی ہماری مجلس ماتم کو دیکھیں گی

☆๑ ⧗⧗⧗ ๑☆

عالم معنی میں ہیں اتنا ہی ہم میں زور ہے
ہاتھ میں رعشہ ہے اب لیکن قلم میں زور ہے

☆๑ ⧗⧗⧗ ๑☆

سچی خوشی جہان میں ہو بھی اگر تو کم ہے
بس غفلتیں ہیں طاری اور یہ نہیں تو غم ہے

☆๑ ⧗⧗⧗ ๑☆

میرا مسلک کچھ جدا ہے شیخ کے اسلام سے
یاں خدا سے کام ہے اس کو خدا کے نام سے
یاں نگاہ خاص سے ہوتا ہے دل کو انبساط
اس کو راحت ملتی ہے فطرت کے فیض عام سے
عشوہ ساقی کا یاں طالب ہوں میں بہر سرور
اخذ کر لیتا ہے وہ مستی کو دور جام سے
ہے کفیل کار میرا یاں جنون صلح خیو
واسطہ رہتا ہے اس کو عقل جنگ انجام سے
مست رکھتے ہیں اسے جھونکے ہوائے باغ کے
کام املی سے نہ اکبر کو نہ مطلب آم سے

☆๑ ⧗⧗⧗ ๑☆

اگرچہ تکلیف نزع میں ہوں سکون خاطر بھی کم نہیں ہے
کسی سے ملنے کی ہیں امیدیں کسی سے چھٹنے کا غم نہیں ہے

☆ ☆

چشم و دل میں عکس دنیا کا ہجوم عام ہے
مشتبہ ہنگامۂ ادراک کا انجام ہے
چشم ابراہیم و دورِ انجم و شمس و قمر
اس کو کہتے ہیں نظر اور عقل کا یہ کام ہے

☆ ☆

اتنے ساتھی اٹھ گئے اس بزم غم انجام سے
دل کو شرم آنے لگی اب خواہش آرام سے

☆ ☆

کہاں دلوں سے شریعت کا کام چلتا ہے
فقط زباں سے بزرگوں کا نام چلتا ہے
ہوئی طریق بزرگاں کی پیروی مفقود
بس ان کے نام پہ لٹھ صبح و شام چلتا ہے

☆ ☆

فلسفہ غم کا جسے معلوم ہے
ہو مبارک وہ اگر مغموم ہے
کر دیا اس کو بصیرت نے خموش
اب تو اکبر کی نظر کی دھوم ہے

☆ ☆

مسلم پر عمل کرنے سے غافل نفس آثم ہے
جدھر دیکھو وہی بحثیں ہیں جن میں لانسلم ہے

☆ ☆

کھلایا شیخ کو اس شوخ کے شریں تکلم نے
مٹایا زہد کی خشکی کو اک موج تبسم نے

☆ ☆

تصوف ہی زباں سے دل میں حق کا نام لایا ہے
یہی مسلک ہے جس میں فلسفہ اسلام لایا ہے

☆ ☆

حضرت اکبر کا ان روزوں بڑا ہی نام ہے
پولو پونی پر حدی خوانی انھیں کا کام ہے

☆ ☆

نہ مدح بت سے نہ آرائش کلام سے ہے
مری زبان کی عزت خدا کے نام سے ہے
یہ معذرت تو ملاقاتیوں سے آپ کریں
مجھے تو کام فقط آپ کے سلام سے ہے

☆ ☆

کیا پوچھتے ہو دل کو مرے کیا مقام ہے
فطرت کے کارخانے میں غم کا گدام ہے

☆ ☆

باغباں ہی کے یہ طالب ہیں ہوا سے غافل
پختگی کی نہیں امید کچھ ان خاموں سے

☆ ☆

الم ضعیف ہو لذت اگر عدم ہو جائے
خوشی کو منہ نہ لگاؤ تو غم بھی کم ہو جائے

☆ ☆

کیوں یہ کدھے ہو ہر اک میں وہ اثر جو ہم میں ہے
تم کو کیا معلوم اکبر کون کس عالم میں ہے

☆ ☆

ہمیں چمکیں ہمیں ابھریں عبث در پے ہو اس غم کے
کرو حمد خدا سمجھو خدا چمکا تو ہم چمکے
میں مست بادہ عبرت ہوا ہوں اس تصور سے
کہ وہ ذرے بھی اب اک جا نہیں ہیں ساغر و جم کے

☆ ☆

ساری دنیا آپ کی حامی سہی
ہر قدم پر مجھ کو ناکامی سہی
نیک نام اسلام میں رکھے خدا
کفر کے حلقے میں بدنامی سہی

☆ ☆

چھوٹے ہی دنیا میں ہوتے ہیں زیادہ کم بڑے
سب مگر لڑتے ہیں اس پر تم بڑے یا ہم بڑے

☆ ☆

صدیوں فلاسوفی[۴۲] کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی
زور آزمائیاں ہوئیں سائنس کی بھی خوب
طاقت بڑھی کسی کی کسی میں نہیں رہی
دنیا کبھی نہ صلح پہ مائل ہوئی مگر
باہم ہمیشہ برسر پیکار وکیں رہی
پایا اگر فروغ تو صرف ان نفس نے
جن کی کہ خضر راہ فقط شمع دیں رہی
اللہ ہی کی یاد بہر حال خلق میں
وجہ سکون خاطر اندوہگیں رہی

☆ ☆

جس نے دل کو لے لیا ہے دل لگی کے واسطے
کیا تعجب ہے کہ تفریحاً ہماری جان لے

☆ ☆

وہی الم وہی سوز جگر فغاں بھی وہی
وہی زمیں کا چلن دور آسماں بھی وہی
بھرا ہوا ہے مضامین غم سے مکتب دہر
فلک کا کور وہی میرا امتحاں بھی وہی
میں صاف گو وہ ستم گر خدا ہی خیر کرے
مری زباں بھی وہی اور وہ بدگماں بھی وہی

نہ ان سے میری صفائی نہ ان سے میرا بگاڑ
کدورتیں بھی وہی اور چنیں چناں بھی وہی
حرم نظر میں ہے قسمت ہے دیر سے اٹکی
خدا کا گھر بھی وہی بت کی شوخیاں بھی وہی
مذاق بزم احبا جو کچھ ہو اے اکبر
مری زباں بھی وہی اور مرا بیان بھی وہی

☆

ہے منع ملاقات مری ہم نفسوں سے
فریاد کا موقع نہیں فریاد رسوں سے
تعداد وہی انگلیوں کی گو ہے بدستور
بیگانگی سا عدو بازو ہے دسوں سے
ہے حکم کہ حس پالسیوں کے ہو مطابق
اب کام بدن کو نہ رگوں سے نہ نسوں سے
چوری نہ کبھی کی ہے نہ کرنے کا ارادہ
پھر بھی یہ ضرورت ہے کہ بھاگوں عسسوں سے

☆

خموش شمع صفت کیوں نہ ہو زباں میری
کہ خود ہی بزم میں روشن ہے داستاں میری
اگرچہ عقل سے کرتا ہوں میں حفاظت جاں
مگر نہ عقل مرے بس کی ہے نہ جان مری

☆ ☆

اگرچہ قدرت ہے بولنے کی مگر فسردہ دل حزیں
عجیب حالت ہوئی ہے پیدا زبان باقی ہے منہ نہیں
جہان فانی کی اتنی وقعت تمہارے ہی فلسفے میں ہوگی
مرا عقیدہ تو یہ نہیں ہے کہ جو خدائی میں ہے یہیں ہے
نہیں ہے قومی چمن میں قائم جہاں ضرورت وہیں شگفتہ
دل ان کا گملے کا پھول ہے اب کبھی کہیں ہے کبھی کہیں ہے
بہت نہ رونے سے یہ نہ سمجھو کہ کم ہے جوش سرشک دل میں
یہ آنسوؤں کی کمی نہیں ہے رعایت ظرف آستیں ہے

☆ ☆

مبارک ان کو جو حالات طبقات زمیں سمجھے
پہنچ وہ بھی گئے زیر زمیں جو کچھ نہیں سمجھے

☆ ☆

بزم طرب میں بھی جو حزیں تھے حزیں رہے
دل اس کا اس کے ساتھ ہے کوئی کہیں رہے
رکھیں نہ ہم سے دوست امید نشاط طبع
گو انجمن وہی ہے ہم اب وہ نہیں ہے
پیدا زیادہ سب دلیلیں ہمیں نے کیں
اور شبہے میں بھی سب سے زیادہ ہمیں رہے
کرتے تمام عمر چناں اور چنیں رہے
آخر میں کی نظر تو جہاں تھے وہیں رہے

☆ ☆

یہ سانس نہیں ہے سینے میں اک پھانس بشر کی جان میں ہے
درد اس کا مگر محسوس نہیں غفلت کا خمیر انسان میں ہے
دنیا کی امید اور اس کے مزے دنیا کی چمک دنیا کی صدا
کب ہم کو سمجھنے دیتی ہے کس وجہ کمی ایماں میں ہے
جو ہجر کے معنے سمجھے ہیں موت وصال ان کے حق میں
لیکن یہ سمجھ ہر اک کی نہیں یہ بات فقط عرفاں میں ہے

☆ ☆

فروغ دل اب نہیں ہے باقی وہ سوز و ساز اس میں اب کہاں ہے
یہ آہ فریاد ہے جو لب پر بجھی ہوئی شمع کا دھواں ہے

☆ ☆

دل شکستہ میں ایمان رہ سکے تو رہے
اجاڑ گھر میں یہ مہمان رہ سکے تو رہے
دل ضعیف کو چارہ نہیں ہے کفر سے اب
اگر زبان مسلماں رہ سکے تو رہے

☆ ☆

ہمہ تن درد کا مضمون ہوا جاتا ہے
حالت ایسی ہے کہ دل خون ہوا جاتا ہے
اتفاق امر مصیبت کو میں سمجھا تھا مگر
اب وہ میرے لیے قانون ہوا جاتا ہے

☆ ☆

رگ جاں پر ہے جب مضراب ہجراں میں کیا ہوگی
جہاں یہ سوز ہے اس ساز سے تسکیں کیا ہوگی
کہاں اور کس طرف قائم کرو گے یادگار ان کی
دم آخر یہ ذکر ان سے کرو یاسین کیا ہوگی
بتان دیر میں پرسش مری ہو یا نہ ہو اکبر
جو ہو اعزاز کیا ہوگا نہ ہو توہین کیا ہوگی

☆⟪ﷲﷲﷲ⟫☆

رندی میں ذرا خوف بتوں کا نہ کریں گے
ڈرنا کبھی ہوگا تو خدا ہی سے ڈریں گے
اس حسن کے عاشق کو فنا ہو نہیں سکتی
جو آپ پہ مرتے ہیں وہ ہرگز نہ مریں گے

☆⟪ﷲﷲﷲ⟫☆

جائے تیری ہی محبت میں مجھے وہ جان دے
عیش و کلفت میں رہنے محفوظ وہ ایمان دے
منتشر رہتا ہے مکروہات دنیا سے بہت
اس دل مضطر کو یا اللہ اطمینان دے

☆⟪ﷲﷲﷲ⟫☆

خوب ہے مرگ فنا سے جو مٹے میری خودی
اور اسے واصل حق پر تو عرفاں کر دے
گل کو کیوں اس کا الم ہوگا کہ وہ گل نہ رہا
ارتقا اس کو اگر عارض جاناں کر دے

☆ ☆

آپ کے لطف سے اللہ بچائے دل کو
ہم تو سمجھے ہیں بلا آپ کے احسان کو بھی

☆ ☆

اللہ بو بے شبہ وہیں ہے کہ جہاں تھا
مسلم سے تو پوچھو وہ یہیں تھا کہ جہاں ہے

☆ ☆

بحث کی خو اور ہے اور عشق یزداں اور ہے
رنگ مذہب اور ہے اور نور ایماں اور ہے

☆ ☆

مہ خور سے سو ان کا رخ گلفام روشن ہے
یہی جلوے وہ ہیں جن سے خدا کا نام روشن ہے
مرے دل پر ہے شمع صبح کی افسردگی چھائی
ترا رخ زلف میں مثل چراغ شام روشن ہے

☆ ☆

جو میری ہستی تھی مٹ چکی ہے نہ عقل میری نہ جان میری
ارادہ ان کا دماغ میرا خیال ان کا زبان میری

☆ ☆

چھیڑنا اچھا ہے ساز سعی کا اس بزم میں
آدمی کو زندگی میں اک نہ اک دھن چاہیے
ہو دسمبر میں مبارک یہ اچھل کود آپ کو

خون مجھ میں بھی ہے لیکن مجھ کو پھاگن چاہیے

☆ ☆

ہے تحت فلک میں جو زمیں ہے
دنیا اچھی جگہ نہیں ہے
شک اس میں نہیں کہ ہے وہی وہ
ہم میں لیکن ہمیں ہمیں ہے

☆ ☆

کان میں بات بزرگوں کی سماتی ہی نہیں
ناک میں دم ہے جوانی کے خریداروں سے

☆ ☆

گو ہوگئے شکم کے مطالب کے ترجماں
افسوس ہے کہ دل کے زباں داں نہیں رہے

☆ ☆

سامنا ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہے
کچھ نہ پوچھو کس قدر بے چین دل سینے میں ہے
کیا ثبات عمر بس اک جنبش فطرت کی دیر
زندگی کیا ہے فقط اک عکس آئینے میں ہے

☆ ☆

اجل آ پہنچی قبل اس کے کہ سمجھیں راز ہستی کا
بگاڑا موت نے اور یہ نہیں سمجھے بنے کیوں تھے

☆ ☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

پریس میں شیخ ہیں مسجد اجاڑ ایوان خالی ہے
کتب خانہ بھرا جاتا ہے اور میدان خالی ہے
جو کچھ چاہیں سنائیں اور بٹھائیں وہ مرے دل میں
کہ ان روزوں ہے میری آنکھ بند اور کان خالی ہے

زبان و لفظ کا جلوہ فقط حد بیاں تک ہے
تسلسل موج معنی کا خدا جانے کہاں تک ہے
خدا کی راہ میں بے شرط کرتے تھے سفر پہلے
مگر اب پوچھتے ہیں ریلوے اس میں کہاں تک ہے
تمہارے مذہبی دعوے جو کچھ ہوں میں یہ دیکھوں گا
عقیدوں کا اثر فکر معیشت پر کہاں تک ہے
میں اپنے دل کی قیمت عرض کر ہی دوں گا بالآخر
مگر ارشاد تو ہو آپ کی نیت کہاں تک ہے
خدا ہی کی ہدایت کرتی ہے نور یقین پیدا
دلیلوں کی رسائی تو فقط وہم وگماں تک ہے
کہو ملت کے لیڈر سے وہ مذہب سے نہ ہو غافل
کہ قومی زندگی کچھ ہے تو بس اس نیم جاں تک ہے
ترقی خواہ دل کو آہ سوزاں چاہیے اکبر
یہی شعلہ وہ ہے جس کی بلندی آسماں تک ہے
جنوں کا داعا حد تکلف میں نہ کر اکبر
گریباں چاک ہے تیرا مگر دیکھوں کہاں تک ہے

☆۞ ⌛⌛⌛ ۞☆

معنی کی گرہ کہاں کھلی ہے
الفاظ ہی کی دکان کھلی ہے
ہر راہ کی تہ میں ہے یہاں آہ
دم بند ہے اور زباں کھلی ہے

☆۞ ⌛⌛⌛ ۞☆

نظر نثار نقوش ظاہر یہ ہوش دنیا کا پاسباں ہے
جو یہ نگاہیں ہیں ایسا دل ہے تو آخرت کا پتا کہاں ہے

☆۞ ⌛⌛⌛ ۞☆

اس بزم میں کیا آثار ملے ہنگام سحر سامانوں کے
اک داغ تھا شمع مردہ کا کچھ پر تھے پڑے پرانوں کے
ہستی کی یہ لہریں دام نظر دم بھر میں نشاں ان کا نہ اثر
گرداب فنا میں غرق ہیں سب دریا ہیں رواں افسانوں کے
دل لذت نفس کا گرویدہ دنیا کی حقیقت پوشیدہ
اڈے ہیں فریب امیدوں کے طوفان ہیں بپا ارمانوں کے
ہر گام پہ ہیں قبروں کے نشاں ہر سمت ہے اک عبرت کا سماں
اجڑا ہے محل آبادی کا آباد ہیں گھر ویرانوں کے
دولت میں جو شرط عصیاں ہو بہتر ہے کہ قانع انسان ہو
غالب جو نہ ہو شیطانوں پر تابع نہ ہوں شیطانوں کے
یہ مدعی اسلام تو ہیں ساتھی ہیں مگر بیگانوں کے
تقوی کی وہ بو ہی ان میں نہیں وہ رنگ نہیں ایمانوں کے

تھی عقل زباں پر اے اکبر اور عشق پہ رکھی ہم نے نظر
ممتاز رہے ہشیاروں میں سرخیل رہے دیوانوں کے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

یوسف کو نہ سمجھے کہ حسیں بھی ہیں جواں بھی
شاید نرے لیڈر تھے زلیخا کے میاں بھی

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

ہمارا دل ہے عمارت کے ولولوں کے لیے
زمانہ کہتا ہے سب ہیں زلزلوں کے لیے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

ہنسنا بھی یہاں ہے رونا بھی دلکش بھی ہے دنیا فانی بھی
جینا بھی ہے اور آبادی بھی مرنا بھی ہے اور ویرانی بھی
اللہ ہی ہے ان لڑکیوں کا فرفر بھی نہیں حد میں بھی رہیں
ہے کورس بھی ان کا اسکیمی اور پاس شدہ استانی بھی

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

جو انقلاب گذشتہ ہے اک کہانی ہے
جو انقلاب کہ در پیش ہے وہ فانی ہے
الجھ کے دام حوادث میں آخرت کو نہ بھول
جو خوش نصیب ہے اس نے یہ بات مانی ہے

☆﴿⌛⌛⌛﴾☆

ہادی کے کبھی پیرو نہ ہوئے ہاں اس کے لیے لٹھ تان سکے
مذہب نے ہمیں پہچان لیا ہم اس کو نہیں پہچان سکے

☆ ☆

کرے گا قدر جو دنیا میں اپنے آنے کی
اسی کی جان کو لذت ملے گی جانے کی
نہ پوچھو بیٹھا ہوں کیوں ہاتھ پر میں ہاتھ دھرے
اٹھوں گا نبض ذرا دیکھ لوں زمانے کی
مزا بھی آتا ہے دنیا سے دل لگانے میں
سزا بھی ملتی ہے دنیا سے دل لگانے کی
گہر جو دل میں نہاں ہیں خدا ہی دے تو ملیں
اسی کے پاس ہے مفتاح اس خزانے کی
یہ شرط ہے کہ کرو اتباع حکم رقیب
غضب یہ ہے کہ ضرورت ہے دل لگانے کی
خیال وسعت تحقیق تا کجا اکبر
کہ نہ نگاہ سے محتاج اک فسانے کی

☆ ☆

تم ایک رہ نہ سکے تو خوشی سے پون بنے
یہاں تو کچھ نہ بنے بے وقوف کون بنے

☆ ☆

ایسا جو ہو تو شاید یہ دل رہے ٹھکانے
دنیا کو میں نہ جانوں دنیا مجھے نہ جانے

☆ ☆

دیکھ ہی لیں گے نتیجہ کفر کا یہ خام طبع

تیری رونق اک دن اے ایمان ہو ہی جائے گی

☆◈⧗⧗⧗◈☆

کھانے سے اگر جینا ہوتا مرتے نہ کبھی کھانے والے
کھانا بھی خدا کے حکم سے ہے جینا بھی خدا کے حکم سے ہے
ایمان سے الفت رکھتا ہوں شیطان کو دشمن جانتا ہوں
الفت بھی خدا کے حکم سے ہے، کینا بھی خدا کے حکم سے ہے
رہتا ہوں میں مست عہد ازل اور شیشۂ دل وہ ہے زیر بغل
مستی بھی خدا کے حکم سے ہے پینا بھی خدا کے حکم سے ہے

☆◈⧗⧗⧗◈☆

ہر چند با اثر ہے تدبیر باغباں بھی
لیکن بہار بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی
دوران سر کی اپنے میں کیا کروں شکایت
گردش میں ہے زمیں بھی چکر میں آسماں بھی

☆◈⧗⧗⧗◈☆

تمناؤں کی حالت کچھ نہ پوچھو دل کے بجھنے پر
اندھیرے میں نہیں معلوم پروانوں پہ کیا گزری
صدی ہے چودھویں اور انقلابوں کی نہیں کچھ حد
خدا ہی ہے علم اس کو مسلمانوں پہ کیا گذری

☆◈⧗⧗⧗◈☆

تجھے کو بھلا کے آپ فقط ہیں کو دیکھئے
ہم کا زمانہ اب نہ رہا میں کو دیکھئے

☆ ☆

عیش فروا کی امیدیں دایہ ہیں
طفل طبعوں کو کھلانے کے لیے

☆ ☆

جان اڑی جاتی ہے حس موجود ہے دل خون ہے
نزع طاری ہوش حاضر یہ عجب مضمون ہے

☆ ☆

عبادت ترک ہے اور ہر طرف نعرے ہیں قوموا کے
تماشائے مشرق پتلوں میں ہیں مغرب کے جادو کے

☆ ☆

چل بسے اسباب غفلت چشم عبرت رو چکی
میری ہستی تھی ہی کیا اور تھی جو کچھ ہو چکی
خواب آور ہو نہیں سکتا بیانِ عاشقاں
ہے اگر افسانہ گو مجنوں تو لیلیٰ سوچکی
خوان ایوان فلک سے کم کر اکبر اب امید
صبر کر نا جویں پر تیری باری ہوچکی

☆ ☆

شگفتہ کس قدر بیلا ہے کتنی مست جو ہی ہے
ترا ہی رنگ ہے گلشن میں خوشبوؤں میں تو ہی ہے
خدا کے شوق کا جن پر اثر ہو دیدنی وہ ہیں
خدا کے نام کی ہم میں تو خالی گفتگو ہی ہے

دل اپنا دوست ہو کر جب دکھاتا ہے غلط راہیں
تو ان کی آنکھ کو میں کیا کہوں وہ تو عدو ہی ہے

☆ ☆

اکبر تم اگر شرک خفی پر بھی ہنسو گے
سب تم سے الگ ہوں گے مصیبت میں پھنسو گے

☆ ☆

حواس غرق حیرت کو مجال گفتگو کیا ہے
میں کب کہتا ہوں میں وہ ہوں وہی کہتا ہے تو کیا ہے

☆ ☆

کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے
کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
کوئی تک میں ہے کسی کو ہے غفلت
کوئی جاگتا ہے کوئی سو رہا ہے
کہیں ناامیدی نے بجلی گرائی
کوئی بیج امید کے بو رہا ہے
اسی سوچ میں میں تو رہتا ہوں اکبر
یہ کیا ہو رہا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے

☆ ☆

دل تو ہے پاس مرے عقل پہ قابو نہ سہی
شہرت قیس تو حاصل ہے ارسطو نہ سہی

☆ ☆

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جایئے
جو کہہ رہے ہیں آپ یہی ہو بھی جایئے
بیداری حواس ہے ظلمت کدے میں بار
افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جایئے

☆ ☆

اے چرخ مجھے دیر سے اکراہ کہاں ہے
لیکن بت خود بیں کی طرف راہ کہاں ہے
اسلام کے دعوی سے میں باز آتا ہوں صاحب
یہ کون بتائے تمھیں اللہ کہاں ہے
سروس[۳۴] میں میں داخل نہیں ہوں قوم کا خادم
چندوں کی فقط آس ہے تنخواہ کہاں ہے

☆ ☆

فسانے رہ گئے وہ ہیں نہ ان کا جاہ باقی ہے
وہی دنیائے فانی ہے وہی اللہ باقی ہے
مجھے دشوار ہے ان غافلوں کا ہم نوا ہونا
مرے سینے میں جب تک یہ دل آگاہ باقی ہے

☆ ☆

وہ قبلہ رو ہیں جنہیں رو براہ ہونا ہے
بہک گئے ہیں وہ جن کو تباہ ہونا ہے
جو آج ساکت و خائف ہیں ساتھ طاعت کے

IqbalCyberLibrary.Net All Rights Reserved ©2002-2006

انہیں کو حشر میں سب پر گواہ ہونا ہے

☆ ☆

جزو نے ذہن کی حالت تباہ پائی ہے
خدا کے نام میں دل نے پناہ پائی ہے
رہا نہ ہوش میں تقوٰی جدھر اٹھیں آنکھیں
بت حسیں نے غضب کی نگاہ پائی ہے
یہ عشق ہی ہے کہ منزل ہے جس کی الا اللہ
جزو نے صرف رہ لا الہ پائی ہے

☆ ☆

وعظ الحاد کہو واہ نہیں ہے نہ سہی
تم سلامت رہو اللہ نہیں ہے نہ سہی
شب غفلت میں نہ ہو روز ازل کا پر تو
لمپ بجلی کا تو ہے ماہ نہیں ہے نہ سہی
ہے گدم آپ کا مسجد کی ضرورت کیا ہے
پیٹ تو ہے دل آگاہ نہیں ہے نہ سہی
ہے پرس پائے قلم کے لیے موجود اے دوست
سر کو سجدے سے اگر راہ نہیں ہے نہ سہی

☆ ☆

جس کے سینے میں دل آگاہ ہے
اس کے لب پر اللہ ہی اللہ ہے
منزل قومی سے آتی ہے صدا

جو نہیں ہے قبلہ رو گمراہ ہے
ساری دنیا کو جو چھوڑے بہر حق
ساری دنیا میں اسی کی واہ ہے
لا الہ آسان ہے سائنس میں
فلسفے میں مشکل الا للہ ہے
قبر پر اک تعمق کی نظر
بحر ہستی کی یہیں پر تھاہ ہے
دور قرآن و تجارت ہو چکا
اب زمینداری ہے یا تنخواہ ہے

☆ ☆

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

☆ ☆

قدم شوق بڑھے راہ ملے یا نہ ملے
ماسوا ترک کر اللہ ملے یا نہ ملے

☆ ☆

جلائے جب شعلۂ تحیر تو ذہن ڈھونڈے پناہ کس کی
یہ کس کے معنی ہوئے ہیں ثابت یہ صورتیں ہیں گواہ کس کی
یہ چشم لیلیٰ کہاں سے آئی یہ قلب مجنوں کہاں سے ابھرا
جو باخبر ہیں انھیں خبر ہے نگاہ کس کی ہے آہ کس کی

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved
© 2002-2006

جمال فطرت کے لاکھ پر تو قبول پر تو کی لاکھ شکلیں
طریق عرفاں میں کیا بتاؤں یہ راہ کس کی وہ راہ کس کی
یہ کس کے عشووں کا سامنا ہے کہ لذت ہوش ہو گئی گم
خودی سے کچھ ہو چلا ہوں غافل پڑی ہے مجھ پر نگاہ کس کی

☆ ☆

قدم رکھتا ہے وہ اس میں جسے جو راہ ملتی ہے
صداقت ہو تو ہر سو داد خاطر خواہ ملتی ہے

☆ ☆

اب زباں ساکت ہے خوف سامع بد خواہ سے
د یہ کہتا ہے ملے گی چپ کی داد اللہ سے

☆ ☆

اب کہاں وہ راحت دلخواہ اٹھتے بیٹھتے
کر لیا کرتے ہیں یا اللہ اٹھتے بیٹھتے

☆ ☆

ابتدا میں غفلتوں پر واہ ہے
انتہا میں اللہ ہی اللہ ہے

☆ ☆

محو کار اس بزم میں ہر شمع ہر پروانہ ہے
حسرت اس پر ہے جو صرف قصہ و افسانہ ہے

☆ ☆

ہیں مست اس مزے میں جو ہم نے چکھ لیا ہے

صراف کی نظر نے ہم کو پرکھ لیا ہے
اغیار کے عمل کو ہوں گے کچھ اور میداں
ہم کو تو اب فلک نے کالج پر رکھ لیا ہے

☆ ☆

دل میں تو ضعف عقیدت کو کبھی راہ نہ دے
کوئی کچھ دے نہیں سکتا اگر اللہ نہ دے

☆ ☆

شاعر جو ملازم ہو اکبر ذو قافتیں اس کا ہے لقب
پوچھو گے یہ کیوں توضیح سنو تنخواہ بھی ہے اور واہ بھی ہے

☆ ☆

میں تو کہتا ہوں کہ یارو اللہ ہی اللہ ہے
منکروں کی اس صدا سے صدمۂ جانکاہ ہے
وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو ہیں اللہ کے سوا
ماسوا کی فکر سے پھر کیوں تجھ اکراہ ہے
بات ٹالی میں نے یہ کہہ کر کہ وقت احتیاج
میرا مسلک بھی وہی ہے جو تمہاری راہ ہے

☆ ☆

نہیں وقوع حوادث میں کچھ یہاں غلطی
یہ بات یونہی ہے جو تیرے دل میں ہو کہہ لے
ہزار بار جو وقت گذشتہ پھر آئے
ہزار بار وہی ہو جو ہو چکا پہلے

☆

خدا کی یاد ہے طاقت ہماری
مصلے ہے ہمارا تخت شاہی
ہماری فوج ہے اخلاق حسنہ
ہمارا حصن ہے ترک مناہی
بلند اپنی نظر ہے فضل حق سے
کرے گی کیا کسی کی کم نگاہی

☆

اس کا پسیجنا ہے اور اس کے ہیں بھپارے
یورپ نے ایشیا کو انجن پہ رکھ لیا ہے
اس خوان مغربی سے بچتا ہے کون لیکن
حضرت نگل رہے ہیں بندے نے چکھ لیا ہے

☆

ہے ہوائے چمن دہر انھیں کے رخ پر
ان کے کھلنے کے یہ دن ہیں مرے مرجھانے کے

☆

آپ کے عارض کے آگے کیا جمے گا اس کا رنگ
گل جو گلشن میں سنورتا ہے سنورنے دیجیے
ہو چکا بسمل کہاں تک آفریں ہر وار پر
واہ کی طاقت نہیں اب مجھ کو مرنے دیجیے

☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

جی رہا ہوں فقط اب انتظار مرگ میں
سانس لینا رہ گیا ہے جان دینے کے لیے

☆ ☆

عبث اظہار خودی میں ہے یہ مستی میری
وقت کے ساتھ اڑی جاتی ہے ہستی میری
خس و خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند
سوز باطن کے نہ ہونے سے ہے پستی میری

☆ ☆

حریفوں کے لیے ہنگامہ مشق قوافی ہے
یہاں انشائے دل کو آہ کا مصرع بھی کافی ہے
کہا جب میں نے ہوں بیمار تیری چشم فتاں کا
بت طناز نے ہنس کر کہا اللہ شافی ہے

☆ ☆

ان آنکھوں نے بہت نیرنگیاں فطرت کی دیکھی ہیں
مرے دل نے بہاریں عالم حیرت کی دیکھی ہیں

☆ ☆

خود ناتواں و مضطر اوروں کے رنگ پھیکے
کر رکھیں کیا کسی کو کیا ہو رہیں کسی کے

☆ ☆

غم و شادی کی نیرنگی دلیل خود پرستی ہے
وہی دل خوب ہے جس کو فقط ہستی کی مستی ہے

☆ ☆

وجد میں آئے حیرتوں میں رہے
عجز کے ساتھ لب کشائی کی
بندگی کا صلا ملے نہ ملے
داد دیدی مگر خدائی کی

☆ ☆

ہر قدم کہتا ہے تو آیا ہے جانے کے لیے
منزل ہستی نہیں ہے دل لگانے کے لیے
کیا مجھے خوش آئے یہ حیرت سرائے بے ثبات
ہوش اڑنے کے لیے ہی جان جانے کے لیے
دل نے دیکھا ہے بساط قوت ادراک کو
کیا بڑھے اس بزم میں آنکھیں اٹھانے کے لیے
خوب امیدیں بندھیں لیکن ہوئیں حرماں نصیب
بدلیاں اٹھیں مگر بجلی گرانے کے لیے
سانس کی ترکیب پر مٹی کو پیار آ ہی گیا
خود ہوئی قید اس کو سینے سے لگانے کے لیے
جب کہا میں بھلا دو غیر کو ہنس کر کہا
یاد پھر مجھ کو دلانا بھول جانے کے لیے
مجھ کو خوش آئی ہے مستی شیخ جی کو فربہی
میں ہوں پینے کے لیے اور وہ ہیں کھانے کے لیے
اللہ اللہ کے سوا آخر رہا کچھ بھی نہ یاد

جو کیا تھا یاد سب تھا بھول جانے کے لیے
سُر کہاں کے ساز کیسا کیسی بزم سامعین
جوش دل کافی ہے اکبر تان اڑانے کے لیے
انتساب ایسے کمالوں کا شکم سے چاہیے
جن کو تم حاصل کرو روٹی کمانے کے لیے

☆◈⧗⧗⧗◈☆

ٹپکتے ہیں وہ مضمون جنوں زا میرے خامے سے
کہ اکثر ہوش ہو جاتا ہے باہر اپنے جامے سے

☆◈⧗⧗⧗◈☆

نہ تعلق ہے کسی سے نہ شناسائی ہے
انجمن میں ہوں مگر عالم تنہائی ہے
حسن بت یہ ہے تو اب یاد خدا کی نہیں خیر
یہ ادا ہے تو نمازوں کی قضا آئی ہے
محو حیرت وہ ہے اس پر ہے خموشی کی بہار
آنکھ نرگس کی ہے سوسن نے زباں پائی ہے
طلب عشق کا اک جوش ہے فطرت سے عیاں
جس طرف دیکھیے طوفان خود آرائی ہے
عشوہ دہر سے ہیں مست بدن میں جانیں
کم ہیں جو سوچ رہی ہیں کہ قضا لائی ہے

☆◈⧗⧗⧗◈☆

یہ مصیبت ناتواں دل نے کبھی دیکھی نہ تھی

پہلے بھی تکلیف اس کو تھی مگر ایسی نہ تھی
بے حواسی میں میں کچھ سمجھا نہیں اے ہم نشیں
کیا دل پر غم مرا تڑپا تھا یہ بجلی نہ تھی
فلسفی کی بات بھی میں نے سنی واعظ کی بھی
جانب حق رہ نما وہ بھی نہ تھی یہ بھی نہ تھی

☆۞⌛⌛⌛۞☆

مری دنیا جو تھی وہ ہو چکی کل اک کہانی تھی
کوئی کہتا ہے فانی ہے میں کہتا ہوں کہ فانی تھی

☆۞⌛⌛⌛۞☆

عدو کی کید ہو حامی تو بے کسی اولیٰ
جو وصلِ ذوق شکن ہو فراق ہی اولیٰ
رقیب سرٹیفکیٹ[44] دیں تو عشق ہو تسلیم
یہی ہے عشق تو اب ترک عاشقی اولیٰ
خدا ہی سے ہو امید اور وہ بھی عقبےٰ میں
یہی ہے خوب مناسب یہی اولیٰ
نظام مدعی رہبری کو دیکھ اکبر
مری نظر میں تو یہ تیری ابتری اولیٰ

☆۞⌛⌛⌛۞☆

مذہب کے یہ مباحث نکلے ہیں ہسٹری سے
ان کو ہے کیا تعلق وحدت کی مسٹری[45] سے

☆ ☆

رہ مقصود میں ہم بھی کبھی انجن چلاتے تھے
مگر پتھر کے کولوں کے عوض بت جھونکے جاتے تھے

☆ ☆

کمر بستہ خلوص دل سے حاضر رہ تری خدمت
کسی دن مستحق الطاف سلطانی کی ٹھہرے گی
ذرا سیر بہار عالم فانی کی ٹھہرے گی
نشاط افزا ہے منزل کچھ نشے پانی کی ٹھہرے گی

☆ ☆

حجاب تمکنت کو دور کرنا ہے ذبیدہ سے
سوا اس کے جو باتیں فقط اک پردہ پوشی ہے

☆ ☆

اب میری زندگی میں نہیں نور انبساط
یہ شمع جل رہی ہے مگر ہے بجھی ہوئی
جس پر پڑے گی سخت مصیبت زمانے میں
جو کچھ کہے گا ہوگی ہماری کہی ہوئی
سب کو فنا خدا کو بقا بات حق یہ ہے
میں کیا کہوں گا ہے یہ خدا کی کہی ہوئی
مرنے میں اس خیال سے تسکین ہے بہت
لی میری جاں اسی نے کہ تھی جس کی دی ہوئی
میری نگاہ شوق پڑی خوش ہوئے یہ بت

اک چیز مفت مل گئی ان کو پڑی ہوئی

☆☆

مٹ گئے ہیں مگر اک نقش ابھی باقی ہے
آنکھ مایوس ہے شوریدہ سری باقی ہے
آنکھ سے نور گیا دل سے گیا صبر و قرار
جان بھی جسم سے رخصت ہو یہی باقی ہے
ان مصائب میں بھی مایوس نہیں ہوں اکبر
قید ہستی سے رہائی کی خوشی باقی ہے

☆☆

فغاں و آہ کی لذت جو دل ہے تو ملے
نشانِ نکہت گل جب کلی کھی تو ملے
وہ باغ حسن ہیں لیکن ہے بند غنچۂ لب
مزا چمن کا اگر یہ کلی کھلے تو ملے
ہوئی جو صلح تو اب احتیاط یہ کیسی
تکلفات کو تہ کیجئے ملے تو ملے
میں شکوہ کرتا تھا اس وجہ سے نہ ملتے تھے
جو ترک کر دیئے میں نے وہ سب گلے تو ملے
کھجا رہا ہے تو زخموں کو اپنے اے اکبر
پر اس کا لطف کوئی زخم اگر چھلے تو ملے

☆☆

زبانیں بحث میں الجھی ہیں حیرت دل پہ چھائی ہے

حدیثوں میں مذاہب ہیں حوادث میں خدائی ہے

☆ ☆

شکل اطمینان کم اس عالم فانی میں ہے
کامیابی بھی جہاں ہے اک پریشانی میں ہے
دولت دنیا کی کیا لذت ہے اہل جور کو
ساری قوت صر جب اس کی نگہبانی میں ہے
حضرت اکبر کو مشکل ہے بیان حال دل
گو یہ سنتا ہوں کمال ان کو سخن دانی میں ہے

☆ ☆

ہند میں تو مذہبی حالت ہے اب ناگفتہ بہ
مولوی کی مولوی سے رو بکاری ہوگئی
اک ڈنر میں کھا گیا اتنا کہ نکلی تن سے جان
خدمت قومی میں بارے جاں نثاری ہوگئی
اپنے میلان طبیعت پر جو کی میں نے نظر
آپ ہی اپنی مجھے بے اعتباری ہوگئی
نجد میں بھی مغربی تعلیم جاری ہوگئی
لیلیٰ و مجنوں میں آخر فوجداری ہوگئی
ساز عیش مغربی کی دل نوازی کچھ نہ پوچھ
میں نے جس مس کو یہاں چھیڑا ستاری ہوگئی

☆ ☆

اس انجمن میں آکر راحت نصیب کس کو

پروانہ بھی جلے گا اور شمع بھی جلے گی
دنیا ابھارتی ہے آج اپنے عاشقوں کو
مرجائیں گے تو ان کا کل نام بھی نہ لے گی
دنیا کی آرزو سے خالق بچائے دل کو
پیدا ہوئی تو پی کر خون جگر پلے گی
عبرت زدہ جو دل ہو ارمان اس میں کیسے
بجلی گری ہو جس پر وہ شاخ کیا پھلے گی
جنت بنا سکے گا ہرگز کوئی نہ اس کو
دنیا یونہی چلی ہے اکبر یونہی چلے گی

☆☆

بس عشق و وفا ہی کی مرے دل میں ٹھنی ہے
ناصح کی میں سنتا نہیں ہو جو ہُدنی ہے
پردے نے میاں ہم کو بنا رکھا ہے اب تک
بگڑی ہوئی حالت ہے مگر بانت بنی ہے

☆☆

ہے زندگی اسی کی فخر جہان فانی
جس نے فنا کو سمجھا مرنے کی قدر جانی
طوفان جوش دل کی آنسو میں اک جھلک ہے
موتی میں کیا دھرا ہے بس ایک بوند پانی
ہستی آخرت سے امید ہے بہت کچھ
بہتر کشد ز اول نقاش نقش ثانی

رکھی رہی نصیحت نافذ ہوئی مشیت
کس نے سنی کسی کی اور کس نے کس کی مانی

☆ ☆

جہاں تک اپنے لیے ہوں وہ میں کی مستی ہے
جو کچھ خدا کے لیے ہوں وہ اصل ہستی ہے
نہیں ہے نشہ وحدت میں خوف زلف بتاں
جو ہوش میں ہیں یہ ظالم انھیں کو ڈستی ہے
نہ بھول شہر خموشاں کا نقشہ اے کالج
خیال رکھ کہ یہی ہسٹری کی بستی ہے
بتوں کو مجھ سے توقع ہے مدح کی اکبر
یہ سن لیا ہے کہ اردو زبان سستی ہے

☆ ☆

نہایت فکر گو مذہب کو ہے خوش انتظامی کی
نہیں ہے موت کو پروا کچھ اپنی نیک نامی کی
طلب تحسین کی کیوں تجھ کو ہے بزم حریفاں سے
سرور طبع خود ہے داد تیری خوش کلامی کی
تمہارا انتظام دل اگر روشن نہیں اکبر
تو بیتوں کو نہ چمکائیں گی ترکیبیں نظامی کی

☆ ☆

اللہ اللہ کتنی نازک وہ رنگیلی ہوگئی
نام ہی بوسے کا سن کر نیلی پیلی ہوگئی

سایہ مغرب میں شوق دل نے پھیلائے تو پاؤں
چار ہی دن میں مگر پتلون ڈھیلی ہوگئی

☆☆

جماعت منتشر ہو فطرتی مجلس تو باقی ہے
زبانیں بند کر دو دل کے اندر حسن تو باقی ہے
اسی کا رنگ حیرت دیکھ کر بہلائیں گے دل کو
چمن سے گل اگر رخصت ہوا نرگس تو باقی ہے
یہ مصرعہ قافیے کے لیے ہے خوب اکبر
جو اجڑا لکھنؤ کچھ غم نہیں پیرس تو باقی ہے

☆☆

ملانا خاک میں فطرت جب اپنی دل لگی سمجھے
تعجب ہے کہ تو اس زندگی کو زندگی سمجھے

☆☆

یہ عجب عمل ہے عجب اثر یہ عجیب نقش بھرے گئے
جو لچے بہت تو بچے ذرا جو کھری کہی تو دھرے گئے
تری بزم اکبر خوش ہے محل فرحت دوستاں
جو ملول آئے وہ خوش گئے جو فسردہ آئے ہرے گئے

☆☆

قومی ترقیوں کی زمانے میں دھوم ہے
مردانے سے زیادہ زنانے میں دھوم ہے

☆☆

تیزیاں کرتے ہیں قانون بدلنے والے
زحمتیں سہتے ہیں قانون پہ چلنے والے

☆﴾ ⧗⧗⧗ ﴿☆

ادھر فریاد بلبل ہے کہ یہ سب رنگ فانی ہیں
ادھر رونا ہے شبنم کا کہ گل کی یہ ہنسی کیسی
کبھی خوان فلک سے کوئی نعمت میں نے چکھی تھی
مگر یہ بھی نہیں یاد اب کہ لذت اس کی تھی کیسی
تماشائے جہاں اے بے خبر تجھ کو مبارک ہو
یہاں دل داغ حسرت سے بھرا ہی دل لگی کیسی
جہاں گھر تھا وہاں قبریں جہاں دل تھا وہاں شعلے
یہ ماتم خیز منظر سامنے ہے خوش دلی کیسی
گل مضموں سے اکبر رنگ خون دل ٹپکتا ہے
تری حالت یہ کیا ہے یہ غزل تو نے کہی کیسی

☆﴾ ⧗⧗⧗ ﴿☆

نہ سہی لطف لحم گئی ہی سہی
شیخ صاحب مہنت جی ہی سہی
زندگی کو ضرور ہے اک شغل
خیر بالفعل لیڈری ہی سہی

☆﴾ ⧗⧗⧗ ﴿☆

دین آخرت کا واعظ دنیا ہوس کی بانی
جھگڑے میں پڑ گئی ہے انسان کی زندگانی

الفاظ سے نہیں ہے تسکین اس کے دل کو
اکبر پہ رحم فرما اے خالق معانی

☆

قصیدے سے نہ چلتا ہے نہ یہ دو ہے سے چلتا ہے
سمجھ لو خوب کار سلطنت لوہے سے چلتا ہے

☆

کبر بھی شرک ہی کی مستی ہے
خود پرستی بھی بت پرستی ہے

☆

جھنڈا رے دے دوں گا یہ خوشی سیدھا جو گرو جی مانگیں گے
ہاں کام ذرا ٹیڑھا ہو گا بسکٹ کو جو سوجی مانگیں گے

☆

مشتاق نہیں زندگی کے
مرنا ہے تو کیا کریں گے جی کے
پائی نہ کسی میں بو وفا کی
چاہا تھا کہ ہو رہیں کسی کے
توحید کا مسئلہ ہے اصلی
باقی ہیں شگوفے ہسٹری کے
رندی کس کام کی یہ اکبر
ملتے نہیں جب کسی سے پی کے

☆

گل ہوا چاہتی ہے شمع حیات
اب خدا ہی سے لو لگائی ہے

☆ ☆

تعارف باہمی مخلوق کا تاریک و ناقص ہے
خدا ہی کو ہے پوری آگہی ہر اپنے بندے سے

☆ ☆

صرف اللہ ہی کی یاد میں مستی اچھی
خود پرستی سے مگر گور پرستی اچھی

☆ ☆

دامن گل پھیل کر اس باغ سے کیا لے گئے
ہوگئے نذر خزاں اور داغ حسرت دے گئے

مردوں پر روتے نہیں روتے ہیں اپنے حال پر
رہ گیوں یہ ہے مصیبت جو گئے اچھے گئے

صورت فانی سے آخر کیوں نہ پچھتائے گئے
مجھ کو حیرت ہے کہ یہ بت کیوں خدا مانے گئے

بزم دنیا میں فقط صورت پرستی رہ گئی
وہ جمال شاہد معنی کے دیوانے گئے

اک زمانے میں یہ خواہش تھی کہ جانیں ہم کو لوگ
اب یہ رونا ہے کہ ہم کیوں اس قدر جانے گئے

بولے چپراسی جو میں پہنچا بہ امید سلام
پھانکئے خاک آپ بھی صاحب ہوا کھانے گئے

مجھ میں اظہار محبت ان میں اظہار کمال
میں وہاں رونے گیا اور وہ کہیں گانے گئے

☆ ☆

کامیابی ہوگئی تو بے وقوفی پر بھی ناز
اور جو ناکامی تو عقل بھی شرمندہ ہے

☆ ☆

شیخ صاحب آپ کو شیریں مقالی چاہیے
وعظ الفت چاہیے اور خوش خیالی چاہیے
طعن میں غمزے میں نجوٰی میں نہیں ہے بہتری
مدعی نورِ حق کا ظرفِ عالی چاہیے

☆ ☆

تنہائی میں دل گھبراتا ہے صحبت میں لڑائی ہوتی ہے
دنیا کی روش کوئی سی بھی ہو کچھ اس میں برائی ہوتی ہے

☆ ☆

پرستش اس بت عیار کی کس کو خوش آتی ہے
کوئی کیا شوق سے کرتا ہے مجبوری کراتی ہے
ہمارے ذہن کو اس مصرع اکبر پہ مستی ہے
خوش اخلاقی عبادت ہے خوشامد بت پرستی ہے

☆ ☆

چپکا کھڑا ہوں اپنی تباہی کے سامنے
کہنا جو ہے کہوں گا خدا ہی کے سامنے

IqbalCyberLibrary.Net All Rights reserved. 2002-2006

ہوں ہر نفس میں اپنے خدا ہی کے سامنے
کیسی دلیل دل کی گواہی کے سامنے

☆ ☆

میں کس بات کا نہیں خوگر
صرف عادت ہے سانس لینے کی

☆ ☆

ان کو بسکٹ کے لیے سوجی کی تھیلی مل گئی
کمپ میں غل مچ گیا مجنوں کو لیلیٰ مل گئی

☆ ☆

پڑے ہیں بستر غم پر نہ دانا ہے نہ پانی ہے
نظر تک اٹھ نہیں سکتی یہ زور ناتوانی ہے
چمن کا رنگ جوش موسم گل میں معاذ اللہ
خدا حافظ نگاہوں کا حسینوں کی جوانی ہے

☆ ☆

قدر دان طرز و وضع عہد شاہی کون ہے
لاکھ تنیئے آپ کو اب پوچھتا ہی کون ہے
اب میں چندے میں یہ غرقی بھی کروں گا نذر قوم
ستر کیسا میری جانب دیکھتا ہی کون ہے
لیڈروں کی دھوم ہے اور فالور[۴۶] کوئی نہیں
سب تو جنرل ہیں یہاں آخر سپاہی کون ہے

☆ ☆

ان سے بوسا مانگتا ہوں ان سے ووٹ
بت بھی مجھ سے تنگ ہیں اور شیخ بھی

☆ ☆

تھے معزز شخص لیکن ان کی لائف کیا لکھوں
گفتنی درج گزٹ باقی جو ہے ناگفتنی

☆ ☆

نفس سے بچنے کی انساں چارہ جوئی کیا کرے
فطرتی رہبر یہی ہے اس کو کوئی کیا کرے

☆ ☆

کاہلی کرنے کی فرصت مل ہی جاتی ہے مجھے
رشک آتا ہے عدیم الفرصتی پر وقت کی

☆ ☆

گردوں نے ملایا خاک میں بھی اور غم نے بھی گھیرا غفلت کو
با ایں ہمہ اکثر اہل جہاں کچھ روز تنے اور خوش بھی رہے
صیاد ہنر دکھلائے اگر تعلیم سے سب کچھ ممکن ہے
بلبل کے لیے کیا مشکل ہے الو بھی بنے اور خوش بھی رہے

☆ ☆

شکم سے حضرت انسان نجات پا نہ سکے
اب اپنے پیٹ میں ہیں پہلے ماں کے پیٹ میں تھے

☆ ☆

عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھلانے لگی
ہوش کے ٹکڑوں میں میں کی صد آنے لگی

☆☆

حضرت اکبر نے فرمایا یہ خوب
داد کے قابل ہے یہ فرزانگی
عذر ہم کو کچھ غلامی میں نہیں
ہے فقط تکلیف وہ بیگانگی

☆☆

موج ہے دل میں مرے قافیہ پیمائی کی
جا کے گنگا پہ کہا کرتا ہوں جے مائی کی

☆☆

آنکھیں ساقی کی تھیں رسیلی
اب تک میں بچا تھا آج پی لی
پھاڑے مغرب نقاب نسواں
مشرق نے تو آنکھ اپنی سی لی

☆☆

بولی فطرت دل و زباں دیکھو
یہ ہمارا ہے وہ تمہاری ہے
ذمہ داری پیش خلق اُس پر
اس کا شاہد جناب باری ہے

☆☆

اب ہے ساون کا سماں اور مہہ جولائی ہے
یہ ہوا خوب کہ بیلے کی بھی بولائی ہے

☆ ☆

قوت ایماں سے کہہ دو سب کو سمجھاتی رہے
نیکیاں کثرت سے ہوں مغلوبیت جاتی رہے

☆ ☆

ہم سے چھن کر ہوگئی بزم ترقی کے سپرد
سچ کہا مرزا نے اب اردو بھی کورٹ ہوگئی

☆ ☆

خوشامد ہے بیجا دنائت ہے چغلی
دِل و دیں کی بے شک تباہی یہی ہے
فسادات کے تم نہ حامی ہو ہرگز
گورنمنٹ کی خیر خواہی یہی ہے

☆ ☆

بہتر سمجھے ہو تم جو خاموشی کو
یہ بھی نہ کہو کہ خامشی بہتر ہے

☆ ☆

غفلتوں کا خوب دیکھا ہے تماشا دہر میں
مدتیں گذری ہیں مجھ کو ہوش میں آئے ہوئے
خانہ دل کو مرے توڑا تو کیا ایسی نمود
چشم بددور آپ تو ہیں مسجدیں ڈھائے ہوئے

سیٹھ صاحب کے یہاں شادی ہے رندوں کو نوید
اچھے اچھے طائفے ہیں شہر میں آئے ہوئے
بائی جی نے سچ کہا لاؤ کوئی تازہ غزل
گیت کیا گاؤں گراموفون میں گائے ہوئے
ہوچکی دو دن کی شادابی اڑا رنگ بہار
پھول ہیں سوکھے ہوئے غنچے ہیں مرجھائے ہوئے

☆ ☆

شیروں نے شتر بن کے اٹھایا ہے انکا بار
بکری بنے ہوئے ہیں طرف دار گائے کے
فاتح کے سامنے نہیں رہتے تعصّبات
آخر مطیع ہوتے ہیں سب ان کی رائے کے
اچھے وہی جو شوق الٰہی میں محو ہیں
تم کر ہی کیا رہے ہو بجز ہائے ہائے کے

☆ ☆

ہمیں خدا کے لیے ہیں بے شک خدا ہمارے لیے نہیں ہے
قضا پہ راضی ہوں اور جئیں ہم مفر ہی جب لے جئے نہیں ہے
یہ طبع اکبر یہ رنگ یہ اس کی باتیں یہ اس کے نغمے
ادب کے قابل ہے اس کی مستی شراب اگر وہ پئے نہیں ہے

☆ ☆

اک مرض بن کر مسلط ہے بلائے زندگی
درد ہی سے ہوتی رہتی ہے دوائے زندگی

دنیا کا ذرا یہ رنگ تو دیکھ ایک ایک کو کھائے جاتا ہے
بن بن کے بگڑ جاتا ہے او بات بنائے جاتا ہے
انسان کی غفلت کم نہ ہوئی قانون فنا کی عبرت سے
ہر گام پہ کٹتے پاؤں بھی ہیں اور سر بھی اٹھائے جاتا ہے
اس کو نہ خبر کچھ اس کی ہے اس کو ہے نہ کچھ پروا اس کی
روتا ہے رُلائے جاتا ہے ہنستا ہے ہنسائے جاتا ہے
کچھ سوچ نہیں کچھ ہوش نہیں فتنوں کے سوا کچھ جوش نہیں
وہ لوٹ کے بھاگا جاتا ہے یہ آگ لگائے جاتے ہے

بہار بے بقا پہ ناز کیسا اور خوشی کیسی
بجا ہے حیرت نرگس کہ گل کی یہ ہنسی کیسی

خلاف بیخودی کیوں ہے یہ وعظ حضرت واعظ
خودی ہی کو نہیں سمجھا میں اب تک بیخودی کیسی
نہ پوچھا قیس نے لیلیٰ نے کچھ مجھ کو بھی پوچھا تھا
جو آیا واں سے بس اتنا ہی پوچھا اس سے تھی کیسی
خدا کے ساتھ ہونے کا یقین مشکل سے آتا ہے
وگرنہ جب خدا ہی ساتھ ہو پھر بے کسی کیسی

جب خوب کیا کا کوئی موقع نہ نکالا

پھر کیا جو ہوئی دھوم فقط خوب کہی کی

☆ ☆

قرآن پڑھ کے میری تو قائم ہوئی یہ رائے
صرف دعا رہو نہ آہا ہا نہ ہائے ہائے
گردن کشی کریں گے عرب میں اب اونٹ بھی
اب تک تو ہند ہی میں بھڑکتی تھی مجھ سے گائے

☆ ☆

اے فلک انگلش و جرمن ہو مبارک تجھ کو
ہم کو تو اردو و ہندی میں بسر کرنا ہے

☆ ☆

مذہب دبا ہوا نہ ہو فکر معاش سے
اندازہ ترقی ملت اسی میں ہے

☆ ☆

جو حرا کے جاننے والے تھے صوفی ہوگئے
داستان بدر والے شیعہ سنی ہوگئے

☆ ☆

شیران شرق کا انھیں منظور ہے شکار
پھنسے بندھے ہوئے ہیں ترقی کا شوق کے

☆ ☆

مسٹر نقلی کو عقبیٰ میں سزا کیسی ملی
شرح اس کی نامناسب ہے ملی جیسی ملی

اس نے بھی لیکن ادب سے کر دیا یہ التماس
چارہ کیا تھا اے خدا تعلیم ہی ایسی ملی

قطعات

☆

ابتداء عالم ہستی میں میں بیہوش تھا
ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے
بعد ازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

☆

اک تجربے گراں ہے حوادث کا سلسلہ
اُلجھا جو ذہن اس میں وہ دیوانہ ہوگیا
اُٹھے مورخین زمانے میں گُم ہوئے
افسانہ گو جو تھا وہ خود افسانہ ہوگیا

☆

فنا کے سامنے ہم کیا ہماری ہستی کیا
برائے نام مگر اک نشان پا ہی لیا
ہوا جو ہم نفس قطرہ بن گئی دم بھر
حباب نے بھی خودی کا مزا اٹھا ہی لیا

☆

ہوئی تدبیر کفر آمیز سے بدتر مری حالت

بجا ہے مجھ کو اس تاریک باطن کا گلا کرنا
پریشانی کو افعی کر دیا زلفوں کو سُلجھا کر
بلا کو سخت تر کرنا ہے اصلا بلا کرنا

☆ ☆

شوق اگر یہ ہے کہ ہوتی رہے صحبت پیدا
بے تکلف نہ کیا کیجئے رغبت پیدا
گھر میں احساس ضرورت ہو تو بازار کو جا
کر نہ بازار میں تو جا کے ضرورت پیدا

☆ ☆

پیٹ سے دل نے کہا درجہ ہمارا ہے بڑا
ساغر جمشید ہم ہیں تو ہے بنئے کا گھڑا
پیٹ بولا اصطلاحیں تری سب منسوخ ہیں
ہم ہیں اب غربی گدام اور تو ہے شرقی جھوپڑا

☆ ☆

تمکین اک نشان ہے عصمت کی آن کا
پردا بس اک ظہور ہے عورت کی شان کا
پردا تو ان کا حق ہے نہیں ان پہ جبر کچھ
آیا ہے ان پہ وقت یہ سخت امتحان کا
شوخی مغربی کے خریدار ہیں بہت
گاہک مگر خدا ہے حیا کی دکان کا

☆ ☆

یہ کہتے نہیں ہم کہ گردوں نے ہم کو
مسلمان ہونے کا شائق نہ رکھا
مگر یہ کہ اوضاع دنیا نے ہم کو
مسلمان رہنے کے لائق نہ رکھا

☆

انتظامی بات یہ ہوتی آئی ہے یو نہیں
اس کا کیا شکوہ کہ ان کو ہم پہ غالب کر دیا
ہاں یہ ہے افسوس ہم سے چھن گیا صبر و قرار
طالبِ حق کو فلک نے ان کا طالب کر دیا

☆

کہا بقراط سے دُنیا میں کیوں آیا تو اے دانا
کہا اس نے کہ میں لایا گیا مجھ کو پڑا آنا
کہا کیوں کر بسر کی عمر بولا ساتھ حیرت کے
کہا کیا جانا بولا کچھ نہیں جانا یہی جانا

مرگ ہاشم

☆

اک زمانہ تھا کہ مجھ کو اپنے دل پر ناز تھا
ہر مصیبت میں وہ میرا مونس و دمساز تھا
بزم ہستی میں کدورت سے رہا کرتا تھا پاک
گو حوادث کے لیے اک فرش پا انداز تھا

میرے ہر اندیشہ مضطر کا تھا وہ غمگسار
ہر نفس میرے لیے وہ گوش بر آواز تھا

انقلاب دہر سے بے اعتنائی تھی اسے
اس میں حیرت آفرینی تھی تو یہ طناز تھا

پیش آیا ناگہاں وہ اک فراق روح سوز
برق بیتابی بنا جو صبر میں ممتاز تھا

اب وہی آرام جاں اک زخم پہلو ہوگیا
کیا یہی وہ دل ہے اکبر مجھ کو جس پر ناز تھا

ہاں وہی دل ہے کہے گا تجھ سے اک دن ناز سے
تیرا صدمہ خوبی انجام کا آغاز تھا

فریاد مجنونانہ

مرگ ہاشم پر

جس میری زندگی تھی مرگیا کیوں مرسکا
چرخ نے یارب ستم مجھ پر کیا کیوں کرسکا

واقعات جانگزا کا کیوں ہوا ایسا وقوع
کیوں نہ میری آہ سے قانون فطرت ڈر سکا

بھلا سائنس کیا سمجھے نزاکت شوق عاشق
کہاں فوٹو سے وہ نکلا جو میرے دل میں ارماں تھا

لیا فوٹو نے زندہ عکس لیکن چشم بے جاں میں
ہماری آنکھ میں گو حس تھا لیکن عکس بیجاں تھا

☆﴾ⅩⅩⅩⅩ﴿☆

کریں کوشش مگر اس وقت میری رائے میں اکبر
مناسب مشورہ ہے صبر و یکسوئی و تقویٰ کا

☆﴾ⅩⅩⅩⅩ﴿☆

صبح کو کہتا ہوں دیکھوں کس طرح کٹتا ہے دن
شام اسے ایسا بھلا دیتی ہے گویا کچھ نہ تھا
عمر یوں ہی کٹ گئی آخر ہوا معلوم یہ
عرصۂ ہستی بجز امروز فردا کچھ نہ تھا

☆﴾ⅩⅩⅩⅩ﴿☆

اکبر کی خرافات سے ناخوش ہوئے ایسے
نامہ ہے نہ پیغام نہ حصہ ہے نہ بخرا
مانا کہ حسینوں کے لیے ناز ہے لازم
لیکن کوئی پوچھے تو کہ پاگل سے بھی نخرا

☆﴾ⅩⅩⅩⅩ﴿☆

کالج میں ہوچکا جب یہ امتحان ہمارا
سیکھا زباں نے کہنا ہندوستان ہمارا
رقبے کو کم سمجھ کر اکبر یہ بول اٹھے
ہندوستان کیسا سارا جہاں ہمارا
لیکن یہ سب غلط ہے کہنا یہی ہے لازم

جو کچھ ہے سب خدا کا وہم و گماں ہمارا

☆ ☆

کل واقعات دہر کہاں ہسٹری میں ہیں
فوٹو ہے صرف سطحۂ پیش نگاہ کا
وہ بھی فقط خیال مصنف بہ قید خود
کیا بن سکے چراغ صداقت کی راہ کا

☆ ☆

اس طرف تو نے ہسٹری رٹ لی
اس طرف جا کے فلسفا پھانکا
لیکن اکبر خیال عقبےٰ سے
نا رو جنت کو بھی کبھی جھانکا

☆ ☆

غرور توڑ کے منطق کو سست کر دے گا
زمانہ آپ ہی اس کو درست کر دے گا
بلا پہ صبر کرو تم خدا خدا میں رہو
خدا ہی صبر کی ہمت کو چست کر دے گا

☆ ☆

صد حیف کہ ماہ رمضان ختم ہوا آج
پھر رات کو عالم ہے وہی بے خبری کا
اٹھتے تھے سحر کھانے کو اور جلتی تھیں شمعیں

افسوس گیا نور چراغ سحری کا

☆ ☆

میری طرف سے سارا جہاں بدگماں ہے اب
آزادی کلام وہ مجھ میں کہاں ہے اب
رکھتی ہیں پھونک پھونک کی باتیں مری قدم
تیغ زباں نہیں ہے عصائے زباں ہے اب

☆ ☆

کتابوں ہی میں رہ جائے گی ساری تین پانچ ان کی
طریقے اس کے لیکن اور ہیں کہنے کی کیا حاجت
بتوں نے سچ کہا اس پشت میں رخصت ہے یہ شیخی
عقیدوں کی دوا کالج تعصب کی دوا حاجت

☆ ☆

طرح مغرب کو دیکھ کر جو کہے
با ہمیں طرح ہابباید ساخت
کہہ دے قرآن سے بھی وہ یہ بات
باہمیں شرح ہا بباید ساخت

☆ ☆

در دیر پر میں نے کی جو ڈنڈوت
بھری تھی مرے دل میں ٹھاکر کی پیت
کیا شور چیلوں نے یہ ہر طرف

مہاراج کی جے گروجی کی جیت

☆ ☆

کرلی ہے خوب میں نے نئی روشنی کی جانچ
مجھ سے بہت نہ کیجئے اب آپ تین پانچ
ان لیڈروں کی شعلہ زبانی سے کیا ہوا
ہانڈی تو سرد رہ گئی مذہب پر آئی آنچ

☆ ☆

میں نے کہا یہ اپنے خیال خضر سے آج
بتلاؤ اس روش سے ترقی کی کیا اُمید
ہر گام پر جو طاعت حق سے الگ پڑا
ہوتے رہو گے مرکز قومی سے تم بعید
ہاں انتشار و جہل کی تکمیل ہوگی جب
ہو جاؤ گے بتان کلیسا کے تم مرید
شاید کہ مدعا بھی تمہارا ہے بس یہی
ہر چند ابھی ہے درس کے پردے میں ناپدید
حیرت مجھ کو دیکھ اس خضر نے پڑھا
حافظ کا ایک یہ شعر جو بمعنی کو تھا مفید
سر ازل کہ عارف سالک بہ کس نہ گفت
درحیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید

☆ ☆

انور سے کہا میں نے کہ خاموش ہو کیوں تم

تقریر نہ تحریر غصہ نہ خوشامد

بابو کے نہ دمساز نہ یاروں کے ہم آواز

ماہی میں نہ ممتاز نہ اشتر میں سرآمد

کہنے لگے کیا آپ کو معلوم نہیں ہے

کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

☆ ☆

اگر ہیں بھی باقی کچھ اب درد مند

تو بس پھینکتے ہیں وہ لفظی کمند

بہ یک لکچر آواز ھرا بلند

بہ یک بزم مقدار چندہ و وچند

کہاں اب وہ دل اور وہ طبع بلند

جنھیں کہہ گئے سعدی ارجمند

بیک نعرہ کوہ ز جابر کنند

بیک نالہ ملکے بہم بزرنند

☆ ☆

اصلی غم و شادی کا نہیں قوم میں اب حس

چشم عقلا سے یہ بصیرت ہوئی مفقود

پابند ہیں اس کے رزولیوشن جو ہوا پاس

ہنسنے پہ بھی تیار ہیں رونے کو بھی موجود

☆ ☆

بہ کشمکش بود و رنگ بے ثباتی

بہار آور و گلہارا خزاں برد

بہ عبرت زندگانی کرو اکبر

براں زاد و براں بود وبراں مرد

☆«ΞΞΞΞ»☆

خزاں سے جنگ کروں یہ نہیں مجھے سودا

ملول میں بھی ہوں لیکن ہے انتظار بہار

نفیس تخم بنا رکھو اپنے عزموں کو

اور اس کے بعد رہو تم امیدوار بہار

☆«ΞΞΞΞ»☆

جینے والوں کی ترنگیں ہیں فقط پیش نظر

مرنے والوں کے مصائب کی بہت کم ہے خبر

یہی باعث ہے کہ غفلت میں پھنسی ہے دنیا

لب خنداں کی ہے کثرت عوض دیدہ تر

☆«ΞΞΞΞ»☆

میں کیا کروں گا عزیز و یہ پارٹی لے کر

مزا تو جب ہے کہ آئے وہ پارٹی لے کر

خموش ہوگیا بت کی طرح میں کونسل میں

برہمن اٹھے جو اپنی مجارٹی لے کر

☆«ΞΞΞΞ»☆

ملا نے دیں گے مذاہب کبھی نہ ایسے سُر

کہ ہر طرف یہ سُنو یا اخی بیا و نجور

مخالفت سے نہ باز آئے گی دنی دنیا
فقط یہ زور سے دیتی ہے یاد رکھ یہ گرُ

انھیں کی بھینس ہے بھائی کہ جن کی لاٹھی ہے
انھیں کا گاؤں ہے اکبر جو بن سکیں ٹھاکر

نجات کے لیے کافی ہے سینہ صافی
پیادہ پائی یہ خوش راہ الی الاہل انظر

مگر زمانے کی رونق ہے طفل طبعوں سے
اندھیری رات ہے اور پھل جھڑی کی ہے پھُر پھُر

اگرچہ نام خدا و رسول لیتے ہیں
دراصل جزو شکم ہے یہ مذہبی عنصر

☆ ☆

طبع کا شغل ہو جو پولیٹکل
تو نہیں ختم وہ فسانہ ہنوز

فتنہ انگیز اختلاف میں ہے
اس کے خرمن کا دانہ دانہ ہنوز

وہی اب تک ہے طاقتوں میں نفاق
وہی انداز حاسدانہ ہنوز

وہی سامان خانہ جنگی کے
وہی طرز معاندانہ ہنوز

ہے کھلا حرص جنگ دنیا میں
نارو آہن کا کارخانہ ہنوز

All rights reserved ©2002-2006

خود فراموش و خود فروش وہی
وہی سودائے تاجرانہ ہنوز

وہی لیسنس کی طلب گاری
وہی انکار کا بہانہ ہنوز

ہاں جو عرفان کھول دے در دل
ہے نظر میں وہی زمانہ ہنوز

وہی شوق اور وہی اثر موجود
وہی تیرا ور وہی نشانہ ہنوز

دل حق ہیں کو سلطنت کا سرور
وہی تمکین عابدانہ ہنوز

چشم مشتاق کا عروج وہی
اور وہی جوش عارفانہ ہنوز

رہی عہد الست پیش نظر
مستی بادہ شبانہ ہنوز

ہست مجلس براں قرار کہ بود
ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

☆ ☆

کچھ دل ایسے ہیں کہ ہے جن میں مضامین کا جوش
کچھ زبانیں ہیں دکھاتی ہیں جو تحسین کا جوش
ذوق طاعت کا مگر دل میں نہیں ہے پیدا
نہ زبانوں پہ دعائیں ہیں نہ آمین کا جوش

☆ ☆

لغزشیں مد ظرافت میں جو کچھ آئیں نظر
دوستوں سے التجا یہ ہے کریں اس کو معاف
سرد موسم تھا ہوائیں چل رہی تھیں برف بار
شاہد معنی نے اوڑھا ہے ظرافت کا لحاف

☆ ☆

نیت ہو اگرچہ خیر و ایماں کی طرف
آنکھیں نہ اٹھاؤ بزم عصیاں کی طرف
مانا کہ پڑھو گے واں پہنچ کر لاحول
جانا ہی ضرور کیا ہے شیطان کی طرف

☆ ☆

بے گزٹ ہو کے جو رہیے تو محلے میں حقیر
باگزٹ ہو کے جو چلئے تو فرشتوں میں خفیف
کیسے چکر میں بزرگوں کو پھنسا رکھا ہے
حضرت پیر فلک بھی ہیں عجب ذات شریف

☆ ☆

قرآن رہے پیش نظریہ ہے شریعت
اللہ رہے پیش نظریہ ہے تصوف
مقصود تو واحد ہے اگر غور سے دیکھو

عامل نہ رہے اس کے اسی کا ہے تاسف

☆◈⌛⌛⌛⌛◈☆

اکبر نے میں نے پوچھا اے واعظ طریقت
دنیائے دوں سے رکھوں میں کس قدر تعلق
اس نے دیا بلاغت سے یہ جواب مجھ کو
انگریز کو ہے نیٹو سے جس قدر تعلق

☆◈⌛⌛⌛⌛◈☆

ترقی خواہ ہے تو صحن مسجد چھوڑ اے اکبر
کہا اس نے ترقی ہے تو خود پہنچے گی مسجد تک
نود نہ نام ادھر ننانونے کا پھیر ادھر یعنی
انھیں سو تک پہنچنا ہے مجھے اللہ واحد تک

☆◈⌛⌛⌛⌛◈☆

گو کہ دونوں ہی نظر آتے ہیں نیک
ایک ظاہر ایک میں باطن کی ٹیک
میں نے پوچھا ایک اوراک کے ہوئے
دے جواب اس کا تمہاری طبع نیک
بے تکلف کہہ دیا ملا نے دو
حضرت صوفی یہ بولے پھر بھی ایک

☆◈⌛⌛⌛⌛◈☆

سامان عیش کچھ نہ رہا اڑ رہی ہے خاک

اس غم میں اپنی جان مگر کیوں کروں ہلاک
میں نے جو جل کے کہہ دیا اس سال جون میں
ٹٹی اگر نہیں نہ ہو خس کم جہان پاک

☆ ☆

ہ سے ہندو م سے مسلم یہ دونوں مل کے ہم
سر پہ انگریزی اَ اس سے ہوئی حالت اہم
ہے اَ ہم سے جُدا لیکن محافظ اور معین
اس کے سائے میں رہیں ہ م شامل ہوں بہم
دوست کیونکر ہوں نہ ہوں جب ہم خیال و ہم مذاق
لیکن اس کا یہ اثر کیوں ہو کہ ہوں دشمن بہم
اپنا اپنا وقت ہے موقعہ ہے اور میلان طبع
آپ اپنے شغل میں رہیئے اور اپنی دھن میں ہم

☆ ☆

بندوں کی فہم و زور اک حد ہے وہ بھی ہیچ
کرتا ہے خود وہ اپنی خدائی کا انتظام
ان ممبروں میں کدورت نہ ہو بہم
آپس میں بھی کریں یہ صفائی کا انتظام

☆ ☆

خبر کیا انقلاب دہر کی ان نوجوانوں کو
نئی حالت نئی آنکھیں ان کے ترانے میں
بڑی عمریں ہیں جن کی ان سے سنئے حال دنیا کا

نگاہوں میں زمانے ہیں زبانوں پر فسانے ہیں

☆☆

گوشہ صبر و قناعت ہی میں اب محفوظ ہوں

شہد سے محروم ہوں تو زہر سے محفوظ ہوں

گو حریفوں کی نظر میں رنگ پھیکا ہو مرا

نرگس مستانہ ساقی کا محلوظ ہوں

☆☆

پاس کالج جو ہیں ووٹ طلب کرتے ہیں

پاس مسجد کے جو ہیں طاعت رب کرتے ہیں

عشوہ ہائے عجمی کے وہ ہوئے ہیں کشتہ

یہ رخ سادگی طرز عرب کرتے ہیں

ان کو ہے لمنیڈو[۴۸] وسکی[۴۹] کی ضرورت اور یہ

رفع پانی سے فقط خشکی لب کرتے ہیں

پھیلتے وہ ہیں کہ اغیار سے جوڑیں رشتہ

یہ ہیں سمٹے ہوئے اور حفظ نسب کرتے ہیں

وقت کو دیکھ کے اب آپ ہی انصاف کریں

وہ ستم کرتے ہیں یا آپ غضب کرتے ہیں

☆☆

تعلیم یافتہ ہوں اور نیک بخت بھی ہوں

تم سے رہیں ملائم شیطان پہ سخت بھی ہوں

قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا
پاکیزہ تخم جب ہوں عمدہ درخت بھی ہوں

☆ ☆

چرچ نے پیش کمیشن کہہ دیا اظہار میں
قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں
شوہر افسردہ پڑے ہیں اور مرید آوارہ ہیں
بی بیاں اسکول میں ہیں شیخ جی دربار میں

☆ ☆

ہر خاک کے پتلے کو ابھارا ہے فلک نے
یکتائی کے اظہار میں مست اہل زمیں میں
ہر اک کو یہ دعویٰ ہے کہ ہم بھی ہیں کوئی چیز
اور ہم کو ہے یہ ناز کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں

☆ ☆

مرے عمل سے نہ شیخ خوش ہیں نہ بھائی خوش ہیں نہ باپ خوش ہیں
مگر میں سمجھا ہوں اس کو اچھا دلیل یہ ہے کہ آپ خوش ہیں
جو دیکھا سائنس کا یہ چکر دھرم پکارا کہ اے برادر
ہمارے دورے میں پن مگن تھے تمہارے دورے میں پاپ خوش ہیں

☆ ☆

حاکم دل بن گئی ہیں یہ تھیٹر والیاں
میں لگاؤں گا گل داغ جگر کی ڈالیاں
ضبط کے جامے کے بخیے ٹوٹتے ہیں دوستوں

ہائے یہ بیلیں کشیدے اور ایسی جالیاں
حور مستقبل پری ماضی مگر یہ حال ہیں
دی و فردا کیا کروں پاؤں جو یہ خوش حالیاں
آسماں سے کیا غرض جب ہے زمیں پر یہ چمک
ماہ و انجم سے ہیں بڑھ کر ان کے بندے بالیاں
فول[۵۰] وہ کہتی ہیں مجھ کو میں انھیں سمجھا ہوں پھول
ہیں گل رنگیں سے بہتر ان گلوں کی گالیاں

☆ ☆

کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ طلسم ہستی
اس کی قدرت کے کرشمے بھی عجب ہوتے ہیں
جان جب خاک میں پڑتی ہے تو ہوتی ہے خوشی
خاک جب خاک میں ملتی ہے تو سب روتے ہیں

☆ ☆

مجھ کو حیرت ہے کہ یہ کس گرو کی چیلیاں
حشر برپا کر رہی ہیں مغرب البیلیاں
لطف آزادی کی دل میں بڑھ گئی ہے چاشنی
اب تو شیشے میں اترنے کی نہیں یہ جیلیاں
اپنے ہاتھوں اپنے سانچے کی کریں گی بندوبست
یہ نہیں وہ گڑ کہ تم ان کی بناؤ بھیلیاں[۵۱]

☆ ☆

کچھ غرض اور ہے احباب نہ اس شک میں رہیں
بس یہ ہے شوق کو پبلک کی جھکا جھک میں رہیں
نہیں منظور نمازوں میں گذاریں راتیں
ہاں کمیٹی ہو تو الجھے ہوئے بک بک میں رہیں
نغمۂ مرغِ سحر سے نہیں انجن کو غرض
پیٹ انگاروں سے بھر دیجیے بھک بھک میں رہیں

☆ ☆

پایا جب کمپ کے چکر میں انھیں سب کا شریک
رشک جاتا رہا اس پہ کہ بڑے عالم ہیں
صبر و آزادی و طاعت کے مزے لو اکبر
ان کی راہوں پہ انھیں چھوڑ دو جو حاکم ہیں

☆ ☆

ہم کو نئی روش کے حلقے جکڑ رہے ہیں
باتیں تو بن رہی ہیں اور گھر بگڑ رہے ہیں
ذاتی ترقیاں ہیں قومی ہے یا تنزل
گرہیں یہ کھل رہی ہیں یا پیچ پڑ رہے ہیں
ٹانکے وہ لگ رہے ہیں جو کروٹوں میں ٹوٹیں
بخیے جو فطرتی تھے وہ اب اُدھڑ رہے ہیں
سطحِ زمیں سے پوچھو کیا مل رہا ہے اس کو
نظروں میں پھل جھڑی سے گو پھول جھڑ رہے ہیں

لیکن امید کیا ہو جب دل اُجڑ رہے ہیں
یہ زیور معانی کس کی کریں گے زینت
لفظوں کے یہ نگینے کیوں آپ جڑ رہے ہیں

☆ ☆

ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسماں نکلیں
میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے بی بیاں نکلیں
مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں ان کو
دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

☆ ☆

سکھاتے ہیں جو اغیار اب اسی کے دل سے شیدا ہیں
نہ جانا یہ کہ ہم کیا ہیں یہی سمجھے کہ وہ کیا ہیں
خرابی بے اصولی تفرقہ اس کا نتیجہ ہے
تماشائی ہیں وہ ان کے لیے ہم اک تماشا ہی
ہماری حالت کو کچھ نہ پوچھو ....[۵۲]

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
پچھاڑیں کھاتے ہیں لوٹتے ہیں پکڑتے ہیں شیخ جی کا دامن
مگر مشینیں جو چل رہی ہیں انھیں میں الجھے گھسٹ رہے ہیں

☆ ☆

وہ فقط وضع کے کشتہ ہیں نہیں قیہ کچھ اور
بھینس کو گون[۵۳] پہنا دیجے عاشق ہو جائیں

☆

طعنے سنتے ہیں مگر شعر کہے جاتے ہیں
داد کے شوق مین بیداد سہے جاتے ہیں
رووليوشن ہی کے تختے کا سہارا ہے فقط
بحر تدبیر ترقی میں بہے جاتے ہیں
ملک الموت نے نوٹس نہ دیا تھا افسوس
اس کمیٹی کے بہت کام رہے جاتے ہیں
آپ فرماتے ہیں ہو مہر ترقی کی تو آ
موجیں کہتی ہیں کہ یہ خود ہی بہے جاتے ہیں

☆

گرجا میں لاٹ صاحب مسجد میں شیخ صاحب
بدھو فلاسوفی کے کمرے میں سڑ رہے ہیں
خاک اڑ رہی ہے گھر میں ڈیوڑھی میں غل مچا ہے
مذہب کے ہیں مخالف بھائی سے لڑ رہے ہیں

☆

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں
ذی علم و متقی ہوں جو ہوں ان کے منتظم
استاد اچھے ہوں مگر استاد جی نہ ہوں

☆

یہ لیڈر خود ہی مضطر ہیں مگر عشوے دکھاتے ہیں

جو شخص زندگی ہے اس کو یہ قومی بتاتے ہیں
بجز الفاظ کے حاوی نہیں کلی پہ کام ان کے
یہ خود جزئی ہیں لیکن گیت کلی کا سناتے ہیں

☆ ☆

اللہ نے کہا تم زیر امتحاں ہو
ہم جانتے ہیں بس ہم دنیا کے ممتحن ہیں
خود نفس کے ہیں تابع تقویٰ سے بے تعلق
اوروں پہ نکتہ چینی میں غرق رات دن میں

☆ ☆

خانہ جنگی میں حضرت مرد ہیں
عیب جوئی کے ہنر میں فرد ہیں
اپنوں ہی کے واسطے ہیں شعلہ خو
سامنے غیروں کے بالکل سرد ہیں

☆ ☆

ادھر جوانوں کو ہے یہ سودا کہ سیر بازار انھیں کرائیں
ادھر خواتین خلوت آرا ہنوز مست اپنی نوج میں ہیں
مگر یہ قید حرم کہاں تک حجاب کے دن نقاب کب تک
کہ گبرو ترسا کی لیڈیاں بھی شریک واعظ کی فوج میں ہیں

☆ ☆

سوئے مسجد اس نئی تہذیب کی راہ اب کہاں
تھینک یو میں صرف میں الحمد اللہ اب کہاں

ہم غریبوں ہی کو لازم ہے توجہ اس طرف
التفات صاحبان شوکت و جاہ اب کہاں
بزم آزر میں مراقب میں جو تھے درویش دوست
شوق ہے دربار کا وہ ذوق درگاہ اب کہاں

☆☆

مرے نزدیک تو بے اصل یہ اشکال ظاہر ہیں
جو اچھے ہیں وہ مومن میں برے جو ہیں وہ کافر ہیں
وہی ہیں پاک طینت لو لگی ہے جن کی خالق ہے
نہیں ہے شرک کی جن میں نجاست بس وہ طاہر ہیں

☆☆

اللہ کو جگہ دے تو اپنے دل میں اکبر
اللہ خود ہی دے گا تجھکو جگہ دلوں میں
اللہ ہی کو سمجھو مقصود علم و دانش
اللہ ہی کو چاہو ہستی کی منزلوں میں
خوف ورجا سے دیکھو ہر دم اسی کی جانب
فطرت کے منظروں میں طاعت کے سلسلوں میں
کرتے ہو ساتھ ادب کے جب ذکر تم خدا کا
ہوتے ہیں خوش ملائک بھی اپنی محفلوں میں
جو دین کے ہیں عالم راہ خدا کے ہادی
تم سمجھو خود کو ناقص بس وہ ہیں کاملوں میں
مسلم شریک ملت ہو بھی جو لغزشوں میں

کم وقت اپنا کاٹو طعنوں میں اور گلوں میں
شامل تمھاری صف میں طاقت ہے وہ تمھاری
کافی ہے یہ نہیں ہے وہ حق کے مبطلوں میں
رحماء بینھم پر رکھو نظر ہمیشہ
ہر چند یہ طریقہ ہے سخت مشکلوں میں
ہنگامہ جو ہے شوق اعزاز و فکر روزی
کوشش کرو مگر تم شامل ہو عاقلوں میں
اک بات ہم نے کہہ دی ورنہ یہ وقت وہ ہے
تم بھی ہو زخمیوں میں ہم بھی ہیں بسملوں میں

☆ ☆

اک طرف تمکین ہے اور بیقراری اک طرف
انتظام طبع انساں ہے خدا کے ہاتھ میں
ہے وہی دیوار میں مٹی بگولے میں جو ہے
نیو کے پنجے میں وہ ہے یہ ہوا کے ہاتھ میں

☆ ☆

بیجا ہوا اعتراض تو اس پر بھی ہیں خموش
گو دل ہی دل میں غصے سے بھنتے بھی خوب ہیں
کہتے ہیں خوب حضرت اکبر شک اس میں کیا
لیکن میں دیکھتا ہوں کہ سنتے بھی خوب ہیں

☆ ☆

آدم چھٹے بہشت سے گیہوں کے واسطے

مسجد سے ہم نکل گئے بسکٹ کی چاٹ میں
صاحب سلامت اب بھی مری شیخ جی سے ہے
لیکن چھٹے چھماہے وہی راہ ہاٹ میں

خانقاہوں کے کھلیں در کس طرح
ہیں کواڑ اب تنگ اپنی چول میں
حکم گردوں ہے کہ حلقے چھوڑ دو
یا پوس میں جاؤ یا اسکول میں

گردوں نے ہم کو اس کا لقمہ بنا دیا ہے
تہذیب مغربی کے معدے میں ہم پڑے ہیں
شخصیتیں جو اکثر تم دیکھتے ہو باقی
کیلوس ہو رہا ہے لقمے بڑے بڑے ہیں
اللہ نے جو چاہا ہم ہضم نہ ہوں گے
توحید اور قناعت کے پاسباں کھڑے ہیں
البتہ ان کی نسبت کچھ رائے میں نہ دوں گا
جو اس سے خون ملنے کی آس پر اڑے ہیں

مناسب ہے نئی تعلیم نسواں
یہی راہ آپ اب لے ردوکدلیں
سمجھ لیں لاکھ باتوں کی یہ اک بات
میاں بدلے تو بی بی کیوں نہ بدلیں

☆ ☆

کفر پر غصہ نہیں فطرت پہ کچھ حیرت نہیں
خانہ جنگی کے سوا بس اور کچھ رغبت نہیں
قوت انشاء کو آخر صرف کرنا ہے ضرور
کیا کریں زور قلم ہے اور کچھ طاقت نہیں

☆ ☆

سنیں تو آپ قناعت کے غل مچانے کو
وہ کہہ رہی ہے نہ چھوڑو غریب خانے کو
تمہاری حرص بدل کر تمہیں کرے گی ہلاک
ہمارا صبر بدل دے گا اس زمانے کو

☆ ☆

دنیا کو نہ کاغذ خبر میں دیکھو
اپنے فردا میں اپنے گھر میں دیکھو
الفاظ کی شوکت و نزاکت پہ نہ جاؤ
قائل کو قول کے اثر میں دیکھو

☆ ☆

اپنی محنت کو اپنا آنر سمجھو
اپنے پاؤں کو اپنا موٹر سمجھو
صحت اچھی تو ہر جگہ ہے آرام
اپنے ہی بدن کو اپنا تم گھر سمجھو
اے بی بیو شرم ہی کو تم سمجھو حسن

اور اپنے ہنر کو اپنا زیور سمجھو
بی بی میں جو طرز مغربی ہو تو کہو
احسان ہے یہ جو مجھ کو شوہر سمجھو
دست اندازی پولس کی ہو جس میں روا
ہرگز نہ اسے کلام اکبر سمجھو

☆☆

کون کہتا ہے کہ تعلیم زناں خوب نہیں
ایک ہی بات فقط کہنا ہے یاں حکمت کو
دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم
قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

☆☆

سب سعی میں مصروف ہیں حاصل کی نہ پوچھو
مغرب کے خضر ساتھ ہیں منزل کی نہ پوچھو
ہے بحر مباحث میں رواں کشتی امید
لہروں کی لچک دیکھ لو ساحل کی نہ پوچھو

☆☆

منزل گور تک پہنچنا ہے
خواہ چھکڑا ہو خواہ موٹر ہو

☆☆

زمیں سے فیض نامحدود کا کیونکر تحمل ہو
ترقی دینوی یہ ہے کہ اوروں کو تنزل ہو

یہی بنیاد ہے دنیا میں جور و ظلم و غفلت کی
تو اس سے محترز رہنے میں کیوں تجھکو تامل ہو
طلب دنیا کی کر اتنی کہ طاعت ہو سکے رب کی
مصیبت ہے یہ شرط اس میں کہ شوکت ہو تجمل ہو
حکومت کی طلب کا بھی یہی مقصود ہے اصلی
کہ روحانی طریقوں سے خلائق کو توسل ہو
ترقی ہے جو روحانی وہی ممدوح ہے اکبر
کہ ہو ہر جزو کو آسودگی اور شرکت کل ہو

☆ ☆

وزن نامحدود میزان نظر میں خوب ہے
نام کی خاطر تر شکہ تولہ ماشا کیوں بنو
دین حق ہے آنکھ زینت ہے تماشائے جہاں
تم تماشائی رہو اکبر تماشا کیوں بنو

☆ ☆

خواہ صاحب کو تم سلام کرو
خواہ مندر میں رام
بھائی جی کا فقط یہ مطلب ہے
جس میں روپیہ ملے وہ کام کرو

☆ ☆

پڑھ دیا اکبر مغموم نے یہ شعر بلیغ
جب کہا اس سے کہ اس بزم میں کچھ تم بھی کہو

چین کے ساتھ ہم اس وقت بھی رہ سکتے ہیں
شرط یہ کہ فقط پیٹ ہو اور آنکھ نہ ہو

☆◈⧗⧗⧗⧗◈☆

اک دل لگی ہے وقت گذرنے کے واسطے
دیکھو تو ممبروں کے ذرا ایر پھیر کو
ایسی کمیٹیوں سے ہے پھل کا امیدوار
اکبر درخت سمجھا ہے پتوں کے ڈھیر کو

☆◈⧗⧗⧗⧗◈☆

مذہب کی لیپ پوت سے دیتی نہیں ہے عقل
بس عشق ہی مٹاتا ہے اس کی کرید کو
دین خدا کے نور کا جلوہ نصیب ہو
دل کی نگاہ پائے جو وحدت کے بھید کو

☆◈⧗⧗⧗⧗◈☆

رنگ زمانہ طرز طبائع کا بھی ہے پاس
تقویٰ کا گو خیال بہت ہے جناب کو
مرعوب ہوگئے ہیں ولایت سے شیخ جی
اب صرف منع کرتے ہیں دیسی شراب کو

☆◈⧗⧗⧗⧗◈☆

اس کو سنتا ہوں اس پہ جھکتا ہوں
کوئی دعویٰ ہو یا کوئی درگاہ
ایک اور اک دو مگر زبان پہ ہے

دل میں ہے لا الہ الا اللہ

☆ ☆

لباس و اتحاد و دین و غیرت ایک لقمے میں
نئ تہذیب کا یہ پیٹ ہے یا رب کہ مٹکا ہے

☆ ☆

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
لبے اس جا کہ آواز اذاں آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقے پر
مری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

☆ ☆

انسان کا علم کامل سابق مین تھا نہ اب ہے
لیکن نئ طرح کا اک بحر بہہ رہا ہے
مرزا غریب چپ ہیں ان کی کتاب ردی
بدھو اکڑ رہے ہیں صاحب نے یہ کہا ہے

☆ ☆

محو اضافہ وہ بت کھوٹ پرست ہے
کہتا ہے آخرت کا یہی بندوبست ہے
اپنے عیوب پر تو ذرا بھی نظر نہیں
اوروں پہ اعتراض میں ہر وقت مست ہے

☆ ☆

نئ تہذیب کی عورت میں کہاں دین کی قید

بے حجابی جو ہو اس میں تو قباحت کیا ہے
نور اسلام نے سمجھا تھا مناسب پردہ
شمع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے

☆﴿ZZZZ﴾☆

جناب ہی کو مناسب ہے یہ سول لائن
نیاز مند کو تو شہر ہی میں راحت ہے
زمانہ ہے کہ وہ دشمن ہے صاف گوئی کا
زبان ہے کہ نہیں مانتی مصیبت ہے

☆﴿ZZZZ﴾☆

مرغی نے کہا خوب کسی کمپ میں لٹ کے
انڈا وہی اچھا ہے کہ بچا جسے کھٹ کے
دیوار شکستہ نے ترقی کی دعا کی
گردوں کی عنایت سے سڑک بن گئی کٹ کے

☆﴿ZZZZ﴾☆

کیوں اپنے سر پہ زحمت بے سود لیجئے
کونسل کے بدلے گھر میں اچھل کود لیجئے
کھاپی کے گھر میں بیٹھے اور گایئے بھجن
کاشی سے جل پراگ سے امرود لیجئے
ہو وضع اپنے دیس کی مال اپنے دیس کا
بہتر ہے راہ منزل بہبود لیجئے

☆﴿ZZZZ﴾☆

ہوائے کوچہ مشرق کی موجیں یاد ہیں ہم کو
وہی تھی منزل راحت وہی رفتار اچھی تھی
نئی محفل کو نکٹائی تو گویا طوق گردن ہے
وہی بت خانہ بہتر تھا وہی زنار اچھی تھی

☆✧☆

شوخی یہ لیڈروں کی یہ ملت کی ابتری
تاریک شب میں کشمکش برق و ابر ہے
محفوظ مثل انجم تاباں ہیں وہ بزر
ذوق صلوٰۃ جن کو ہے اور تاب صبر ہے

☆✧☆

ہر چند کہ ہے مس کا لونڈر[۵۴] بھی بہت خوب
بیگم کا مگر عطر حنا اور ہی کچھ ہے
سائے کی بھی سن سن ہوس انگیز ہے لیکن
اس شوخ کے گھنگرو کی صدا اور ہی کچھ ہے

☆✧☆

ان عزیزوں کا عمل اکبر محل غور ہے
کہہ رہے کچھ اور ہیں اور ہو رہا کچھ اور ہے
آفشل[۵۵] حالت پہ ہے ان کا مدار زندگی
مذہبی ترکیب باقی ہے نہ سوشل[۵۶] طور ہے

قیمت کوثر سے بڑھکے دیتے ہیں ٹھرے کے دام

بے حسی کا میکدہ ہے غفلتوں کا دور ہے

☆ ☆

دل اس کے ساتھ ہے کہ خدا جس کے ساتھ ہے
لیکن خبر نہیں کہ خدا کس کے ساتھ ہیں
البتہ پیش چشم ہے قانون عافیت
جو نیک اور شریف ہے وہ اس کے ساتھ ہے

☆ ☆

مل کا آٹا ہے نل کا پانی ہے
آب و دانے کی حکمرانی ہے
اک ادا سے کہا مسوں نے کم آن[57]
تیر کی مجھ میں اب روانی ہے

☆ ☆

مشرق میں ولادت پر راضی نہ تھے یہ بندے
چارا ہی مگر کیا تھا فطرت جو یہاں جن دے
جب چاند کی چالاکی گھٹ بڑھ میں نظر آئی
تقدیر کے چمکایا سورج نے دیے چندے
جو جس کے مناسب تھا گردوں نے کیا پیدا
یاروں کے لیے عہد چڑیوں کے لیے پھندے
خم ہو کے ہلال آیا گردوں نے کہا حضرت
ہو جائیے گا فربہ چکر تو لگیں چندے

☆ ☆

میزان نظر میں اپنی قوت تولے
خالی الفاظ کی دکان کیوں کھولے
اللہ کو مان لے دلیلیں کیسی
اکبر سے کہو کہ خود تو ثابت ہولے

☆ ☆

حکومت اس کی اسی کی مرضی اسی کے سبب کام اور دھندے
کہاں کے انگلش کہاں کے نیٹو خدا کی دنیا خدا کے بندے

☆ ☆

عجیب معنی نازک ہیں اس مقولے میں
نظر وسیع جو ہو بندگی میں شاہی ہے
خدا کے ساتھ نہیں ہو تو کچھ نہیں ہو تم
خدا کے ساتھ اگر ہو تو پھر خدا ہی ہے

☆ ☆

واقف ہوں ان بتوں کے مکر و فریب سے میں
سب ہیں یہ دل کے پتھر اور آنکھ کے رسیلے

☆ ☆

یہ سڑک کس سمت میں آخر نکالی جائے گی
آنے والی نسل کس سانچے میں ڈھالی جائے گی
نفس کی جو ہیں ترنگیں ان میں ہے گو ایک جوش
تا کجا لیکن یہ موج خرش مقالی جائے گی

جھاڑ کر دامن الگ ہو جائیں خاصان طریق
ورنہ یہ توفیق بھی دل سے اٹھا لی جائے گی

خود پرستوں کو مبارک ہ یہ ایوان رفیع
دل شکستوں میں کوئی مسجد بنالی جائے گی

ان ستونوں سے نہ سنبھلے گی تری سقف حرم
خطہ تر سایہ گر بنیاد ڈالی جائے گی

☆ ☆

میری نسبت جو ہوا ارشاد وہ میں نے سنا
یہ تو کہیے اپنی نسبت آپ کی کیا رائے ہے

☆ ☆

اے شوق وضع مغربی درما فنگدی ابتری
ہر چند مشقت می کنم لیکن توزاں بالاتری

شنجم شہید جلوہ ہا افتادہ درکمپ شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے شہیداں بنگری

سحر نگاہت ناز من مرکوز طبعت راز من
ہر نغمہ ات برساز من حقا عجائب دلبری

تو سینہ گشتی دل شدم ٹیچر[۵۹] شدی پیوپل[۶۰] شدم
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ہر چند باتو بستہ ام از طعن اکبر خستہ ام
للہ لطفے خاص کن پیدا بجق نیچری

آن را کہ تاجر دیدۂ تازی از و بشنیدۂ
شد نوکری فن پدر اردو زبان مادری
اے بانوے خلوت نشیں تا کے بہ قیدن وایں
از پردہ بیروں آوبیں ناز زنان لشکری

☆ ☆

اعزاز بڑھ گیا ہے آرام گھٹ گیا ہے
خدمت میں ہے وہ لیزی[۶۱] اور ناچنے کو ریڈی[۶۲]
تعلیم کی خرابی سے ہوگئی بالآخر
شوہر پرست بی بی پبلک پسند لیڈی

☆ ☆

آپ اکبر لاکھ مشق خوش کلامی کیجئے
کتنا ہی اظہار اعزاز دوامی کیجئے
دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس شوخ کو
یا کھسکئے سامنے سے یا غلامی کیجئے

☆ ☆

کہاں ہم میں جماعت اور طاعت
شکستہ ہوگئے سابق کے رشتے
نہیں ہے کچھ شکایت لیڈروں کی
کہ جیسی روح ہے ویسے فرشتے

☆ ☆

کل برگد تھا جن کا براتی
ان کی قبر پہ پھول نہ پاتی
عبرت ہے یہ دوہا گاتی
ستر پوت بہتر ناتی

ہندو کے اتفاق کو گنگا ہی گائے ہے
مرزا کے اتفاق کو مجلس کی ہائے ہے
البتہ شیخ جی کا کوئی مرکز اب نہیں
ہر پیر ہر جواں کی جداگانہ رائے ہے

☆ ☆

لات و عزیٰ سے چھٹے تو زید و خالد میں پھنسے
فائدہ کیا خلق کو پہنچا درِ اسلام سے
انتظام دہر کہتا ہے کہ یہ اک بھید ہے
کام رکھ تو اپنے دل میں بس خدا کے نام سے

☆ ☆

تصویر اصل سے نہیں رکھتی مطابقت
تصویر ادھر کھنچی اور ادھر تم بدل گئے
تصویر بیں کی فانی و ماضی پہ ہے نگاہ
ذرات جسم حال کے سانچے میں ڈھل گئے

☆ ☆

جو پوچھا مجھ سے دور چرخ نے کیا تو مسلمان ہے
میں گھبرایا کہ اس دریافت میں کیا رمز پنہاں ہے

کروں اقرار تو شاید یہ بے مہری کرے مجھ سے
اگر انکار کرتا ہوں تو خوف قہر یزداں ہے
بالآخر کہہ دیا میں نے گو مسلم تو ہے بندہ
ولیکن مولوی ہرگز نہیں ہے خانساماں ہے

☆

سکہ بٹھا رہا تھا قرآن جب عرب پر
اس وقت پڑ رہی تھی بنیاد سلطنت کی
اس وقت میں ہو موزوں کیا مذہبی ترانہ
جب پاؤں شیخ کا ہے اور لے ہی ان کی گت کی

☆

میرے فراغ دل پہ تعجب نہ کیجئے
پھیلے نہ پاؤں ہیں نہ ذرا اپنا ہاتھ ہے
کیا آپ نے ہنوز کسی سے سنا نہیں
جس نے کیا ہے صبر خدا اس کے ساتھ ہے

☆

وجد میں لائے گا یہ مضمون اہل ذوق کو
دھوم تھی روز ازل اُس سیّد ذیجاہ کی
جب رکے آثار فطرت کہہ کے حرف لا اِلٰہ
نورِ احمد ﷺ سے اُٹھی آواز اِلّا اللہ کی

☆

عشاق کو بھی مال تجارت سمجھ لیا

اس قہر کو ملاحظہ لِللہ کیجئے
بھرتے ہیں میری آہ کو فونو گراف میں
کہتے ہیں فیس لیجئے اور آہ کیجئے

☆⟪⧖⧖⧖⧖⟫☆

ہستی ہے خوب اکبر ناخوب یہ خودی ہے
دونوں میں فرق کرنا عرفاں بس یہی ہے
نفی خود میں لیکن ہستی کا حس ہو جس کو
کتنی قوی بہ ظاہر یہ بحث فلسفی ہے
کیونکر جہان صورت اس مسئلے کو سمجھے
یہ عالم معانی بالائے زندگی ہے
ہوش و حواس گم ہیں لیکن زبان عارف
توحید کا مزا ان لفظوں میں لے رہی ہے

☆⟪⧖⧖⧖⧖⟫☆

یہی بحثیں رہی سب میں وہ کیسے ہیں وہ کیسے تھے
یہی سنتے ہوئے گذری وہ ایسے ہیز وہ ایسے تھے
عمل اوروں ہی کے دیکھا کئے یہ نیک یہ بد ہیں
ترقی خود نہ کی کچھ رہ گئے ویسے کہ جیسے تھے

☆⟪⧖⧖⧖⧖⟫☆

پاس انفاس ہو اگر ملحوظ
ہر نفس راہ کامرانی ہے

سانس لینے کا ورنہ کیا حاصل
صرف اک شغل زندگانی ہے

☆﴾⌛⌛⌛⌛﴿☆

عاشقی ان کی نہیں ہے عقل سے بالکل جدا
اہل دل وہ بھی ہیں لیکن دل بدن کے ساتھ ہے
وہ نہیں ہیں میرے چاک جیب و داماں میں شریک
ہے جنوں ان کو بھی لیکن پیرہن کے ساتھ ہے
آہوئے عنائے دشت ہو کے وہ قائل نہیں
آنکھ ان کی آہوئے دشت ختن کے ساتھ ہے
مجھ کو الجھانے کو کافی ہوگئی سنبل کی شان
جوش سودا ان کا زلف پر شکن کے ساتھ ہے
یہ نہیں تو کچھ نہیں باتیں ہی باتیں ہیں فقط
ہر زباں اپنے جدا طرز سخن کے ساتھ ہے

☆﴾⌛⌛⌛⌛﴿☆

جس نے یہ بات کس اور طرح جانی ہے
اس کے نزدیک یہ بے مثل ہے لاثانی ہے
جس نے اشعار ہی میں رنگ تصوف دیکھا
وہ بھی کہہ دے گا یہ اک رندی روحانی ہے

☆﴾⌛⌛⌛⌛﴿☆

بس اتنی بات ہے سامع ہو مذاق سخن
مجال کیا کہ مرے شعر پر اچھل نہ پڑے

اب اپنے وعظ میں دنیا سے دل کسی کا نہ پھیر
قلی گدام کی بھرتی میں تاخلل نہ پڑے

☆ ☆

خوب اک ناصح مشفق نے یہ ارشاد کیا
بزم میں اس نے تعلّی جو کل اکبر کی سنی
نہ تری فوج نہ شاگرد نہ پیرو نہ مرید
نہ تو ارجن ہے نہ سقراط زمن ہے نہ منی
کس نگیں پر ہیں ترے نقش کے آثار عیاں
نوٹ بک تیری شکستہ تری پنسل ہے گھنی
فکر سے ذکر سے عبرت سے تجھے کام نہیں
واہ وا کے لیے لفظوں کی دکاں تو نے چنی
طبع میں تیری وہی خامی حرص دنیا
آتش خوف خدا سے نہ جلی ہے نہ بھنی
خود پرستی ہے بہت خلق کی خدمت کم ہے
دل دہی کم ہے تو ہے دل شکنی چار گنی
تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بہ گزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

☆ ☆

کتنا ہی ذوق سخن ساز سخن ٹھیک کرے
کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے
میں تو کہتا ہوں یہی اور کہوں گا بھی یہی

بات وہ خوب کہ جو اللہ سے نزدیک کرے

☆ ☆

کتنا ہی ذوق سخن ساز ٹھیک کرے
کتنی ہی کوئی کسی امر کی تحریک کرے
میں تو کہتا ہوں یہی اور کہوں گا بھی یہی
بات وہ خوب کہ جو اللہ سے نزدیک کرے

☆ ☆

کب کہتا ہوں میں شیخ معزز نہ رہیں گے
البتہ یہ ہے خوف کہ مرکز نہ رہیں گے
سچ کہتا تھا معمار کسی وقت میں اکبر
اٹھا دو فٹہ اب یہ مرے گز نہ رہیں گے

☆ ☆

مادہ سب میں یہ ہو اک خیال خام ہے
اک مذاق طبع ہے جس کا تصوف نام ہے
وہ تو ہے معذور جس کے دل میں اس کا ذوق ہو
اس سے خالی جس کا دل ہو اس پہ کیا الزام ہے

☆ ☆

تعلیوں کو طبیعت رجکٹ[٦٣] کرتی ہے
جو دل شکستہ ہیں ان کو سلکٹ[٦٤] کرتی ہے
ملا ہوں خاک میں خود اس سبب سے میری نظر

گر کے قصر بگولے ارکٹ[۶۵] رتی ہے

☆ ☆

محنت کی فکر ادھر ہے ترود ہے کام کا
دل میں ادھر ترنگ بھی ہے خود سری بھی ہے
صنعت بھی محو سعی ہے فطرت بھی مست ناز
باغ جہاں میں بیل بھی ہے تیتری بھی ہے

☆ ☆

کہاں اردو و ہندی مین زر نقد
وہی اچھا ہے جو گنتا منی[۶۶] ہے

مرے نزدیک تو بے سود یہ بحث
میاں ھمدم[۶۷] و چنتا[۶۸] منی ہے

☆ ☆

حامی میں تصوف کا دل و جاں سے ہوں لیکن
ارواح پرستی کو تصوف نہیں کہتے
دنیا کی مجھے فکر ہے غم اس کا نہیں ہے
سن لو کہ ترود کو تاسف نہیں کہتے
پاکیزہ ہوا ڈھونڈتا ہوں سانس کی خاطر
اس شوق صفائی کو تکلف نہیں کہتے

☆ ☆

پارک میں زر دے کے مالی سے گل بے بولیا

مال ضائع کرنے کا تم کو ہے مالیخولیا
شیخ کے دامن کو اکبر نے دیا بوسا جو کل
ہم نے برکت کے لیے اک مس کا سایا چھولیا

☆☆

قوم پر ممبری کا فیر ہوا
کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
شیخ جی مرگئے کمیٹی میں
غل مچا خاتمہ بخیر ہوا

☆☆

اک پیر نے تہذیب سے لڑکے کو ابھارا
اک پیر نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا
پتلون مین وہ تن گیا یہ سائے میں پھیلی
پاجامہ غرض یہ ہے کہ دونوں نے اتارا
کچھ جوڑ تو ان میں کے ہوئے ہال میں رقصاں
باقی جو تھے گھر ان کا تھا افلاس کا مارا
بہرا وہ بنا کمپ میں یہ بن گئیں آیا
بی بی نہ رہیں جب تو میاں پن بھی سدھارا
دونوں جو کبھی ملتے ہیں گاتے ہیں یہ مصرعہ
آغاز سے بدتر ہے سر انجام ہمارا

☆☆

اگرچہ ہے ذوق تمکنت کا لحاظ رکھتا ہوں سلطنت کا

خدا نے قائم کئے ہیں درجے خیال ہے حد منزلت کا
زبان کھولوں تو سوچ لوں گا کہ دل کہاں تک ہے اس کا ساتھی
قدم بڑھاؤں ت دیکھ لوں گا جو منتہائے ہے مری سکت کا
میں کب ہوں نغمات دل سے غافل نہیں ہوں سازوں پہ پھر بھی مائل
برا جو کھنچ جائے گا کوئی سر تو لطف جاتا رہے گا گت کا
وہ قوم کی شرط ہی نہیں ہے زباں کہیں ہے مکاں کہیں ہے
ستون ہی جب نہیں میسر تو کیا دکھاؤں میں ٹھاٹھ چھت کا
سنوارے خود آپ ہی نے پتلے اور ان میں کنجی لگائی غربی
لگے وہ جب ناچنے اچھلنے کسی کو پھینکا کسی کو پٹکا

کیوں نہ اپنے دل کو ہو ان سے ملاپ
لاٹ صاحب ہیں ہمارے مائی باپ
ان کے حق میں بھی دعا کرتے ہیں ہم
مندروں میں جب کبھی کرتے ہیں باپ
ان کی بڑھتی سب مناتے ہیں یہاں
خواہ وہ ہوں خواہ ہم ہوں خواہ آپ
ہر طرف سامان ہیں آرام کے
کھل گئی ہے ہر طرف ہر شے کی شاپ
ہوگئے روشن حدود آسماں
علم چمکا ہوگئی تاروں کی ناپ
ساری دھرتی دب گئی سائنس سے

لگ گئے پائپ گیا دنیا سے پاپ
حضرت وعظ ہیں راضی رقص پر
دیر کیا ہے اب پڑے طبلے پہ تھاپ

☆ ☆

ممبر لیگم صف مسجد مرا درکار نیست
جان بیما ہوچکا ہے حاجت غم خوار نیست
ہمنشیں من اگر شاعر نباشد گو مباش
باگزٹ کا راست مارا منقبت درکار نیست

☆ ☆

عجب بے تمیزی ہے اس دور کی
زمانے کو دیکھ اور شیو شیو پکار
پپیہے سے کہتے ہیں اب پی[۶۹] کو چھوڑ
ضرورت ترقی کی ہے کیو[۷۰] پکار

☆ ☆

اونٹ نے برگد میں کل گردن اٹھائی تھی ذرا
ہوچکی تھی اس کو کمسریٹ میں اک مدت دراز
وہ یہ سمجھا تھا مسلم ہیں ہماری نیکیاں
خوش دلی سے آپ فرمائیں گے اس کو سرفراز
منزل مقصود اس کو سجدہ گاہ خلق تھی
وہ تو تھا اک بارکش اور سالک راہ حجاز

آپ نے ناحق سزا وار سزا سمجھا اسے
آپ اسے گردن کشی سمجھے جو تھا اک پاکناز
یا الٰہی ہم غریبوں کا کہاں ہو اب نباہ
بدگماں اُشتر سے جب ہیں حضرت انجن نواز

☆ ☆

یورپ کو پالسی میں عجلت کی کیا ضرورت
ہے ملتوی قیامت تقسیم ایشیا تک

☆ ☆

یکے ذی علم در اسکول روزے
فتاد از جانب پبلک بدستم
بدو گفتم کہ کفری یا بلائی
کہ پیش اعتقادات تو پستم
بگفتا مسلم مقبول بودم
دلے یک عمر با ملحد نشستم
جمال نیچری درمن اثر کرو
دگر نہ من ہماں شیخم کہ ہستم

☆ ☆

نئے بزرگوں کو میں نے جانچا نیا ہی پایا بس ان کا سانچا
اگرچہ شیریں نفس بہت ہیں مگر سراپا وہ کیک ہی ہیں

☆ ☆

تو تلاوت میں ہے مصروف تو پھر کیا یہ خیال

کیوں ہے تجھ سے بت سرکش کو بتائیں بے حد
کیا نہیں تونے سنا قول بزرگان اے دوست
دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خواند

رباعیات

کیا فرض ہے یہ کہ ہم ڈھٹائی سے رہیں
لازم کیا ہے بلند ادائی سے رہیں
کافی ہے خدا کی یاد اک گوشے میں
روٹی مل جائے اور صفائی سے رہیں

اس بت نے کہا کہ تو ہے بے علم و خرد
کھول آنکھ زمانے کے موافق ہو جا
آخر میں کھلا کہ اس کا مطلب یہ تھا
اللہ کو چھوڑ مجھ پر عاشق ہو جا

آمادہ حریف ہیں ستانے کے لیے
اور دکھ میں شریک ہونے والا نہ رہا
زندہ ہوں تو مجھ پہ ہنسنے والے ہیں بہت
مر جاؤں تو کوئی رونے والا نہ رہا

عالم نے یہاں قبول و رد کو جانا
دیکھا دنیا کو نیک و بد کو جانا
عاقل وہ ہے کہ جس نے ہنگام عمل
اپنی قوت کو اپنی حد کو جانا

☆ ☆

اکبر اس بات میں نہ کر فکر بہت
منطق کے گھر میں کچھ نہیں اس کا علاج
مذہب کے قبول میں زیادہ ہیں دخیل
سوشل اثرات اور افتاد مزاج

☆ ☆

مذموم ہے رمز و طعنہ و اکبر و حسد
رکھو یہ روش کرے جو اللہ مدد
ہم رنگ سے ارتباط باصدق و صفا
بے میل سے احتراز بے کینۂ وکد

☆ ☆

آز کے لیے زباں درازی ہے بری
روٹی نہ ملے تو غل مچانا جائز
اس وقت میں ہے یہی نصیحت اچھی
اس ساز پہ ہے یہی ترا ناجائز

☆ ☆

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved
©2002-2006

سمجھیں نہ حضور تھرڈ[1] والوں کو حقیر

انجن کو وہی ہے جس کی ہم سب کو ہے آس
اسٹیشن گورتک ہے یہ فسٹ[2] و سکنڈ[3]

بعد اس کے موافق عمل ہوگا کلاس[4]

☆《ⅩⅩⅩⅩ》☆

دنیا کی ہوس دھرم کا لیتی ہے جو رنگ
وقت ہوتی ہے جاری ہوتے ہیں تنگ
گنگا جی کا بہاؤ تو یکساں ہے
آفت ہے مگر پراگ والوں کی یہ جنگ

☆《ⅩⅩⅩⅩ》☆

مذہب کا معاشرت سے ہے ربط کمال
دونوں جو ہوں مختلف تو آرام محال
پہلے یہ مسئلہ سمجھ لیں احباب
بعد اس کے رفارم[5] کا کریں دل میں خیال

☆《ⅩⅩⅩⅩ》☆

انداز سلف کو یک قلم بھولی قوم
ہے سالک راہ غیر معمولی قوم
جمعیت دین و دل سے کچھ کام نہیں
قومی اسکول ہے اور اسکولی قوم

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

میں ہوں یا آپ جناب بَرہم ۲۶؎

دنیا کی روش سے سب ہیں درہم برہم
بے تاب ہے زخم ہائے دل سے مشرق
یا رب تری رحمتیں بنیں اب مرہم

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

قرآن و حدیث میں ہے ڈوبا واعظ
چسپاں ہو مگر یہ اس کا مضمون کہا
گھر پہلے بنا کے خانہ داری سکھلا
ملت ہی نہیں ہے جب تو قانون کہاں

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

میں کب کہتا ہوں وہ مسلمان نہیں
سب میں چمکے ہوئے ہیں لاثانی ہیں
میں تو اتنا ہی کر رہا تھا دریافت
قومی ہیں کہ مذہبی کہ روحانی ہیں

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

فطری خوبی ہے مبتلا فالج
بلبل داخل ہے میوزیکل کالج ہیں
داخل میں نوائے سازکی کس کو ہے خبر
رعشہ ہر سر کو ہے مگر خارج میں

☆

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو
لائل سبجکٹ ہے تم برٹش کے رہو

قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر
حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو

☆

ہے ان کی جبیں اور بتوں کی درگاہ
ہیں شرک خفی میں مبتلا شام و پگاہ
کس کو یہ خیال ہے کہ مومن کے لیے
قرآن میں ہے اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰہ

☆

منکر کے خیال میں پریشانی ہے
اس کا منشا فقط ہوس رانی ہے
دنیا فانی ہے وہ بھی ہے اس کا مقر
لیکن نہ سمجھ سکا کہ کیوں فانی ہے

☆

روشن سینے میں شمع ایماں کر دے
دل تیری طرف رہے وہ ساماں کر دے
دنیا سے ہو بے خبر ترے شوق میں روح
یا رب اکبر پہ زیست آساں کردے

☆

اک روز بھی تارکِ تگ و دو نہ ہوئے
فارغ از بحث گندم وجو نہ ہوئے
جمعیت دل کہاں حریصوں کو نصیب
ننانوے ہی رہے کبھی سو نہ ہوئے

☆

ہر اک سے سنا نیا فسانا ہم نے
دیکھا دنیا میں اک زمانہ ہم نے
اول یہ تھا کہ واقفیت پہ تھا ناز
آخر یہ کھلا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

☆

ظاہر تری رحمتِ نہفتہ ہو جائے
بیدار ہمارا بخت خفتہ ہو جائے
کمھلایا ہوا ہے دل ہمارا یا رب
بھیج ایسی ہوا کہ وہ شگفتہ ہو جائے

☆

ہر ساعت رخت بستہ دنیا میں رہے
مغموم و ملول و خستہ دنیا میں رہے
عاشورہ ہے ہر روز پس از قتلِ حسینؓ
مومن اب دل شکستہ دنیا میں رہے

☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

دیکھا قدرت کا کارخانہ ہم نے
علمی طاقت کو پست جانا ہم نے
از بسکہ ضرور تھا کوئی طرز عمل
نبیوں نے جو کچھ کہا وہ مانا ہم نے

☆☆

جب نور یقین نہیں بصیرت کیسی
طاقت ہی نہیں دلوں میں ہمت کیسی
اسلام نئی روش میں کیا ہو یک رخ
مسجد ہی نہیں تو پھر جماعت کیسی

مثنویات

☆☆

دور کوہِ لب ساحل سے جو گذری اک موج
کوہ نے اِس سے کہا تو نے نہ دیکھا مرا اَوج
مجھ سے مل کر تجھے جانا تھا برائے دم چند
بولی سالک کبھی کرتے نہ ساکن کو پسند
ہیں بڑے آپ مگر اپنی جگہ سے ہیں اٹل
اپنی رفتار میں کیا فائدہ ڈالوں میں خلل
ہنس کے اس بحث پہ بولا کسی جانب سے حباب
پوچھیے موج سے ہے بھی اسے رک جانے کی تاب
اپنے بس ہی میں نہیں ہے یہ تعلّی کیسی

اضطراری ہے روش شان ارادی کیسی
بہہ گئی موج یہ کہہ کر کہ میں مغرور نہیں
تجھ میں اے کوہ مگر روشنی طور نہیں
بلبلا ٹوٹ گیا کوہ بھی خاموش رہا
وہی حیرت رہی دریا کا وہی جوش رہا

☆☆

آزادی کا شور مبارک
یہ تقلیدی زور مبارک
میرا تو ہے اور ہی نظر
میں تو یہ کہتا ہوں اکبر
عارف کو بیہوشی زیبا
عاقل کو خاموشی زیبا

☆☆

میں بھی گریجوئیٹ ہوں تو بھی گریجوئیٹ
علمی مباحثے ہوں ذرا پاس آکے لیٹ
دونوں نے پاس کر لئے ہیں سخت امتحان
ممکن نہیں کہ اب ہو کوئی ہم سے بدگماں
بولی یہ سچ ہے علم بڑھا جہل گھٹ گیا
لیکن یہ کیا خبر ہے کہ شیطان ہٹ گیا

☆☆

کہتے تھے سابق میں سب اوپر خدا نیچے حضور

اس مقولے کو مگر بدلیں گے اب اہل شعور
زیرِ پا ہے ریلوے اور سر پہ ہے انجن کی بھاپ
اب یہ کہنا چاہیے نیچے بھی آپ اوپر بھی آپ

☆☆

مشرقی کو ہے ذوق روحانی
مغربی میں ہے میل جسمانی
کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولے بوزنا ہوں میں
ہنس کے کہنے لگے مرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ووٹ بازی

☆☆

جب اک بھائی تھے اس منصب پر ممتاز
تو پھر کیوں آپ نے کی جست و پرواز
لگے کہنے کہ رہنے دیجئے پند
مرا کیا بس مریداں مے پرانند

☆☆

درخت جڑ پہ ہے قائم استوار بھی ہے
کبھی خزاں ہے اور اس پر کبھی بہار بھی ہے
خلاف اس کے کرے گی خرد جو بے صبری

نہیں اٹھانے کا نیچر حکومت جبری
بنائے عظمت قومی ہے فطرتی اے یار
اسی بنا سے ہے وابستہ ہر خزاں و بہار
خیال و قعت ملت کا جس پہ ہے غالب
طریق راحت ذاتی کا وہ نہیں طالب
طریق حکمت و تزئیں ہر ایک رنگ میں ہے
نہ سمجھو یہ کہ فقط مغربی ہی ڈھنگ میں ہے
نگاہ غور کرو سوئے ٹرکی وایراں
نئی بنا پہ حریفوں نے کر دیا ویراں
تمہارے دل میں یہ کیا وہم کیا گماں آئے
تمہارے جسم میں کیوں دوسرے کی جان آئے
جو تو نے بھائیوں کا اپنے ساتھ چھوڑ دیا
تو دستگیر نے تیرا بھی ہاتھ چھوڑ دیا
جو بات ٹھیک ہے کہتا ہوں اسے کھل کر
کہ سلطنت نہ سہی تم رہو تو مل جل کر

☆

سمجھا رہا تھے مجھ کو بکٹ کی وہ گردشیں
خود کر رہے تھے تک کی ٹٹی سے سازشیں
نقشے مین دیکھتا تھا وہ پیتے تھے جام مے
میں نے کہا حضور یہ مضموں عجیب ہے
ہیں خود تو مست بادہ عشرت کے خم سے آپ

الجھا رہے ہیں مجھ کو ستاروں کی دم سے آپ
بولے کہ اس زمیں میں کوئی اور شعر بھی
میں نے کہا یہ بات مے ذہن میں بھی تھی
اللہ رے ارتقائے سگان در حضور
کل تو سے تم ہوئے تھے ہوئے
ہنس کر کہا انہوں نے الٹ بحث کا ورق
گانے لگے وہ گیت میں پڑھنے لگا سبق

☆❀⌛⌛⌛⌛❀☆

خامشی سے نہ تعلق ہے نہ تمکیں کا ذوق
اب حسینون میں بھی پاتا ہوں میں اسپیچ کا شوق
شان سابق سے یہ مایوس ہوئے جاتے ہیں
بت جو تھے دیر میں ناقوس ہوئے جاتے ہیں

☆❀⌛⌛⌛⌛❀☆

جب نکیرین آئے مری قبر میں بہر سوال
میں نے یہ چاہا کہ لکھوا دوں انہیں سب اپنا حال
ہاتھ پاکٹ میں جو ڈالا مجھ کو حیرت ہوگئی
یعنی تھی جو نوٹ بک وہ اس سفر میں کھوگئی
کہہ دیا میں نے کہ میں اب ہر طرح معذور ہوں
رہ گئی دنیا میں میری نوٹ بک مجبور ہوں

☆❀⌛⌛⌛⌛❀☆

منشی کہ کلاک یا زمیندار

لازم ہے کلکٹری کا دیدار
ہنگامہ یہ ووٹ کا فقط ہے
مطلوب ہر اک سے دستخط ہے
ہر سمت مچی ہوئی ہے ہل چل
ہر در پہ یہ شور ہے کہ چل چل
ٹم ٹم ہو کہ گاڑیاں کہ موٹر
جس پر دیکھو لدے ہیں ووٹر
شاہی وہ ہے یا پیمبری ہے
آخر کیا شے یہ ممبری ہے
نیٹو ہے نمود ہی کا محتاج
کونسل تو ہے ان کی ہی جن کا ہے راج
کہتے جاتے ہیں یا الٰہی
شوشل حالت کی ہے تباہی
ہم لوگ جو اس میں پھنس رہے ہیں
اغیار بھی دل میں ہنس رہے ہیں
دراصل نہ دین ہے نہ دنیا
پنجرے میں پھدک رہی ہے منیا
اسکیم کا جھولنا وہ جھولیں
لیکن یہ کیوں اپنی راہ بھولیں
قوم کے دل میں کھوٹ ہے پیدا
اچھے اچھے ہیں ووٹ کے شیدا

کیوں نہیں پڑتا عقل کا سایہ
اس کو سمجھیں فرض کفایہ
بھائی بھائی میں ہاتھا پائی
سلف گورمنٹ آگے آئی
پاؤں کا ہوش اب فکر نہ سر کی
ووٹ کی دھون میں بن گئے پھر کی

☆◈ ⧗⧗⧗⧗ ◈☆

ہاون تو ہے ہوس کا دستہ ہے پالسی کا
لیکن ادھر تصور جاتا نہیں کسی کا
ہے کوفت لیکن اس پہ مسرور ہو رہے ہیں
ہر سو اچھل رہے ہیں اور چور ہو رہے ہیں
اس قبلہ رو جماعت کا انتشار دیکھو
اس باغ میں خزاں کی اکبر بہار دیکھو
لکھے گا کلک حسرت دنیا کی ہسٹری میں
اندھیر ہو رہا ہے بجلی کی روشنی میں

☆◈ ⧗⧗⧗⧗ ◈☆

یہیں کے پیدا یہیں کی رنگت یہیں کی بولی یہیں کا کھانا
تو پھر تفاوت ہو کیوں سروں میں ہر اک کو بہتر ہے دیس گانا
رہے فرنگی سو ان کی سیوا ہر ایک پر آپ فرض کر دیں
جو خاص مطلب ہوں اپنے اپنے الگ جا کے عرض کر دیں

جو باہمی بحث ہو تو باہم ہم اس پہ قال اقول کرلیں
جو فیصلہ ہو قبول کرلیں جو خار بھی ہو تو پھول کر لیں
برادرانہ محبتیں ہوں۔ جئیں مزے سے خوشی منائیں
نہیں ہے اس میل کا یہ مطلب کہ ہم گورمنٹ کو ستائیں

☆

نیچر کو ہوئی خواہش زن کی اور نفس نے چاہا رشک پری
شیطان نے دی ترغیب کہ ہاں لذت تو ملے زانی ہی سہی
نیچر کی طلب بالکل ہے بجا اور نفس کی خواہش بھی ہے روا
شیطان کا ساتھ البتہ برا اور خوف خدا ہے اس کی دوا
نیچر کی تو حد میں تقویٰ ہے اور نفس پہ کچھ الزم نہیں
ہاں ساتھ اگر شیطاں کا ہو تو نیک تو انجام نہیں

☆

دراصل نفس کی چالاکیاں ہیں گھاتیں ہیں
جو دیکھیے تو دکھاوے کی ست باتیں
نہ قوم کی تمہیں الفت نہ قوم کا ہے وجود
فقط یہ پولٹکل اخرات کا ہے صعور
تمہارے سامنے کچھ مغربی ضوابط ہیں
یہ اسم و فعل نہیں ہے فقط روابط ہیں
نہ قوم ساتھ تمہارے نہ تم ہو قوم کے ساتھ
تمہارا پیٹ تمہارا منہ اور تمہارا ہاتھ

خدا پرست کے تیوری ہی اور ہوتے ہیں
خطا معاف وہ جواہر ہی اور ہوتے ہیں

☆﴿ꕥꕥꕥꕥ﴾☆

کسی درجے میں دنیا کے اگر کوئی معزز ہے
سمجھتا ہے کہ یہ اعزاز ہی بس میرا مرکز ہے
مگر ایسا سمجھنا ہے سراسر اس کی نادانی
وہ عزت اک تماشہ ہے وہ حالت اس کی ہے فانی
پناہ نفس بے شک ہے مگر مرکز نہیں دل کا
اسی پر مطمئن رہنا نہیں ہے کام عاقل کا
مگر یہ اس کی نادانی ہے کم فہمی کی ہیں باتیں
یہ بے عقلی کے دن ہیں اور غفلت کی ہیں راتیں
بشر اک نوبت ہستی میں جب مایوس ہوتا ہے
حقیقت اپنی تب کھلتی ہے دل محسوس ہوتا ہے
اگر یاد خدا مرکز ہے تسکیں اس کو ہوتی ہے
وگرنہ بے کسی میں جان اندر تن کے روتی ہے

☆﴿ꕥꕥꕥꕥ﴾☆

ایمان پہ ہے قائم جو رہا پیدا ہوئی آخر شکل کوئی
بالکل ہی سکوں اس میں جو نہ ہو پھر دائرہ تحقیق کہاں
ہر بات پہ جس نے شک ہی کیا وہ صرف پریشان باطن تھا
پرکار سے نقش اس وقت بنا اک جزو جب اس کا ساکن تھا

☆﴿ꕥꕥꕥꕥ﴾☆

مخلوق ہی کا محو یہ ہے رب کا ذکر کیا
مطلب ہی کا غلام ہے مذہب کا ذکر کیا
غیرت ہی جب نہیں ہے تو ایمان ہوچکا
انسان ہی نہیں ہے مسلمان ہوچکا

☆⟪⌛⌛⌛⌛⟫☆

خس کی یہ معذرت ہے موجوں کے ساتھ ہم ہیں
موجیں یہ کہہ رہی ہیں قدرت کے ہاتھ ہم ہیں
دریا رواں ہیں ہر سو چشمے ابل رہے ہیں
جس راہ لگ گئے ہیں اس راہ چل رہے ہیں

☆⟪⌛⌛⌛⌛⟫☆

غم سے عبرت کا نور حاصل ہے
غم نہایت مجلی دل ہے
غم سے مطلب وہ غم جو داغ بنے
نہ وہ جو رسم کا چراغ بنے

☆⟪⌛⌛⌛⌛⟫☆

مذہب ہے امر قومی سمجھو نہ فعل ذاتی
معذور سب ہیں اس میں گنگو ہوں یا وفاتی
شیعہ ہوں خواہ سنی لالہ ہوں یا برہمن
مذہب کو مورثوں سے سب پاتے ہیں عموماً
پولیٹکل ضرورت بے شک تھی اس کی اول
اب اس طرف توجہ لازم ہے صرف سوشل

اچھا برا نہ کہہ دو تم مذہبی بنا پر
اخلاق اس کے دیکھو اصلی تو یہ ہے جوہر
تعلیم ہے جو عمدہ صحبت اگر ہے اچھی
پاؤ گے اس کو اچھا طینت اگر ہے اچھی
ناری ہے یا کہ ناجی اس کا بیاں نہیں ہے
سوشل طریق یہ ہے اور وہ تو راز دیں ہے

☆ ☆

جناب فاطمہؑ کے مرتبے کا کیا کہنا
ہمیشہ چاہیے ان پر درود خواں رہنا
جناب حیدرِؑ کرار کی ہیں بی بی
حسنؑ حسینؑ کی ماں ہیں رسول کی بیٹی

☆ ☆

ذرے ہیں چند جن کو صنعت ابھارتی ہے
اک خاک عبرت آگیں لیکن پکارتی ہے
اس انجمن میں ہم بھی اک رات جل چکے ہیں
تم شمع بن رہے ہو اور ہم پگھل چکے ہیں

☆ ☆

ہر طرح راحت تھی مجھ کو دانت سے
قافیہ ان کا ملا تھا آنت تھا

صحت اب بگڑی تو ان میں درد ہے
اس طرف دیکھو تو معدہ سرد ہے
خواب راحت کس کو کھانا کون کھائے
رات بھر کرتا رہا ہوں ہائے ہائے
درد کے آگے رہا منجن بھی گرد
مصطگی بھی رہ گئی باروئے زرد

☆۞☆

یوں تو دونوں ہی ہیں مصروف عبادت میں مگر
ایک نکتہ ہے نظر چاہیے جس پر اکبر
اہل ظاہر تو فقط حکم خدا پاتے ہیں
اہل باطن تپش دل کی دوا پاتے ہیں

☆۞☆

بے حد اس بات سے ہوں جلتا
مجھ سے مرا دل نہیں بہلتا
ہے شوق سوسائٹی میں مستی
کیا خاک ہے یہ خدا پرستی

☆۞☆

عزلت سے پناہ چاہتا ہوں
گپ شپ ہی کی راہ چاہتا ہوں
اللہ کے واسطے جو ملتے
بے شبہ گل مراد کھلتے

☆ ☆

کہاں کا گیان اور دھیان کیسا خدا کہاں کا کہاں وشنو
عمل کے بدلے اس کا غل ہے بجین و بشنو بجین و بشنو
صدائے فونو گراف بشنو ببیں تماشائے لمپ برقی
زسینہ و دل مجو تجلی خموش کن شمع ہائے شرقی

☆ ☆

رہنما باطن کا ہو کوئی خضر یہ خوب ہے
اس خضر پر سب سے لڑنا یہ مگر معیوب ہے
اپنے اپنے خضر سے ہر ایک رکھے دل کو شاد
نام ہے اللہ واحد کا برائے اتحاد

☆ ☆

اک اٹھا کشور کشائی کے لیے
اک اٹھا حق کی صفائے کے لیے
جنگ میں دنیا رہی القصہ غرق
ہاں سکندر اور موسیٰ کے ہے فرق

☆ ☆

حافظ شیراز کا کیا پوچھنا تھے خوش بیاں
ان کا یہ مطلع ہے اب تک انجمن ہیں بر زباں
دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرما
چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیرما
حضرت اکبر بھی لیکن اس زمانے میں ہیں فرد

ان کا یہ مطلع کوئی پڑھتا تھا کل با آہ سرد
دوش از صحن حرم آمد بہ کالج قوم ما
دیدنی گردیدہ است اکنوں صلوٰۃ و صوم ما

☆ ☆

ایک ہی موجِ قضا میں غفلتیں بہہ جائیں گی
سرکشوں کی گردنیں اپنی جگہ رہ جائیں گی
ساقیِ بزمِ فنا کا لب پہ کپکپے آنے تو دو
کبر کی اڑ جائے گی قلعی وہ تپ آنے تو دو

☆ ☆

بدن طاہر ہو اور توحید دل میں
تو ہم اچھے ہیں اپنے آب و گِل میں
شگفتہ رکھے گی ہم کو طہارت
جھکا ہی دے گی دل طاعت پہ وحدت

☆ ☆

اس کا گھوڑا جس کی کاٹھی
بھینس اسی جس کی لاٹھی
زور بٹھا دے تھانے تھانے
دنیا دیکھے دنیا مانے
تجھ کو تو ہے خالی چھینا
اس سے اچھا ہر کو جپنا

☆☆

غلط بالکل یہ دعویٰ ہے خدا جو جان سکتے ہیں
مگر یہ صاف ظاہر ہے خدا کو مان سکتے ہیں
تعجب کیا اسے محدود ہستی نے نہیں جانا
تعجب ہے اگر محتاج ہستی نے نہیں مانا

☆☆

دسمبر میں وہ دوڑے بے تحاشا
لگا ہونے ترقی کا تماشہ
زباں گنجینۂ لفظی میں لکھ لٹ
چلی اسپیچ کے میدان میں بگ ٹٹ
ہوئی جب جنوری روکڑ کی طالب
رپٹ لکھوا گیا قومی محاسب
مفاعیلن مفاعلین فعولن!
مفاعلین مفا عیلن فعولن!

☆☆

قوت طبع اگر صرف کرو اے اکبر
تو فقط دشمن توحید پہ لازم ہے نظر
کیوں پڑے طعن کسی مسلم بدنام کو ڈھونڈ
بحث کرنا ہے تو بیگانہ اسلام کو ڈھونڈھ
باہمی کش مکش وطعن کا ہنگام نہیں
کید اغیار سے مسلم جب آرام نہیں

☆

اتحاد مذہبی اہل جہاں میں ہے محال
بہر اصلاح انتظار اس کا ہے اک وہم و خیال
اختلاف باہمی سے چاہیے قطع نظر
ورنہ دخل غیر سے ہرگز نہ پاؤ گے مفر
لعن و طعن آپس مین سمجھو عقل و مروی کے خلاف
عادتیں ہیں ہسٹری ہے سب کو تم رکھو معاف
ہاں عمل اس پر کرو جس کو کہ خود سمجھو صحیح
محترز اس سے رہو جس کو غلط سمجھو صریح
زور سے دبتی ہے دنیا یہ نہیں تو کچھ نہیں
حکم سے چلتا ہے کہنا یہ نہیں تو کچھ نہیں

☆

ہو جاؤ کھڑے کہیں جو قوموا
بیٹھے جو رہیں فلا تلوموا
آزر کہ قیام یاقعود است
بگذار کہ مایل سجود است

☆

یہ عزم ترا سعی سے دمساز ہو کیوں کر
اسباب نہ ہوں جمع تو آغاز ہو کیوں کر
اسباب کرے جمع خدا ہی کا ہے یہ کام
طالب ہو خدا ہی سے دعا ہی کا ہے یہ کام

بے طاعت و نیکی نہیں تاثیر دعا کچھ
آنے کی نہیں کام فقط حرص و ہوا کچھ
منظور اگر کبرو تفاخر کا سبق ہے
تخصیص تری کیا ہے حریفوں کو بھی حق ہے
یہ کش مکش فطرت دنیا ہے مسلسل
اک آج اگر صاحب طاقت ہے تو اک کل
نیکی کی طرف رخ ہو یہی ناموری ہے
کھوٹے کو جدا کر دے وہی بات کھری ہے

☆ ☆

ہیں جو کمزور وہ قاضی سے مدد مانگتے ہیں
اور جو ہیں کور وہ ماضی سے مدد مانگتے ہیں
مرد بینا کو فقط ارض و سما کافی ہے
یہی نظارہ پئے یاد خدا کافی ہے
یاد رکھو کہ یہ ہے ملت ابراہیمی
اتنا ہی کہہ دیا آواز ہے بہتر دھیمی

☆ ☆

آغاز یہ تھا کہ دل بڑھا تھا
جو بت تھا نگاہ پر چڑھا تھا
انجام یہ ہے کہ مر رہے ہیں
اللہ اللہ کر رہے ہیں

☆ ☆

راویوں کا اور شاعر کا بتاؤں تم کو فرق
آسمان مطلب و معنی پہ دونوں ہی ہیں برق
وہ سنایا کرتے ہیں تم کو کہ کس نے کیا کہا
یہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے حس نے کیا کہا

☆

اگرچہ لوگوں نے لکھا ہے حال بعد وفات
مگر کوئی بھی نہیں کہہ سکا یقینی بات
جو ٹھیک بات ہے وہ ہم کو ہوگئی معلوم
ہمارے شعر کی دنیا میں مچ گئی ہے دھوم
بتائیں آپ سے مرنے کے بعد کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحا ہوگا

☆

میسر جب آجائے خوان نعیم
تو لازم ہے شکر خدائے کریم
بہت ہے یہ بیجا کر کھا کر پلاؤ
کہو تم تمنجن بھی کچھ ہو تو لاؤ

☆

سلف کی بھی تھی اک پولٹکل مد
مگر اس وقت کی تھی مختصر حد
بہت کم تھے رسائی کے دلائل
الگ تھے اپنی قوت میں قبائل

تو اپنے وقت کا جغرافہ دیکھ
یہ مضمون اور اپنا قافیہ دیکھ

☆ ☆

ترجمے والے کرتے ہیں محنت
پالیتے ہیں اپنی اجرت
سینے ہو جاتے ہیں خالی
بھرتی جاتی ہے الماری
دل کا کورس تو ٹھہرا غربی
لب پہ اردو ہو یا عربی

☆ ☆

ادھر برگد[9] کا ملا ہے ادھر مندر کا صوفی ہے
نہ اس میں بیوقوفی ہے نہ اس میں بیوقوفی ہے
ادھر وہ بھی اٹھائے نازمستان حکومت کا
ادھر یہ بھی بنا ہے راز پیران طریقت کا
فلک کھولے گا ان پر جب کبھی میدان مردی کا
تو قصہ ختم ہوگا ذہن کی آوارہ گردی کا

☆ ☆

اک مصیبت میں ہے سادھو ہے کوئی یا سیٹھ ہے
ہے تو یہ ساون مگر حکم خدا سے جیٹھ ہے
سچ تو ہے گردوں کو راہ مہربانی کیوں ملے

آگ جب یورپ میں برسے ہم کو پانی کیوں ملے
یا الٰہی جلد ہو باران رحمت کا نزول
یہ دعا لازم ہے سب کو چھوڑ کار فضول

☆ ☆

مذہب کے باب میں کوئی کس کو بدل سکے
یہ تو وہ کر سکے کہ جو حس کو بدل سکے
حس امر فطرتی ہے خدا ہی کی شان ہے
منطق سے پہلے عادت و حس کی اٹھان ہے
میلان طبع ہوتا ہے قائم شروع میں
پھر اس کے آگے رہتی ہے منطق رکوع میں
اس کے خلاف کچھ جو کہیں وہ شاذ ہے
یا جبر یا وہ مصلحتوں کا نفاذ ہے

☆ ☆

انفلوئنزا چڑھا چوگان بازی اب کہاں
اسپتالی ہو رہے ہیں اسپ تازی اب کہاں
چارے کی قلت ہوئی تو بیل بھی مرنے لگے
انفلوئنزا ہو کر نیل بھی مرنے لگے
آدمی بھی تنگ ہیں اور جانور بھی زیر ہیں
عقل کی سڑکوں پہ بھی بیماریوں کے ڈھیر ہیں

☆ ☆

کیا کھلے گیہوں کی منڈی کیا دکان جو لگے

موت کے دھڑکوں میں بہتر ہے خدا سے لو لگے

ہم میں ٹیڑھا پن جو آجائے تو وہ سیدھا کرے

دیوتا بگڑیں تو پھر سرکار اس کو کیا کرے

☆ ☆

سب کو لازم ہے دعا مانگیں خدا سے رات دن

حد زیادہ کی نہیں کم از کم سات دن

☆ ☆

ہو اگر اکبر تمہیں شوق صراط مستقیم

دیکھ لو قرآن میں من یعتصم باللہ کو

☆ ☆

یاد آرہی ہے مجھ کو موسیٰ کی گفتگو اب

ہوں محو استعینوا باللہ واصبروا اب

☆ ☆

طاعت باری سے دل کو شاد رکھ

اِنَّ وعدَ اللہِ حقٌّ یاد رکھ

☆☆

فرزند مہاراجہ کشن پرشاد وزیر اعظم حیدرآباد دکن کی موت پر

☆ ☆

رحلت فرزند سے ہیں راجہ صاحب درد مند

شاد کا دل اس مصیبت سے بہت ناشاد ہے

اکبر خونیں جگر اس غم میں ہے خود مبتلا

اس کے لب پر بھی فغان و آہ ہے فریاد ہے

حرفِ تسکین و تسلی کیا زباں پر لائے وہ

شاد خود صوفی ہیں ان کو درسِ حکمت یاد ہے

رحمتِ حق پر نظر ہے اور یہی ہے التماس

منزلِ ہستی کی یہ اک فطرتی اُفتاد ہے

لطفِ اشفاقِ خدا کی گود میں پلتا ہے وہ

جنت الفردوس اس کے دم سے اب آباد ہے

اس تصور میں رہے مہراج کی طبع بلند

یعنی اب عثمان پرشاد آسماں پر شاد ہے

علامہ شبلی نعمانی

☆

مشتاق ترا اکبر رنجور بہت ہے

افسوس یہی ہے کہ دکن دور بہت ہے

☆

لفظوں میں اجتماع نہ معنی میں نور ہے

ویران آج کو چۂ بین السطور ہے

شبلیؔ کا خامہ صفحۂ ہستی سے اٹھ گیا

اب مدِّ آہ و لوحِ دلِ ناصبور ہے

☆

شبلی ہی اُٹھ گئے تو میں اب جاؤں کس کے پاس

شعر و سخن کی بزم نظر آتی ہے اداس
ڈھونڈھا جو دل نے ماہ و سال انتقال
پھرنے لگا نگاہ میں یار سخن شناس
⧗ ⧗ ⧗ ⧗ھ

سر علی محمد صاحب راجہ محمود آباد

☆ ⧗⧗⧗⧗ ☆

ہیں حضرت ساحر آج اک حسنِ کمال
ہے مخزن حکمت و خرد ان کا خیال
اشعار اکبر کے کیوں نہ ہوں یاد ان کو
راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال

سید فضل الحسن حسرت موہانی

☆ ⧗⧗⧗⧗ ☆

تھا دل حسرت بھرا ارمان میں
ہم نے لکھ بھیجا انہیں موہان میں
بھائی صاحب رکھ دو تم اپنا قلم
ہاتھ میں لو اب تجارت کا علَم
ہوچکی غیروں سے خوشی کی بہار
بس دکھاؤ اب سودیشی کی بہار
کام کو اٹھو چڑھاؤ آستیں

لا یُضِیعُ اللہُ اَجرَ المُحسِنِین

والدہ ڈاکٹر محمد اقبال کی رحلت پر

☆﴿[illegible]﴾☆

حضرت اقبال میں جو خوبیاں پیدا ہوئیں
قوم کی نظریں جو ان کے طرز کی شیدا ہوئیں
یہ حق آگاہی یہ خوش گوئی یہ ذوق معرفت
یہ طریق راستی خود داری بے تمکنت
اس کے شاہد ہیں کہ ان کے والدین ابرار تھے
باخدا تھے اہل دل تھے صاحب اسرار تھے
جلوہ گر ان میں انہیں کا ہے یہ فیض تربیت
ہے ثمر اس باغ کا یہ طبع عالی منزلت
مادرِ مخدومۂ اقبال جنت کو گئیں
چشم تر ہے آنسوؤں سے قلب ہے اندوہ گیں
روکنا مشکل ہے آہ و زاری و فریاد کو
نعمت عظمٰی ہے ماں کی زندگی اولاد کو
اکبر اس غم میں شریک حضرت اقبال ہے
سال رحلت کا بیاں منظور اسے فی الحال ہے
واقعی مخدومۂ ملت تھیں وہ نیکو صفات
رحلت مخدومہ سے پیدا ہے تاریخ وفات

[illegible] ھ [illegible]

مہدی صاحب کی رحلت پر

فخر ملت تھے مہدی[80] مرحوم
کیوں نہ غم ان کا ہو ہر اک دل کو
سال رحلت کا مادہ اکبر
مومن پاک بے نظیر لکھو

صدمہ فرقت میں کر کے مبتلا
آج ہاشم[82] عازم جنت ہوا
قوتِ بازوئے عشرت چل بسی
اور مرا نورِ نظر رخصت ہوا

چوک کی مسجد آلہ آباد میں ممتاز ہے
شہر میں سارے مسلمانوں کو اس پر ناز ہے
وسعت و رفعت میں تھی محسوس لیکن کچھ کمی
تنگ ہوتی تھی جگہ جب ہوں زیادہ آدمی
دین میں راسخ ہیں عبدالکافی نیکو صفات
ان کی باتوں میں اثر ان کے ارادوں میں ثبات
کی انہیں نے سعی دل سے اور لگائی حق سے لو

ہوگئی آخر خدا کے فضل سے تعمیر نو
ہوگئی کافی جگہ اسلام کے اقبال سے
کہہ رہی ہے مسجد اب اپنی زبانِ حال سے
مسجد کافی کی شانِ آسمانی دیکھئے
خاکساروں کی بلندی کی نشانی دیکھئے

مرثیہ ہاشم مرحوم

[illegible] جون [illegible]ء

☆ [illegible] ☆

آغوش سے سدھارا مجھ سے یہ کہنے والا
ابا سنائیے تو کیا آپ نے کہا ہے
اشعار حسرت آگیں کہنے کی تاب کس کو
اب ہر نظر ہے نوحا ہر سانس مرثیا ہے

آگرہ کا ایک مقدمہ

(ایک میم نے شوہر کو زہر دیا۔ایک صاحب نے اپنی میم کو قتل کیا)

☆ [illegible] ☆

حال مسز کلاک و مسٹر فلم کھلا
تھا کل بیان پیش عدالت کھلم کھلا
ان کو کرایا قتل اور ان کو پلایا زہر
تہذیب مغربی کی یہ تکمیل اور قہر

پردے پہ اعتراض ہو اور زہر ہو دوا
۸۳ھ
پالیگمی پہ طعن ہو اور یہ ستم روا

لاکھوں مقدمات ہوئے بغض کھل گئے
گذرا زمانہ یاد کے دامن سے ڈھل گئے

فتنے کا ہے قصور نہ مفتون کا قصور
سب کچھ ہے یہ خرابی قانون کا قصور

پردہ نہیں طلاق میں آسانیاں نہیں
جاؤ کہیں تعدد ازواج یاں نہیں

فطرت کا اقتضا جو ہے کس طرح وہ رکے
پھر کیوں گناہ جرم کی جانب نہ دل جھکے

آسان ہو طلاق تو دل شاد کیجئے
بے قتل غیر اپنا گھر آباد کیجئے

پردہ جو ہو تو ایسے مواقع بھی کم ملیں
کیوں بزم مے میں شوخ نگاہیں بہم ملیں

قانون میں روا ہو اگر دوسرا نکاح
پھر کیوں یہ قتل زوجہ اولیٰ کا ہو مباح

جب پردہ و طلاق و تعدد روا نہیں
پھر بدمعاشیوں کے سوا کچھ دوا نہیں

جانیں ہزاروں جاتی ہیں بچے بلکتے ہیں
مستان مے جگہ سے بھلا کب سرکتے ہیں

مغرب کا دل جو خواہر مشرق کے ساتھ ہے
یہ بھی گھروں میں ان کے لیے ملتق ہاتھ ہے

اکثر یہی ہے حالت قانون مغربی
آزادیوں کی قید میں روح ان کی ہے پھنسی

بس ظاہری نمود چمک اور ادا میں ہے
دل کی خبر نہیں ہے کہ وہ کس ہوا میں ہے

لیکچر ہے اس طرف تو ادھر بیہشی بھی ہے
اس سمت ناچ ہے تو ادھر خودکشی بھی ہے

تعلیم عورتوں کی ضروری ہے لاکلام
لیکن جو بے اثر ہے تو بس دور سے سلام

ہم کو کمال شوق سے تعلیم دیجیے
لیکن کچھ اپنے گھر کی بھی اصلاح کیجیے

ہم فائدہ اٹھائیں گے مغرب کے راج سے
لیکن پناہ مانگیں گے ایسے رواج سے

☆☆

(حسب فرمائش محمد عبدالرشید صاحب آرزو سوداگر دہلی)

دماغ کے لیے خوشبو کا کھیل اچھا ہے
ہوا بھی مست ہوئی ہے کہ تیل اچھا ہے

☆☆

الف دین صاحب وکیل کیمبلپور کی کتاب

الف دین نے خوب لکھی کتاب

کہ بہ دین نے پائی راہ صواب

☆ ⌛⌛⌛⌛ ☆

بست روزہ پسر سید عشرت حسین[۸۴] کی موت پر

نظر اُمید کی اک غنچۂ دلکش کو تکتی تھی
فلک نے ناشگفتہ اس کو لیکن کر دیا رخصت
سمجھ میں کچھ نہیں آتا طلسم اس باغ ہستی کا
بہ صد حیرت کہی تاریخ رمز گلشن فطرت

⌛⌛ھ⌛⌛

پنڈت مدن موہن صاحب مالوی کی فرمائش پر

محرم اور دسہرہ ساتھ ہوگا
نباہ اس کا ہمارے ساتھ ہوگا
خدا ہی کی طرف سے ہے یہ سنجوگ
تو کیوں رکھیں نہ باہم صلح ہم لوگ

☆ ⌛⌛⌛⌛ ☆

مالوی کا مال کچھ اور مالوی کا مول کچھ
کہتے ہیں بازار میں اکبر سے تو بھی بول کچھ
بولا وہ دنیا کا سودا تو فقط اک کھیل ہے
عمدگی ہے مال میں اور مول میں جب میل ہے

☆ ⌛⌛⌛⌛ ☆

مرے عزیز ہیں شیعہ میں کس طرح یہ کہوں

کہ میں ہوں خوش جو ہوئی ان کی درسگاہ جدا
دلی دعا ہے مگر یہ کہ رکن قوم رہیں
گریجوئیٹ وہ ہوں سب کے ساتھ خواہ جدا
بنائے کالج شیعہ الگ ہوئی بھی تو کیا
وہی ہے منزل مقصود گو ہے راہ خدا
برائے دولت و آز ہے ایک ہی مرکز
نہیں ہے اب بھی طریق حصول جاہ جدا
یہ دونوں سایہ الطاف مغربی میں ہیں
نہیں ہے فضل الٰہی سے بادشاہ جدا
جو نسخہ تھا رزولیوشن کا ہے ادھر بھی وہی
نہ کوئی حصن جدا ہے نہ ہے سپاہ جدا
یہ دونوں اب بھی بدستور پیر بھائی ہیں
نہیں ہے حرج جو ہو جائے خانقاہ جدا
ٹرین ایک ہے پھر کیا جو دو ٹکٹ گھر ہوں
کہ اپنا بیگ سنبھالیں ملے پناہ جدا
وہ شیخ کی تھی ترقی یہ مجتہد کا عروج
نئے طریق کے ہیں خوب دو گواہ جدا
شب وصال کے نغمے الگ چھڑے دو سمت
جنہیں ہے ہجر وہ کرلیں گے اپنی آہ جدا
عجب نہیں جو بلندی و اتحاد بڑھے
دکھائے رنگ جو دنیا کو انتباہ جدا

ہزار دور ہوں اپنے جو ہیں وہ اپنے ہیں
کسی کی آنکھ سے ہوتی نہیں نگاہ جدا
مگن ہیں ٹیچر و انجینئر رہے ذاکر
وہ کر ہی لیں گے کسی طور سے نباہ جدا
ثواب نیک خیالی بھی پائے گا اکبر
سوسائٹی میں بزرگوں کی واہ واہ جدا

خواجہ حسن نظامی

حسن نظامی کو میں نے دیکھا شریف خلصت فقیر طینت
عمل ہے اپنے ہی عنصروں میں اگرچہ دہلی کی ہے ذہانت
عنانِ اندیشہ ہائے مضطر ادھر ادھر گو کبھی مڑی بھی
وہ دست دل ہے کہ جس سے چھوٹی کبھی نہ حبل المتین وحدت
ضمیر ہیں ان کے ہے تصوف معاشرت میں ہیں بے تکلف
فروع جو کچھ بھی پیش آئیں اصول میں ان کے ہے قناعت

وفات دختر جناب منشی افتخار حسین صاحب کاروی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ

چل بسی وہ دختر گل پیرہن
ہوگیا ویراں ہمارا باغ آہ
سال رحلت کی کہوں اے افتخار

دیکھتے ہی ہیں جگر میں داغ آہ

☆

فغان کہ سوخت زغم جان افتخار حسین
دلش فسردہ شداز جور عالم فانی

شمیم فاطمہ دخت عزیز و نور نظر
نہال نورس و زیبا بباغ امکانی

جمال صورت معنی خمیر ہستی او
بہ خلق نجم سعادت بخلق لاثانی

فغاں کہ دست اجل پنجہ زد بدامن اود
کشید رخت اقامت ز عالم فانی

بہار گلشن ہستی ہنوز نادیدہ
پرید طائر روحش بحکم یزدانی

فراق لخت جگر را زوالدین پرس
چہ برقہا کہ بیفگند سوز پنہانی

ہزار شعلۂ حسرت کہ سرزو ازولہا
ہزار اشک مصیبت کہ کرو طغیانی

چو فکر سال وفاتش نمودم از سر آہ
شمیم خلد شدہ گفت فضل رحمانی

☆

یہ تھا قول حمید اترے تھے جب وہ تخت شاہی سے
جو پیش آیا ہے پیش آیا ہے تقدیر الٰہی سے

جو راز روس اترے تخت سے ان کا یہ شکوہ تھا
انہیں نے دی دغا ہم کو ہمیں جن پر بھروسا تھا
انہیں قولوں نے کھینچا عبرت و حسرت کا نقشا بھی
انہیں سے ہے عیاں طرز خیال دین و دنیا بھی

☆⧗⧗⧗⧗☆

خدا کے بندہ صالح نقی محمد خاں
سپہر علم و خرد کے ہیں اختر تاباں
کتاب ان کی یہ ہے ہادی طریق صواب
ملا ہے ہم کو یہ گنج جواہر خوش آب
جو غنچہ قلب کا تاریخ کی طلب ہیں کھلا
کلید خلق و سعادت میں سال طبع ملا

⧗⧗ ھ ⧗⧗

☆⧗⧗⧗⧗☆

نور باطن بڑھ گیا اعجوبۂ اسرار سے
دل نے پائی تقویت اس روح کے غمخوار سے
پردۂ غفلت اٹھا دیتے ہیں وہ مضمون یہ ہیں
پھیر دیتے ہیں طبیعت دہر کے بازار سے
ہیں مصنف اس زمانے کے بڑے عالی خیال
واقعی یہ ہے کہ ہیں وہ فرقہ ابرار سے
بند ہے اس وقت چشم عبرت و عرفاں تمام
ہاں لیا ہے کام انہوں نے دیدۂ بیدار سے

ہے بجا اعجوبۂ اسرار کی نسبت یہ قول
دولت ایماں بڑھی تصنیف گوہر بار سے

☆ ☆

حسب فرمائش سید منظور حسن صاحب اختر زیدی مصنف قیصدہ ہدیہ حیدری

کس قدر پر نور ہے یہ نظم مدح بوتراب
یہ بلاغت حیرت افزا یہ صفاحت لاجواب
اس قصیدے سے ہوئے روشن زمیں و آسمان
اوج معنی پر دل اختر سے نکلا آفتاب

☆ ☆

جناب سید مہدی حسن خجستہ صفات
بلند مرتبہ علم مصدر حسنات
سدھارے دار فنا سے وہ سوئے خلد بریں
سنہ وفات کا خواہاں ہوا جو قلب حزیں
پڑھا یہ ہاتف غیبی نے مصرعہ جید
مقیم خلد بریں مہدی ۸۵ حسن سید

ھ

پیشن گوئی

☆ ☆

ماجد[86] کو آپ سمجھیں بیگانۂ طریقت

دل میں مرے تو ہے اک امید کا قصیدہ

ہیں غالباً وہ مصداق اس شعر باثر کے

ارشاد کر گیا ہے اک مرد برگزیدہ

من پاک باز عشقم ذوقِ فنا چشیدہ

آہوئے دشت ہویم ازما سوا رسیدہ

☆◈⌛⌛⌛⌛◈☆

مسٹر برن چیف سیکرٹری گورنمنٹ یوپی فارسی اردو کے ماہر مصنف کے بڑے قدر شناس کلام عارفانہ و حکیمانہ کے شیدا

شاعروں میں جب آیا مرا ٹرن[87]

پڑھ دیا میں نے پیش حضرت برن

اردو فارسی میں آپ ہیں برق

آپ ہی سے ہے نور مطلع شرق

صاحب فیض و لطف و حلم ہیں آپ

عزت افزائے اہل علم ہیں آپ

حق تعالیٰ کو مانتے ہیں آپ

قدر طاعت کی جانتے ہیں آپ

فخر و ناز آپ کے لیے ہے مباح

اک زمانہ ہے آپ کا مداح

آپ سے مل کے دل کو راحت ہے

ایسا حاکم خدا کی رحمت ہے
آپ کا دل ہے مخزن ہمہ اوست
جو ملا آپ سے بنا وہ دوست
ہے بلند آپ کے کرم کا علم
ہیں مرید آپ کے سب اہل قلم
ساز بزم آپ کا رہے برتر
ہو مبارک ترانہ اکبر

☆۞۞☆

بنگلہ سید عشرت حسین جونپور

فضل ہو اللہ کا ہوں جمع سالے سالیاں
وہ اچھالیں بال یہ چمکائیں اپنی بالیاں
لمپ کی ہو جگمگاہٹ اور بجے فونو گراف
عشرتی جھوما کریں بچے بجائیں تالیاں
گھر رہے آباد سمدھی اور سمدھن خوش رہیں
ڈومنی انعام پائے گائے پیاری گالیاں
گرد بنگلے کے رہے سرسبز ہر شاخ درخت
نہر کے پانی سے لہراتی رہیں سب نالیاں
ڈھیر ہو پھولوں کا گلدستے بنائے باغباں
پیڑ پھل دیتے رہیں مالی لگائیں ڈالیاں
سونے چاندی کی بہیں موجیں دلہن کے ہاتھ سے
لیں بلائیں اور دعائیں دیں انہیں گھر والیاں

غل مچائیں کھیل میں بچے رہے بنگلے میں دھوم
میہمانوں کے لیے پکوان کی ہوں تھالیاں
جھانک کر دیکھیں تو جج صاحب کا دل بھی ہو نہال
کمرے کی دیوار میں دواک بنی ہو جالیاں

☆

محمد موسیٰ صاحب برادر خرد شمس العلماء مولوی
امجد علی صاحب ایم اے کے نام

بھیجی جو تم نے مجھ کو لیچی
شربت کی نظر ہے اس سے نیچی
منہ میں رکھ کر جو میں نے چوسا
بولی یہ زبان واہ موسی

عطائے شمشیر بہ شیخ شاہد حسین صاحب، رئیس
اودھ بہ صلہ خدمات ایام جنگ

حسن کو ابروئے خمدار مبارک ہووے
مرے شاہد کو یہ تلوار مبارک ہووے

ترجیع بند

☆

ذکرِ رسول ﷺ پاک ہے فخر زبان اِنس و جن
روح کو اس سے ہے سرور قلب ہے اس سے مطمئن

ولولۂ دلِ جواں قوتِ خاطرِ مسن
سُنئے اگر بہ گوشِ ہوش وردِ ملک ہے رات دن
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

خضرِ رکوع ہے یہی شوقِ سجود اسی سے ہے
حالت ذوق و وجد کا دل میں درود اسی سے ہے
دینِ خدائے پاک کی شان و نمود اسی سے ہے
منبع خیر ہے یہی ہمت جود اسی سے ہے
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

شافعِ عاصیاں ہیں وہ تائبوں کے کفیل ہیں
فیض رسانِ خلق ہیں حامیِ بے عدیل ہیں
شکل میں وہ جمیل ہیں شان میں وہ خلیل ہیں
منظرِ نورِ حق ہیں وہ مہبطِ جبرئیل ہیں
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

سینۂ بت ہے ان سے شق کفر کے دل میں تیر ہیں
حکم خدا کے ہیں مطیع دین کے دستگیر ہیں
راحت جان و روح ہیں روشنی ضمیر ہیں

خلق ہے ان سے مستفید ہادی بے نظیر ہیں
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

حالت ملک و قوم پر ہوں شب و روز بیقرار
دین سے دل و پھیر دیں ایسے سبب ہیں بے شمار
مرکز طبع کیا بنے جس سے ہو کم یہ انتشار
آئی صدا فلک سے یہ پڑھ تو اسی کو بار بار
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

رہنے دے آسماں اگر تجھ سے ہے برسر جفا
ہو نہ ملول تجھ سے ہے دولت و جاہ اگر خفا
مسلک مستند یہ ہے چھوڑ نہ تو رہِ صفا
نسخۂ حفظ دیں یہ ہے ہے یہی ٹھیک فلسفا
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

☆

نگرانی مراحل کبھی ایسی تو نہ تھی
تند موج لب ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی
بدگمانی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھ

☆

کرتی ہے خلق کو لیلائے لبرٹی مفتون
ہند کے دل کو لبھا لیتا ہے مل کا یہ فسوں

لالچیت بھی ہوئے شاید کہ اسیر و مخزوں
پائے کوہاں کوئی زنداں میں نیا ہے مجنوں
آتی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

پیشتر اس سے طبائع کے نہ تھے یہ پہلو
کہیں اشنان کی تھی لہر کہیں موج وضو
اے مس سیمتن و ماہ جبین و گل رو
تری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

۸۸

تعلیم نسواں

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے
لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے
حسن معاشرت میں سراسر فتور ہے
اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے

ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست
چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شا د مست
لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت
جس سے برادری میں بڑھے قدرو منزلت
آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت

ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت
ہر چند ہو علوم ضروری کی عالمہ
شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خادمہ
مذہب کے جو اصول ہوں اس کو بتائے جائیں
باقاعدہ طریق پرستش سکھائے جائیں
اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں
سکے خدا کے نام کے دل میں بٹھائے جائیں
عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے
اور حسن عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے
تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی دام میں
خالق پہ لو لگائے گی وہ اپنے کام میں
خیرات ہی سے ہوگی غرض و عام میں
اس کو سکھایا جائے یہ واضح کلام میں
اچھا برا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے
نیکی اگر کرے گی تو فطرت بھی ساتھ ہے
تعلیم ہے حساب کی بھی واجبات سے
دیوار پر نشان تو ہیں واہیات سے
یہ کیا زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے
لازم ہے کام لے وہ قلم اور دوات سے
گر کا حساب سیکھ لے خود آپ جوڑنا
اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا

کھانا پکانا جب نہیں آیا تو کیا مزا
جوہر ہے عورتوں کے لیے یہ بہت بڑا
لندن کے بھی رسالوں میں میں نے یہی پڑھا
مطبخ سے رکھنا چاہیے لیڈی کو سلسلہ
وقت آپڑے تو گاڑھے گزی میں بھی عذر
گھر کے لیے طعام پزی میں بھی عذر کیا
سینا پرونا عورتوں کا خاص ہے ہنر
درزی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہو نظر
عورت کے دل میں شوق ہے اس بات کا اگر
کپڑوں سے بچے جاتے ہیں گل کی طرح سنور
کسب معاش کو بھی یہ فن ہے کبھی مفید
اک شغل بھی ہے دل کے بہلنے کی امید
سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی
صحت نہیں درست تو بے کار زندگی
کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس بھی
آتف ہے جو گھر کی صفائی میں کچھ کمی
تعلیم کی طرف ابھی ادراک قدم بڑھیں
صحت کے حفظ کے جو قواعد ہیں وہ پڑھیں
پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تنی رہو
تقلید مغربی پہ عبث کیوں ٹھنی رہو
داتا نے دھن دیا ہے تو دل سے غنی رہو

Iqbal Cyber Library
All rights reserved
2002-2006

پڑھ لکھ کے اپنے گھر ہی میں دیوی بنی رہو
مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے
دنیا میں لذتیں ہیں نمائش ہے شان ہے
ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے
اکبر سے یہ سنو کہ جو اس کا بیان ہے
دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے
حد سے بڑھ گیا تو ہے اس کا عمل خراب
آج اس کا خوشنما ہے مگر ہوگا کل خراب

نعت

مدیح سرور کونین میں خامہ اٹھاتا ہوں
خیال کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں
شب اوہام ہے شمع یقین محفل میں لاتا ہوں
چراغ طور ایمن کوہ معنی پر جلاتا ہوں
الٰہی شوخیِ برق تجلی وہ زبانم را
قبولِ خاطرِ موسیٰ نگاہاں کن بیانم را
محمد پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرم ہیں
فروغ محفل ہستی میں نور عرش اعظم ہیں

حبیب حق ہیں ممدوح ملک ہیں فخر آدم ہیں
انہیں کے رنگ سے رنگ گل ہستی کی زینت ہے
انہیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے
انہیں کے دل کو آگاہی ہوئی تھی راز فطرت پر
انہیں کی طبع کو وجد آگیا تھا ساز فطرت پر
وہی چشم خدا ہیں محو تھی انداز فطرت پر
انہیں کا ناز غالب آگیا تھا ناز فطرت پر
وقائع ان کے عزم وفکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیت سے تکمیل مقصد کو نکلتے تھے
وہ نظریں ساقی میخانہ یزدان پرستی تھیں
وہ آنکھیں مظہر انوار راز بزم ہستی تھیں
انہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بحثیں خلد کے پھولوں میں بستی تھیں
اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبع انساں کا
اسی دربار نے خلعت پنہایا نورِ ایماں کا

☆ ☆

نہ سمجھا پھر ہر اک نے آب و سنگ و نار کو حاکم
طبائع ہوگئے تحقیق موجودات کے عازم
جو تھے صناع تاثیر عناصر کے ہوئے عالم
پرستاران عنصر نے عناصر کو کیا خادم
ہوئی توحید بالا جڑ کٹی عنصر پرستی کی

پڑی بنیاد اسی ارشاد سے علمی ترقی کی

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

غلط سمجھا گیا دعویٰ بتوں کی فاعلیت کا
یقین پیدا ہوا حکم خدا کی کاملیت کا
بڑھا نور بصر گذرا زمانہ جاہلیت کا
بجا ڈنکا زمانے میں بشر کی قابلیت کا
اشارہ عقل کی جانب کلام حق میں واضح ہے
یہی قرآں درِ گنجینۂ فطرت کے فاتح ہے

☆﴿⌛⌛⌛⌛﴾☆

معانی ان کے روشن تھے اندھیرے میں اجالے میں
سما جاتا تھا خوف ان سے تعرض کرنے والے ہیں
وہ یوں اصحاب میں تھے جس طرح ہو چاند ہالے میں
مصنف سیل کو لکھنا پڑا اپنے رسالے میں
محمد ﷺ کی وہ نظریں تھیں کہ دل میں راہ کرتی تھیں
زباں میں فصاحت تھی کہ قومیں واہ کرتی تھیں
قدم ان کے لیے تھے بہر حال مشکل مسائل نے
ہدایت ان سے حاصل کی جہاں میں طبع مائل نے
جوابوں میں تشفی پائی ان سے طبع سائل نے
نہایت ہی فصاحت سے لکھا ہے کارِ لائل نے
جو طاقت رات کو دن کو رات کرتی تھی
وہ طاقت یعنی یہ فطرت خود ان سے بات کرتی تھی

معاشر دیکھ کر شان ان کی ان کو شاہ کہتا تھا
مسافر راہ پا کر ان کو خضر راہ کہتا تھا
مخاطب معترف ہوتا تھا حق آگاہ کہتا تھا
مخالف کو حسد تھا پھر بھی دل میں واہ کہتا تھا
دل کافر میں بھی قدر ان کی تھی ان کا ادب کچھ تھا
زہے شانِ نبوت کچھ نہیں اور سب کچھ تھا
جواہر خانہ اس چشم کرم سے سینہ بنتا تھا
حقائق کا خرد کا علم کا گنجینہ بنتا تھا
لطافت سے صفا سے نور سے آئینہ بنتا تھا
علوئے فکر سے عرش بریں کا زینہ بنتا تھا
مرید ان کے نہ تھے مشتاق دنیا کی تگ و دو کے
قدم افلاک پر پڑتے تھے اس ہادی کے پیرو کے
قلوب ان کی نظر کے رعب ہوش افزا سے ہلتے تھے
چمن ان کے سخن کے فیض بے ہمتا سے کھلتے تھے
ہجوم خلق تھا راہ طلب میں شانے چھلتے تھے
بشر کی کیا حقیقت ہے فرشتے جھک کے ملتے تھے
فلک تھا دم بخود بادِ مخالف چل نہ سکتی تھی
خدا کی بات تھی ٹالے کسی کے ٹل نہ سکتی تھی

☆

خلقت کی مصلحت ہے بہم کچھ یہ پیار
ورنہ ہر ایک اپنی طرف بیقرار ہے

جو ذرہ ہے یہاں اسے اک انتشار ہے

مرجع تمام خلق کا پروردگار ہے

ہر آن میں ہے شان خدائے قدیر کی

ہر ایک سمت ک صدا ہے اِلَیکَ المَصِیر کی

☆☆

اب تو یاری کا اسی پر رہ گیا ہے انحصار

جس کا حاسد ہے اس کا جو ہو حاسد تیرا یار

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

جنگ جب تک تھی بتوں سے نام تھا اللہ کا

اب تو ہر اک ہے مجاور اک جدا درگاہ کا

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

ہاں تجارت اور پالیٹکس میں دیکھیں جو سود

چند روزہ متفق ہوں ورنہ اے شیخ و ہنود

واسطے اللہ کے ہو دوستی وہ اب کہاں

متفرقات

☆☆

الا یا ایھا الساقی مکن تصنیف ناول ہا

دروغ آساں نمودا دل ولے افتاد مشکل را

☆☆

جن لوگوں کا قومی کوئی مرکز نہیں ہوتا

ان میں کا کوئی فرد معزز نہیں ہوتا

☆ ☆

سند کیسی جمال ان میں اگر ہے ہوگا خود ظاہر
کوئی سارٹیفکٹ [۸۹] سے خوبصورت ہو نہیں سکتا

☆ ☆

آپ کی کارروائی پہ میں کیا دوں الزام
کر ہی کیا سکتے ہیں اب آپ حماقت کے سوا

☆ ☆

جس سے ملتی تھی انہیں دل میں بزرگوں کے جگہ
وہ ادب لڑکوں کے دل سے آج کل جاتا رہا

☆ ☆

حال دل خوب کہا ہے یہ زباں کا دعویٰ
دل سے پوچھو تو وہ کہتا ہے کہ کچھ بھی نہ کہا

☆ ☆

شیخ نالاں ہیں کہ برگد کو برتنا ہی پڑا
اس پرانے سورت کو بھی مل میں کتنا ہی پڑا

☆ ☆

جو اصل و نقل سے واقف ہے اس نے دل کو ہے روکا
مبارک ہو تمہیں کو چاٹنا لڈو کے فوٹو کا

☆ ☆

پئے ممبری جو ابلے سمجھ اس کو خون اچھا
یہ بجا ہے قول شاعر گزشتہ[۹۰] جنون اچھا

☆☆

مسلمانوں کا وہ آئین طبع مستقل بدلا
چھٹی عربی گیا قرآن زباں بدلی تو دل بدلا

☆☆

ہوٹل میں برہمن نے اگر بھوگ لگایا
سمجھو کہ دھرم کو یہ بڑا روگ لگایا

☆☆

میں نے سحری کھانے پر ٹوکا تھا تو وہ جھنجھلاتے تھے
اور آج جناب واعظ نے چوران سے فقط افطار کیا

☆☆

کیونکر خدا کے عرش کے قائل ہوں یہ عزیز
جغرافیے میں عرش کا نقشہ نہیں ملا

☆☆

فرقت نے کہا کہ جاگئے آپ
کھٹمل نے کہا کہ بھاگئے آپ

☆☆

بنی امیہ سے تھے تنگ قبل ازیں سادات
ستانے آئے ہیں اب شیخ کو نبی کالج

الفاظ ثقیلہ کو مغرب نے کیا خارج
اب دم کی جگہ ملت نمدے کی جگہ کالج

کب میں کہتا ہوں الگ ہو سارا قصہ چھوڑ کر
کر طلب دنیا مگر صاحب کا حصہ چھوڑ کر

ظلم ہے ان کو اگر داد نہ دوں میں لیکن
اپنے مداح کا مداح نہ ہونا بہتر

ہم ڈنر خواہی وہم آروغ صاف
ایں خیال است و محال است دگزاف

کیا پوچھتے ہو اکبر شوریدہ سر کا حال
خفیہ پولس سے پوچھ رہا ہے کمر کا حال

تذکرے ان کی خوش اخلاقی کے بہت سنتا ہوں
جتنے راوی ہیں مگر سب ہیں وہ ارباب نشاط

عدو کے شست سے بچتے نہیں ہیں
یہ کالے ہیں مگر کوے نہیں ہیں

☆ ☆

تھیٹر والیاں دنیا میں ہر سو عیش کرتی ہیں
جہاں رقصاں ہوئیں دل لیتی ہیں بل[91] کیش[92] کرتی ہیں

☆ ☆

سائنس کا مطلب ہے کہ نیچر کو نچوڑیں
اس بت کی یہ خواہش ہے کہ اکبر کو نچوڑیں

☆ ☆

دیکھئے رہتا ہے کب تک ملتوی یہ قصد حج
گھر کی جانب سے تو اطمینان ہونے کا نہیں

☆ ☆

مصلح قوم ہوں امت کے نگہبان نہیں
پہلے اللہ مگر خود تو مسلمان بنیں

☆ ☆

دفع دل سے اثر یاس کیا کرتے ہیں
رزولیوشن ہی بس اب پاس کیا کرتے ہیں

☆ ☆

گوشۂ مسجد میں کار شیخ اب بنتا نہیں
پیٹ گو تسکین پا جائے مگر تنتا نہیں

☆ ☆

خدا کی راہ میں اب ریل چل گئی اکبر

جو جان دینا ہو انجن سے کٹ مرو اک دن

☆ ☆

مسلماں تو وہ ہے جو ہے مسلمان علم باری میں
کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

☆ ☆

گروجی دیکھ کر ہم کو لہو کے گھونٹ پیتے ہیں
جو سچ پوچھو تو ہم بھگوان کی کرپا سے جیتے ہیں

☆ ☆

وصل کا اس بت خودبیں سے کوئی ہنٹ[۹۳] کہاں
صرف بوسے میں بھلا سلف گورمنٹ[۹۳] کہاں

☆ ☆

صداقت کے نشاں اس مصرعۂ اکبر میں ملتے ہیں
کلیں سائنس سے چلتی ہیں دل مذہب سے ہلتے ہیں

☆ ☆

خدا کی راہ میں پہلے بسر کرتے تھے سختی سے
محل میں بیٹھ کر اب عشق قومی میں تڑپتے ہیں
زمیں اچھی شعاع مہر کا جس پر اثر پہنچے
وہی دل خوب ہیں جو گرمی عرفاں سے تپتے ہیں

☆ ☆

ملکی خیال جب ہے تو ہو ساز ملک بھی

بیلا لیا ہے اس نے تو ہم بین کیوں نہ لیں
رسماً تو ایک بوسہ ہے کافی دم وداع
لیکن مزا جو آئے تو دو تین کیوں نہ لیں
(مصرعہ طرح یہ تھا (بی بی نے دل لیا تو سر دین کیوں نہ لیں)

لطف ہے واعظ کو اکبر قوم خود مختار میں
وقت کیوں کھوتا ہے اپنا کمپ کے بازار میں

☆ ☆

ہمارے کل خیالوں کو وہ مستحسن سمجھے ہیں
بجز اس کے کہ ہم شیطان کو دشمن سمجھتے ہیں

☆ ☆

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں نہ کریں
جھگڑے کے لیے اخباروں میں مضمون تراشا کیوں نہ کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جب اس سے فلک کا دل بہلے ہم لوگ تماشہ کیوں نہ کریں

☆ ☆

ممبر علی مراد ہیں یا سکھ ندہان میں
لیکن معائنے کو وہی تابدان ہیں

☆ ☆

ہم ریش دکھاتے ہیں کہ اسلام کو دیکھو
مس زلف دکھاتی ہے کہ اس لام کو دیکھو

☆ ☆

یہ خوب مصرعہ اکبر ہے اس کو شوق سے گاؤ
جو تم کو منہ نہ لگائے تم اس سے دل نہ لگاؤ

☆ ☆

محو پرواز ہیں گلشن میں جو تھے زمزمہ سنج
فیض صیاد نے بخشی یہ ترقی ان کو

☆ ☆

پرہیز سے تھامو صحت کو بھگوان کی ہر دم جاپ کرو
اسکول کمیٹی میں ہے پھنسا تم اپنی ترقی آپ کرو

☆ ☆

ہجر کی شب یوں ہی کاٹو بھائیو
ان کا فوٹو لے کے چاٹو بھائیو

☆ ☆

انگلش سے بھی ہم کہتے ہیں انصاف کرو نعمت چکھو
جب تم کو خدا خوش رکھتا ہے تم خلق خدا کو خوش رکھو

☆ ☆

قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

☆ ☆

جو چاہتے ہیں کٹے عمر اعتدال کے ساتھ
بڑھا رہے ہیں وہ بسکٹ کا جوڑ دال کے ساتھ

☆ ☆

وہی صاحب عمل ہیں شرع و دیں جن کا وظیفہ ہے
یہ صلح کل فقیری فقرہ یا شاہی لطیفہ ہے

☆ ☆

سمجھتے تھے جو ان کو ان کی گردن تم نے کل ماری
سمجھ لو آج بیکار ان کتابوں کی یہ الماری

☆ ☆

کچھ اس کا غم نہیں آفس[۹۴] میں ہو کہ مل[۹۵] میں رہے
شکم کے ساتھ نہ پھیلے حدود دل میں رہے

☆ ☆

شیطان نے ترکیب تنزل یہ نکالی
ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلا دو

☆ ☆

عزیز لڑتے ہیں آپس میں یہ ستم کیا ہے
خدا کی مار سے ووٹوں کی مار کم کیا ہے

☆ ☆

ماہ جون میں یاد قانون کیجئے
اور گوارا خفت نوں کیجئے

☆ ☆

فرنگی سے کہا پنشن بھی لے کر بس یہیں رہیے
کہا جینے کو آئے ہیں یہاں مرنے نہیں آئے

Iqbal Cyber Library
All Rights Reserved. 2002-2006

☆ ☆

کافی ہیں امیروں کو قوانین گورمنٹ
مذہب کی ضرورت تو غریبوں کے لیے ہے

☆ ☆

کالج سے جنہیں امیدیں ہیں مذہب کو بھلا کیا مانیں گے
مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلے کو وہ کیا پہچانیں گے

☆ ☆

تم بن گئے ہو صاحب مرزا غریب ٹھہرے
پھر ان کو کیا تم ان کے گھر کے قریب ٹھہرے

☆ ☆

میم نے شیخ کو ڈانٹا تو پکارے وہ غریب
دیکھیے توپ نے لاٹھی کو دبا رکھا ہے

☆ ☆

تمہارے حسن میں سائنس کا بھی دل الجھتا ہے
کمر کو دیکھ کر وہ خطِ اقلیدس سمجھتا ہے

☆ ☆

نہایت قابلیت سے مجھے ثابت کیا مردہ
مناسب داد دینا ہے مجھے یا رب کہ رونا ہے
ندا آئی مناسب ہے کہ جینا اپنا ثابت کر
خوشلد یا شکایت دونوں ہی میں وقت کھونا ہے

☆ ☆

نزول وحی مغرب نوجوانوں پر ہے اے اکبر
زبانیں کالجوں کی کھل گئیں اب آپ چپ رہئے

☆«ΞΞΞΞ»☆

مذہب سوسائٹی ہے اور دین آخرت ہے
پولیٹکل جو پوچھو طاقت ہے اور سکت ہے

☆«ΞΞΞΞ»☆

قائل تقدیر یہ تھے قائل تدبیر وہ
یہ قضا سے اور وہ اپنی حماقت سے مرے

☆«ΞΞΞΞ»☆

دو حروف میں ہیں دفتر تجھ کو اگر نظر ہے
مذہب مرید کن ہے سائنس میں اگر ہے

☆«ΞΞΞΞ»☆

کرتا ہوں ہر اینٹ پر نوحے رکا رہتا ہے کام
تنگ ہے وہ شوخ مجھ تاریخ داں مزدور سے

☆«ΞΞΞΞ»☆

بھائیو گیہوں کا آٹا ڈھائی آنہ سیر ہے
پھر عجب کیا ابن آدم زندگی سے سیر ہے

☆«ΞΞΞΞ»☆

جو چاہتا ہے زمین کو لالہ زار کرے
برائے سعی وہ موسم کا انتظار کرے

☆«ΞΞΞΞ»☆

بھائی عربی دوست ہندو بادشاہ انگریز ہے
آپ کی فکر ترقی انتشار انگیز ہے

☆ ☆

دل میں اب نور خدا کے دن گئے
ہڈیوں میں فاسفورس دیکھئے

☆ ☆

یہ ینگ پارٹی کی بنا کس غرض سے ہے
واللہ یہ علاج لو بد تر مرض سے ہے

☆ ☆

ان میں موج مغربی مجھ میں ہوائے شرق ہے
حضرت گزٹ میں غرق ہیں بندہ غزل میں برق ہے

☆ ☆

اب تو پنڈت جی کا ہائی مارک[96] ہے
دل میں لے کر ما نہیں ہے پارک[97] ہے

☆ ☆

بدن کو کچھ سمجھ سکتے ہو نشتر اور شعاعوں سے
مگر آساں نہیں تشریح استعداد روحانی

☆ ☆

رکن محفل وہ ہوئے رنگ بدل دینے سے
بات میری بھی بنی رہ گئی چل دینے سے

☆ ☆

بہ قول اہل مغرب یہ زمانہ ہے ترقی کا
مجھے بھی شک نہیں اس میں کہ غفلت کی جوانی ہے

☆ ☆

اس بت کے لب و رخ کا لیا بوسہ پس از عقد
مجھ شاعر مشرق کا ہنی مون[٩٨] یہی ہے

☆ ☆

تجربہ خود ہی بتا دیتا ہے مرشد اکبر
سچ کہا آپ نے پیری میں مریدی کیسی

☆ ☆

نہ پوچھو ہم سے اکبر حالت سائنس و مذہب کو
وہاں ابجد پہ ہنگامہ ہے یاں ضطع پہ بیہوشی

☆ ☆

ہر شخص میں جوش خود سری ہے
سوشل حالت کی ابتری ہے

☆ ☆

عجب حالت ہے شیخ ہند کی اطفال کی نسبت
جوانی بھی یہیں گذرے بچپن بھی بت پرتی ہے

☆ ☆

جب غور کیا تو مجھ پہ یہ بات کھلی

وقت میں وہ ہیں کہ جو نہ صاحب نہ قلی

☆☆

کالج و اسکول کی بجتی ہے ہر سو تو مڑی
چار دونی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی

☆☆

پہلے ہوتا تھا وصال اور اب ہے مرگ نیچری
عرس کا اب اس لیے ہے نام اپنی ورسری 99

☆☆

دلیری سکھاتے ہیں ہم کو یہ کہہ کر
جہنم سے ڈرنا بڑی بزدلی ہے

☆☆

مری کھیتی تو اک مدت ہوئی چڑیوں نے چگ لی ہے
میں کیوں پوچھوں جگہ ٹھاکر کی جمنا ہے کہ ہگلی ہے

☆☆

نظر میں تیرگی ہے اور رگوں میں ناتوانی ہے
ضرورت کیا ہے پردے کی جہاں ہمے کا پانی ہے

☆☆

ہمارے مصلح اگر یہی ہیں بدل ہی دیں گے مزاج لیلیٰ
یہ مشورے دے رہے ہیں حضرت کہ بھیج دو قیس کو بریلی

☆☆

مرا ٹٹو زیادہ مشرق ہے شیخ صاحب سے
کہ وہ موٹر پہ چڑھتے ہیں یہ موٹر سے بھڑکتا ہے

☆☆

صبا نے جارج کو مژدہ یہی سنایا ہے
محافظ حرم اب آپ کی رعایا ہے

☆☆

نہیں ملنے کی اب فطرت سے لے ان کے ترانے کی
ہدایت مرشدوں نے کی ہے ان کو کپ اڑانے کی

☆☆

شاپ میں سب جمع ہیں مجھ سے نہ پی پی کیجئے
آپ اس بوتل کو میرے گھر میں وی پی کیجئے

☆☆

ماسٹر کی بحث اگر مانیں نتیجہ ہے یہی
اب ہیں اچھے جانور پہلے برے انسان تھے

☆☆

ٹرخا دیا ہر ایک کو مغرب نے پاس کرکے
سید بھی کورے کھسکے برسوں مساس کرکے

☆☆

جمال صورت و معنی میں بحث وردو کد کیسی
گل و بلبل کے حق میں کیا شہادت اور سند ہے

☆ ⧖⧖⧖⧖ ☆

نہ دعوے کی ضرورت ہے نہ کوئی روک سکتا ہے
کسی میں فطرتی جوہر جو ہو وہ خود چمکتا ہے

☆ ⧖⧖⧖⧖ ☆

اتحاد مذہبی کا شوق گو ہے نیچرل[١٠١]
اس زمانے میں مگر کچھ اور ہے طرز عمل

☆ ⧖⧖⧖⧖ ☆

پہلے سنتے تھے صدائیں مرد میداں کون ہے
اب تو یہ سرگوشیاں ہیں میری گوئیاں کون ہے

☆ ⧖⧖⧖⧖ ☆

وہی ہنسائے وہی رُلائے وہی جگائے وہی سلائے
وہی بگاڑے وہی سنوارے وہی نکالے وہی بلائے
اسی سے خوش رہ اسی کا غم کر اسی کو دیکھ اور اسی میں گم ہو
دعا اسی سے ثنا اسی کی جو گر تو چپ ہو سنبھل جو قم ہو
جہان فانی کے کل کوائف اسی کی قدرت کے ہیں لطائف
اسی کی رحمت پہ کوئی غافل اسی کی عظمت سے کوئی
دلوں کا مالک نظر کا حاکم سمجھ کا صانع خرد کا بانی
جمال اسی کا جلال اسی کا اسی کو زیبا ہے لن ترانی

☆ ⧖⧖⧖⧖ ☆

خواہشیں کھو دیتی ہے صبر و شکیب

خواہشوں میں ہوتے ہیں اکثر فریب
ہمنشیں کے نفس کے شیطان کے
خود غرض احباب کے سلطان کے
پہلے آپ اصلاح خواہش کیجئے
بعد ازاں دنیا سے سازش کیجئے

☆⟨ ⟩☆

ضرورت نے کیا قائم جو پاس اور فیل کا پھندا
تو مشت استخواں نے مشت پر کو کر دیا چندا
ہمائے اوج عزت کا مگر حق اب تو غالب ہے
شرف اس کا رہے محفوظ غیرت اس کا طالب ہے

☆⟨ ⟩☆

اس چیز کا کیا کہنا تھا جس نے دلوں کو نیک کیا
لاکھوں ہی طبائع کو کھینچا ہموار کیا اور ایک کیا
جو قوم کو ابتر کرتے ہیں اب ان اثروں میں رونا ہے
معلوم نہیں کیا مطلب ہے معلوم نہیں کیا ہونا ہے
تعلیم جنہوں نے پائی ہے وہ بد تو نہیں ہیں بے حس ہیں
دعوی جو ہیں رسم ومذہب کے سب ان کے یہاں سے ڈسمس ۱۰۲

ہیں

کیوں دولت وقوت کی ہے کمی اس کے تو سب پیچیدہ ہیں
کچھ اس کو سمجھ سکتے ہیں وہی بوڑھے جو زمانہ دیدہ ہیں

لیکن یہ جو سوشل آفت ہے طوفاں بپا ہے فتنوں کا
بے مہری ملت کی یہ ہوا اک قہر ہے جس کا ہر جھونکا
اس کا جو سبب ہے سن لو اسے سب پردہ عیاں ہے ظاہر ہے
الفاظ صریح و وضاح ہیں یہ مطلع اکبر حاضر ہے
تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط بازاری
جو عقل سکھائی جاتی ہے وہ کیا ہے فقط سرکاری

☆

گئے برہمن کے پاس لے کر جو اپنے جھگڑے کو شیعہ سنی
بگڑ کے بولا کہ جاؤ بھاگو ملکش تم بھی ملکش وہ بھی
بڑھی جو تکرار تو وہ لے کر انہیں فرنگی کے پاس پہنچا
وہ بولا بس دور ہو یہاں سے کہ تم بھی نیٹو ہو وہ بھی نیٹو
فلک نے آخر ہر اک کی سن کر کہا کہ تم سب ہو مست غفلت
سمجھ لو اس کو کہ تم بھی فانی ہو وہ بھی فانی ہے یہ بھی فانی

☆

برگڈ کے مولوی کو کیا پوچھتے ہو کیا ہے
مغرب کی پالسی کا عربی میں ترجمہ ہے

☆

نہ تیر افگنی ہے نہ اب حکم رانی
نہ وہ وضع ملت نہ قرآن خوانی
نہ باہم ادب ہے نہ وہ مہربانی
یہی کہتی پھرتی ہے لڑکے کی نانی

ہر اک شاخ میں پاس یہ اے بوا ہے
مرا لال کالج کا کاکا[۱۰۳] توا ہے

☆ ☆

پسنجر کی آمدی رہی در کنا
ہوا ڈاک گاڑی میں بھی انتشار
جولی ریل والوں نے راہ فرار
ٹریفک کا ہے بند سب کاروبار
کئی دن سے سونی ہے ای آئی آر[۱۰۴]

یہ سچ کہہ گیا شاعر نامدار
بیک گردش چشم نیلوفری
نہ انجن بجا ماند نہ انجینئری

☆ ☆

اٹھ گیا پردہ تو اکبر کا بڑھا کون سا حق
بے پکارے جو مرے گھر میں چلا آتا ہے
بے حجابی مرے ہمسائے کی خاطر سے نہیں
صرف حکام سے ملنے میں مزا آتا ہے

☆ ☆

قدر دانوں کی طبیعت کا عجب رنگ ہے آج
بلبلوں کو ہے یہ حسرت کہ وہ الو نہ ہوئے

☆ ☆

اک غزل میں اتفاقاً میرا اک مصرعہ یہ تھا
دیدہ عبرت سے رنگ دیر فانی دیکھئے
کوئی بول اٹھا زوال حسن بت مقصود ہے
اس سخن میں بدشگونی کی نشانی دیکھئے
عارفانہ شاعری بھی آج کل دشوار ہے
بزم دنیا میں یہ زور بدگمانی دیکھئے

☆☆

کہنا ہے مجھ کو جو کچھ سنئے گا اس صدی میں
پوچھا کہ اس صدی میں کیوں چپ رہو گے جی میں
بولے کہ یہ صدی ہے اس بحث اور بیاں میں
کہنا ہے جو کہیں ہم کونسی زباں میں
سن کر یہ بات ان سے ہر اک کو آیا چکر
ایک صاحب بصیرت چلتے ہوئے یہ کہہ کر
پیر فلک نہ کیوں کر ابواب بحث کھولے
جیتے رہیں گروجی زندہ رہیں یہ بھولے

☆☆

پہلے کام اپنا پالیسی کرتی ہے
ہمدردی طبع بے حسی کرتی ہے
تنگی ہوتی ہے جب بہت خلقت پر
فطرت خود اٹھ کے ثالثی کرتی ہے

☆☆

زبان سنسکرت اس وقت پنڈت جی سے کہتی ہے
کہ اچھا ہے مری الفت تمہارے دل میں رہتی ہے
میں خوش ہوں گی بلاشک تم اگر مجھ کو جلاؤ گے
مگر وِسکی پلاؤ گے کہ گنگا جل پلاؤ گے
جیوں گی میں کہ پھر تم کو ملاؤں دیوتاؤں سے
بھراؤ گے مجھی کو یا کہ دنیا کی بلاؤں سے
اگر شوق عبادت ہے تو میں موجود ہوں اب بھی
اگر دنیا کا سودا ہے تو کب میں اسے سے راضی تھی

☆ ☆

پیدا جو ہوئے یہ غل مچانے والے
دل ان کا نہیں ہیں ہم بڑھانے والے
لیکن بہ ادب کریں گے یہ عرض کہ ہیں
اس فن کے حضور ہی سکھانے والے

☆ ☆

فکر ساری کی ہے وِنگن کی
اب تو دھن ہے انہیں فرنگن کی

☆ ☆

فنا کے دور میں عبرت کو بھی قیام نہیں
نشان ہی نہ رہے جب تو یاد کیا آئے

☆ ☆

دلی خواہش تو ہے بیشک کہ ایک اور ایک دو کہیئے

مگر کہنے کو ہوں موجود سب کچھ آج جو کہیے
بتانِ مغربی کی مدح و ذم کی بحث نازک ہے
سکوت اس وقت اولیٰ ہے نہ لیں[۱۰۵] کہیے نہ نو[۱۰۶] کہیے

☆ ☆

گو ڈر جدید روشنی کے شعلوں کی ہے یہ
پردے کی احتیاج ہے کیا اس بناؤ پر
جب شمع ہو تو اس کی حفاظت ضرور ہے
فانوس کو یہ رکھ نہیں سکتا الاؤ پر

☆ ☆

نام میرا دفترِ اعزاز سے خارج ہے اب
پارک کی زینت میں میری قبر بھی خارج ہے اب

☆ ☆

یہ دال لبِ گنگ کبھی گل نہیں سکتی
کلو کے پٹاخے سے بلا ٹل نہیں سکتی

☆ ☆

افعی سے کہا میں نے مجھے تو نے ڈسا کیوں
بولا کہ بلا لاٹھی کے تو بن میں بسا کیوں
پاؤں میں تو مہندی ہے لگی شوق ڈنر کی
حیران ہوں اکبر نے کمر کو یہ کسا کیوں

☆ ☆

پیٹ مصروف ہے کلرکی میں
دل ہے ایران اور ٹرکی میں

☆☆

بعض مسلم تو ایسے ہیں موجود
منہ جو لحمِ بقر سے موڑتے ہیں
فوجی گورے مگر رکیں کیوں کر
جان بل کب گئو کو چھوڑتے ہیں

☆☆

نہ وہ جان کے ہیں نہ ہیں تن کے دشمن
فقط ہیں ہمارے میاں پن کے دشمن
جو ہوں دوست اپنے کہاں وہ میسر
غنیمت ہیں اس وقت کے دشمن

☆☆

قناعت نہیں ہے تو ایمان رخصت
عبادت نہیں تو مسلمان رخصت

☆☆

یہ آپ کا فرمانا ہے بجا قرآن بھی ہے اللہ بھی ہے
مشکل تو یہ ہے لیکن کہ ادھر آنر بھی ہے اور تنخواہ بھی ہے

☆☆

ہر طرف برپا ہے طوفان عناد و اختلاف

برہمن اور شیخ سوشل سازو سامان کیا کریں
پالسی مغرب پر تعصب ہے سوار
اس کو ہندو کیا کریں اس کو مسلماں کیا کریں

☆ ☆

تقلید حریف میں جو پہنچے نقصان
افسوس اس کا ہو کیوں دل ملت میں

☆ ☆

مسجد کی مصیبتوں میں دیتے امداد
ہوٹل میں پٹو تو شیخ جی کیوں دوڑیں

☆ ☆

کانٹے بونے لگے اب شکسپیر پڑھ کر عزیز
گل کھلائیں گے کہاں تک یہ گلستان والے

☆ ☆

سگے بدنبال و نشہ مے رفل بدست و غرور در سر
کدھر ہوا ہے یہ عزم قاتل خدا کرے خیر جان اکبر

☆ ☆

ہوگیا ہے الہلال[108] آما جگاہ تیر غرب
اس نئے دور فلک کی چاند ماری دیکھئے

☆ ☆

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو

جب توپ مقابل ہے تو اخبار نکالو

☆☆

ضبطی پرچۂ توحید[۱۰۹] ہوئی فیر یہ ہے

قل ھو اللہ احد ضبط نہیں خیر یہ ہے
نور ایماں کی ضرورت نہیں سمجھا سائنس
وجہ خاموشی شمع حرم و دیر یہ ہے
مغربی پارک میں چکر کے سوا کچھ بھی نہیں
دل رنگین کی ہوا کھاؤ بڑی سیر یہ ہے

☆☆

قید ہر کروٹ پہ ہر بوسے پہ اک مضمون ہے
عشق مس کیا ہے نرا قانون ہی قانون ہے
گو نئی نظریں مبارک باد دیں اس لطف پر
میں تو کہتا ہوں کہ شامت اس کی جو مفتون ہے

☆☆

صاف کہتا ہوں رہیں خوش یا ہوں ناخوش مولوی
آسماں اب چاہتا ہے مولوی کش مولوی

☆☆

بابو صاحب کا یہ ہے شکوۂ افلاس بجا
سچ تو کہتے ہیں کہ مچھلی نہ سہی بھات تو ہو

☆☆

چاہو بھلا جو اس کا ہرگز نہ تم سکھاؤ
بحث حقوق انسان نیٹو آف انڈیا کو

☆ ☆

حج کو کیوں کر جائے کارخانگی کو چھوڑ کر
اتنی کثرت ہو جو چواہوں کی تو بلی کیا کرے

☆ ☆

بھلا کا پوچھنا ہے شان اکبر کا زمانے میں
کہ نیٹو بھی ہے ہندوستانی بھی مسلمان بھی

☆ ☆

شیخ جی کے دونوں بیٹے باہنر پیدا ہوئے
ایک ہیں خفیہ پولیس میں ایک پھانسی پاگئے

☆ ☆

قوت زیر حراست سے نہیں پیدا نہیں شکوہ
جب لیا لیسنس وہ رعب رفل جاتا رہا

☆ ☆

باوجود اس بیکسی کے بدگمانی اس قدر
میں نے کی اللہ سے فریاد آڑے آیاویں
ڈائری میں ہوگیا تھا اختلاف اندراج
لڑگئے خفیہ پولس سے کل کراماً کاتبیں

☆ ☆

سول سرجن تو ساڑھے سات سے پہلے نہیں اٹھتے
ولیکن ان کے مرغے کی سحر خیزی نہیں جاتی

☆ ☆

اے ذہن عرب گوش مکن صلح عجم را
ایں نغمہ نشید است و گر صورت و نغم را

ضمیمہ

☆ ☆

در بحر زندگی دلم آہے کشید رفت
برقے بگو میش کہ درا برے طپید ورفت
داغ دل است رنگ فنا اندریں چمن
سبزہ دمید و مرد گل تر رسید و رفت

☆ ☆

اس وعدہ خلافی پہ کرو غور کسی دن
ہر روز یہ کہہ دیتے ہو اب اور کسی دن
ہر لذت دنیا پہ وہ جھک پڑتے ہیں فی الفور
آفت میں پھنسائے گی یہ فی الفور کسی دن

☆ ☆

خیال حالت قومی سے دل کو پست کرتا ہوں
مگر جب اپنا بنگلہ دیکھتا ہوں جست کرتا ہوں

☆ ☆

مورخ اور صوفی میں یہی ہے فرق اے اکبر
کہ وہ مصروف ماضی ہے اور اس کو حال آتا ہے

☆ ☆

ڈاڑھی خدا کا نور ہے بے شک مگر جناب
فیشن کے انتظام صفائی کو کیا کروں

☆ ☆

نکال دیں تو در فیض عام چھٹتا ہے
جو منہ لگائیں تو ان کا گدام لٹتا ہے
سکھائیں کیوں نہ یہ فقر و فنا رعایا کو
کہ حرص بڑھتی ہے اس سے نہ دم ہی گھٹتا ہے
کریں یہ خاک نشینوں کی طبع کو ہموار
کہ جس طریق سے کنکر سڑک پہ کٹتا ہے

☆ ☆

نہ کٹ لٹ ہیں نہ یاں کانٹا چھری ہے
مگر گھی ہے تو کھچڑی کیا بری ہے
کہاں مسجد میں وہ اگلے سے مسلم
خدا کے نام کی خانہ پری ہے
ترقی پا کے وہ برگد میں پہنچے
کسی کو کیا کہ جب تنہا خوری ہے
یہ لیڈر گا رہا ہے حمد کے گیت

مگر آواز بالکل بے سری ہے

☆ ☆

عقد سے کیا ہوں وہ خوش کہتی ہے بیوی ان کی
بے نماز آئے تو کب ہاتھ لگانے دوں گی
میں مسلمان کی لڑکی ہوں مسلمان ہوں خود
سامنے بھی انہیں واللہ نہ آنے دوں گی
ساس کہتی ہیں کہ پڑھواؤں گی سمجھا کے نماز
ایسے مسٹر کو بھلا ہاتھ سے جانے دوں گی

☆ ☆

دھن دیس کی تھی جس میں گاتا تھا اک دہاتی
بسکٹ سے ہے ملائم پوری ہو یا چپاتی
شانِ نماز اکبر شاہانہ ہو چلی ہے
مسجد الگ بنائیں اپنی میاں وفاقی

☆ ☆

جوایرشپ[۱۱۲] پر چڑھتے تو ایسے کہ بس ہمیں ہیں خدا نہیں ہے
جوایرشپ سے گرے تو ایسے کہ لاش کا بھی پتا نہیں ہے
حیات دنیا کو آیتوں میں خدا نے لہو و لعب بتایا
کسی کو ہو کچھ تامل اس میں ہمیں تو شبہ ذرا نہیں ہے

☆ ☆

گپیں اڑانے کو اک وادی عمل تو ہے

ہمارے واسطے اک ناز کا محل تو ہے
الٰہی رکھ تو سلامت ہمارے لیڈر کو
کہ بزم قوم میں اس سے چہل پہل تو ہے
چلا ہی لیں گے کسی کھیت میں بہ حکم حضور
خدا کے فضل سے محفوظ اپنا ہل تو ہے

☆﴿⧖⧖⧖⧖﴾☆

اسے اقرار اغوا ہے یہ اغوا کو چھپاتے ہیں
علیہ اللعن ہے شیطان لیکن ان سے اچھا ہے
بہت مبہم تمہارا مصرعہ ثانی ہے اے اکبر
اشارہ ہے کدھر شیطان آخر کن سے اچھا ہے

☆﴿⧖⧖⧖⧖﴾☆

جو سچی بات ہے کہہ دوں گا بے خوف و خطر اس کو
نہیں رکنے کا میں ہرگز پری ٹوکے کہ جن ٹوکے
اتار آتے جو کابل سے تو پڑتے سب کے حصے میں
امیر آئے تو ہم کو کیا مزے ہیں لارڈ منٹو کے

☆﴿⧖⧖⧖⧖﴾☆

شاہی و حکومت کی ہے اصلی یہی بیوٹی[113]
ہر طور سے انسان سمجھ لے اسے ڈیوٹی[114]

حاکم میں اگر ناز ہے اور عیش پرستی
حاکم میں اگر بادۂ نخوت کی ہے مستی

کتنا ہی زبردست و بلند اس کا ہو پایا
ہرگز نہ کہیں گے اسے اللہ کا سایہ
حاکم کو ضروری ہے مذاہب کی اعانت
اللہ کی ہو جس سے پرستش بہ فراغت
با ایں ہمہ کرنا ہے مجھے صاف یہی عرض
حاکم کی اطاعت ہے بہر حال تمہیں فرض
دنیا یہ بنی ہے پئے تیاری عقبےٰ
بیجا ہے حکومت کا جو ہر اک کو ہو سودا
یہ ملک نہ فطرت کا ہے شیدا نہ خدا کا
دادا کا کہیں بت ہے کہیں رسم کا خاکا
جو شرک میں ڈوبا ہے نہ پھولا نہ پھلے گا
غیروں ہی کی امداد سے کام اس کا چلے گا

☆☆

مجھ میں اب زور ناتوانی ہے بہت
با ایں ہمہ ان کو بدگمانی ہے بہت
خاموش رہو تو سانس لینے دیں گے
اتنی بھی یہ ان کی مہربانی ہے بہت

☆☆

میر منشی رضا حسین خاں صاحب نے سلسلہ مراسلت میں مجھ کو یہ شعر لکھ بھیجا تھا

چشمے داریم و عالمے در نظرم

دیگر چہ معلم و کتابم باید

میری طبیعت میں اس شعر نے ایسا ہیجان پیدا کیا کہ اشعار ذیل موزوں ہو گئے

اے آنکہ فسانہ گوئی از دیر و حرم
ایں دفتر تست باعث درد سرم
بگذار مرا بہ حالم از راہ کرم
چشمے داریم و عالمے در نظرم
دیگر چہ معلم و کتابم باید

☆ ☆

جامے ز مئے طہور دارم در دست
جانم بہ سرود عاشقی بیخود و مست
نے طالب نغمہ ام نہ من بادہ پرست
تار نفس است و یا دے از عہد الست
دیگر چہ مغنی و شرابم باید

☆ ☆

یہ کہتے تھے اک لالۂ باوقار
کہ عربی حروف اب تو ہم پر ہیں بار
رکی ہے انہیں سے ہماری نمود
یہ کھسکیں تو ثابت ہو اپنا وجود
کہاں کا حرام اور کہاں کا حلال
ہٹے جائے حطی رہیں رام لال

☆ ☆

رقبہ تمہارے گاؤں کا میلوں ہوا تو کیا
رقبہ تمہارے دل کا تو دو انچ بھی نہیں

☆ ☆

بوئے وفا نہیں ہے مسوں کے اصول میں
بس رنگ دیکھ لیجئے گملے کے پھول میں

☆ ☆

روتا تھا میں اس غم میں کہ حالت تو ہے ایسی
اور اس کا کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے

☆ ☆

ہو اس کا بھلا جس نے کہا دل کو قوی رکھ
جو تجھ پر گذرتی ہے خدا دیکھ رہا ہے

☆ ☆

بھائی صاحب تو یہاں فکر مساوات میں ہیں
شیخ صاحب کو سنا ہے کہ حوالات میں ہیں
قوم کے حق میں تو الجھن کے سوا کچھ بھی نہیں
صرف آنر کے مزے ان کی ملاقات میں ہیں
سر بسجدہ ہے کوئی اور کوئی تیغ بہ کف
اک ہمیں اس رزولیوشن کی خرافت میں ہیں
ہوش میں رہ کے کرو دور نقائص اپنے
مغربی لوگ تو مست اپنے کمالات میں ہیں

☆ ☆

طالب ہوں میں ترقی بابو پسند کا
اخلاق کو اگرچہ ہے خطر گزند کا

☆ ☆

بابو ہمیں نگل گئے اس عہد میں تو خیر
رہنا پڑا ہے نبیوں کو مچھلی کے پیٹ میں

☆ ☆

جس نے کہ یہ کہا ہے واللہ کیا کہا ہے
تعلیم خواہ سب ہیں حاجت روا خدا ہے

☆ ☆

مٹنے پہ ہے نقش باطل
لا تستعجل لا تستعجل

☆ ☆

عالم وحدت میں کثرت رنگ دکھلانے لگی
ہوش کے ٹکڑوں سے میں میں کی صد آنے لگی

☆ ☆

جو بات صاف ہے کہتا ہوں بے دریغ اس کو
نہ مجھ کو کام ہے ٹھکرائی سے نہ شیخی سے
زیادہ زینت دنیا بھی ہے فساد انگیز
جنون جنگ ہے پیدا اسی ترقی ہے

☆ ☆

اب حدیث لیڈری ہے عمر راوی ہوچکی
آفت ارضی کی شدت ہے سماوی ہوچکی
پند ہے کونوا عباد اللہ اخوانا کی خوب
ووٹ بازی پر مگر یہ پند حاوی ہوچکی

☆ ☆

خلوت ناز میں کیا شان خود آرائی ہے
حسن خود عالم حیرت میں تماشائی ہے

☆ ☆

میرے اس مصرع پہ سب کی واہ ہے
ہوش میں ہوں زندگی اللہ ہے

☆ ☆

جب غم ہوا چڑھا لیں دو بوتلیں اکٹھی
ملا کی دوڑ مسجد اکبر کی دوڑ بھٹی

☆ ☆

چلا جاتا تھا اک ننھا سا کیڑا رات کاغذ پر
بلا قصد ضرر اس کو ہٹایا میں نے انگلی سے
مگر ایسا وہ نازک تھا فوراً پس گیا بالکل
نہایت ہی خفیف اک داغ کاغذ پر رہا اس کا

☆ ☆

بھی وہ روشنی میں شمع کی کاغذ پہ پھرتا تھا
ابھی یوں مٹ گیا ایک جنبش انگشت انساں سے

کیا میرے سوا نوٹس ہی کس نے اس کا دنیا میں
نہ تھی فطرت کی کیا کاری گری اس کے بنانے میں

نسب نامہ بھی اس کا عالم ذرات میں ہوگا
یہی تھی اس کی ہستی اور اس میں اس کی مستی تھی

نہ ماتم کرنے والا ہے نہ لائف لکھنے والا ہے
وہ دھبا درس عبرت دے رہا ہے مجھ کو اے اکبر

معاذ اللہ کیا سمجھا ہے تو نے اپنی وقعت کو
تجھے بھی صفحۂ روئے زمیں سے ایک دن آخر

مٹا دے گی کوئی تحریک فطرت حکم باری سے
عجب حیرت سے میں ہوں دیکھتا اس داغ کاغذ کو

مری نظروں میں تو نقشہ یہ ہے دنیائے فانی کا
صریحاً جسم تھا اک جان تھی احساس تھا اس میں

اور اب دھبا سا ہے کیا جانے کوئی کیسا دھبا ہے
عجب کیا ہے جو سمجھے کوئی پنسل کی لکیر اس کو

معاذ اللہ معاذ اللہ سناٹے کا عالم ہے
بہت جی چاہتا ہے روؤں اس ہستی کے دھبے پر

یہ ہیں برسات کے دن تیسری بھادوں گذرتی ہے
میں اپنا غم غلط کرتا ہوں کچھ اشعار لکھنے سے

اصل کاغذ جس پر دھبا ہے حسن نظامی دہلوی لے گئے اس کا
فوٹو انہوں نے چھاپا ہے

☆ ☆

پوچھے کوئی اگر تصنیف کیا
کہ دو اکبر کہ لفظ بے معنی
پوچھے کوئی شریعت کیا
کہہ دو اکبر کا لفظ بامعنی
پوچھے کوئی اگر تصوف کیا
کہ دو اکبر کہ معنی بے لفظ

☆

ہمارے شیخ صاحب کا عمل کتنا مناسب ہے
ادھر برگد بھی لٹو ہے ادھر جنت بھی واجب ہے

☆

مطبع کی یاں مدد نہ کتابوں کا زور ہے
میخانہ دل ہے اس کی شرابوں کا زور ہے

☆

فدا ہوں ہادیان دین و ملت کے نشانوں پر
پرستش میں مگر تقلید ابراہیم کرتا ہوں
فروغ روئے انسانی بھی ہے اور شمس تاباں بھی
مگر میں لا احب الافلین تعلیم کرتا ہوں
در دل اہل دل کا جب کھلا ہو جانب عرفاں
تو بیشک فیض روحانی کو بھی تسلیم کرتا ہوں

☆

اک بحث میں الجھ کر دنیا کا کام چھوڑا

چھوڑی سحر نہ اس نے ہنگام شام چھوڑا
ہر فلسفی نے لیکن عمر اپنی ختم کر دی
جو بحث اٹھائی اس کو بس ناتمام چھوڑا
اکملت کا اشارہ کافی ہے تجھ کو اکبر
پھر دل کا کیا ہے مرکز جب یہ مقام چھوڑا

☆ ☆

عجم کی زینتیں سیکھیں مباہات عرب سیکھیں
زمانے کی ترقی جو سکھائے ان کو سب سیکھیں
مگر اک التماس ان نوجوانوں سے میں کرتا ہوں
خدا کے واسطے اپنے بزرگوں کا ادب سیکھیں

☆ ☆

دل کو فطرت سے ہے تعلق
مذہب کا اثر زبان پر ہے
چاہو جو شناخت نیک و بد کی
موقوف یہ امتحان پر ہے

☆ ☆

دنیا کی بے وفائی سے اکبر ملول ہے
لیکن زیادہ اس کا تصور فضول ہے

☆ ☆

اب تک وہ رو رہا ہے میں سمجھا تھا رو چکا
اتنی سمجھ نہیں کہ مرا وقت ہو چکا

☆ ☆

جن میں ہر گام پہ اک دام بلا ہے درپیش
نفس کو تو انہیں باتوں میں مزا آتا ہے
اس کمیٹی میں نہیں روح کی لذت کا خیال
ممبر اٹھ جاتے ہیں جب ذکر خدا آتا ہے

☆ ☆

بہتر سمجھے ہو تم جو خاموش کو
یہ بھی نہ کہو کہ خامشی بہتر ہے

☆ ☆

الف بے تے ہی کو پڑھ کر میں سمجھا
الف اللہ کا اور ماسوا بت

☆ ☆

نہ ازل کی رہی یاد اور نہ ابد کی ہے خبر
آفریں تجھ پہ مجھے ہوش میں لانے والے

☆ ☆

بے حد وہ خفا ہیں اکبر سے اور اس کی دعا یہ ہے کہ انہیں
اللہ بصیرت ایسی دے اپنی غلطی کو دیکھ سکیں

☆ ☆

علم پر گو غرور بیجا ہے
جاہلوں سے ہے اجتناب روا

☆ ☆

شیخ برگڈ کہتے ہیں مذہب ضروری ہے مگر
فائدہ مذہب کا جو کچھ ہے اسی دنیا میں ہے

☆ ☆

وہ خرافات پر ہیں داد طلب
واہ واہ پر عجب مصیبت ہے

☆ ☆

حضرت کی شعر گوئی کچھ مستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

☆ ☆

حقیقی اور مجازی شاعری میں فرق یہ پایا
کہ وہ جامے سے باہر ہے یہ پاجامے سے باہر ہے

☆ ☆

کیا خبر خلد سے کیوں حضرت آدم نکلے
ہم تو مصروف ہیں گیہوں کی خریداری میں

☆ ☆

لاکھ چھانٹیں وہ مذہبی باتیں
فرق ہے شیخی و کلرکی میں

☆ ☆

لیڈر کو دیکھتا ہوں تصوف پہ معترض
کالج کے کیڑے پڑ گئے دلق فقیر میں

☆ ☆

اصطلاح بت بے پیر اسی پر ہے درست
جس کا مرشد نہیں استاد نہیں پیر نہیں

☆ ☆

تعلیم اس کی اچھی جو اپنے گھر میں خوش ہو
مذہب اسی کا اچھا جس کو پولس نہ پکڑے

☆ ☆

طاعون کی بدولت ان کو بھی ارتقا ہے
جو مارتے تھے مکھی اب مارتے ہیں چوہے

☆ ☆

تمہاری شاعری یہ پھل جھڑی ہے یا پڑاقا ہے
یہ حافظ ہی کی محفل ہے جہاں کا سادھا قا ہے

☆ ☆

تم خدا کو خوش کرو سب کی خوشامد چھوڑ کر
باخدا حاکم جو ہوگا خود ہی خوش ہو جائے گا

☆ ☆

فرما گئے ہیں یہ خوب بھائی گھورن
دنیا روٹی ہے اور مذہب چورن

☆ ☆

نا ملائم کیوں کہو اور کیوں سنو
بات یہ ہے چپ کرو یا چپ رہو

☆ ☆

سمجھی ہوئی باتوں نے پریشان کیا ہے
مشتاق ہوں اس کا جو سمجھ میں نہیں آتا

☆ ☆

قائل ہمہ اوست کا ہے اکبر
محسوس مگر ہمہ نہیں ہے
کرتا ہوں مضمون یہ مغرب سے نقل
بولتا ہے علم اور سنتی ہے عقل

☆ ☆

کالج کے مفتیوں سے کل کہہ رہے تھے اکبر
بسکٹ سے باز آنا رہبانیت نہیں ہے

☆ ☆

کہتے ہیں کہ تم قوم سے قم کیوں نہیں کہتے
کہہ دو یہ مناسب ہے تو تم کیوں نہیں کہتے

☆ ☆

یہی ان کے عقائد ہیں یقیں اس کا نہیں ہوتا
جو کرتے ہیں نہ کرتے یہ اگر ان کو یقیں ہوتا

☆ ☆

فرمان کسے بودہ در ہا کہ چنیں سفتم
گفتند بگو گفتم گفتند مگو خفتم

☆ ☆

سایہ مدت ہوئی غبارہ بنا

پاپچوں میں بھی اب بھری ہے ہوا

☆ ☆

جو کہہ رہا ہے خود اس کو نہیں ہے وہ محسوس
غرض کہ داد ہی پالے اثر سے ہو مایوس

☆ ☆

رجز تو تو نے سنائی رہ عمل کو بھی دیکھ
پرانے قصے تو ہیں یاد آج کل کو بھی دیکھ

☆ ☆

یاں نہ منطق ہے کتابوں کے نہ پشارے ہیں
جوش ہے دل میں مضامین کے فوارے ہیں

☆ ☆

مغربی تعلیم ہو اور ہوم رولی بات ہو
لطف موسم ہے یہی مینڈک ہو اور برسات ہو

☆ ☆

دین پر جب ہم نے دنیا کو مقدم کر دیا
دینوی درجے کو بھی اللہ نے کم کر دیا

☆ ☆

خوب عالم ہے زمانے کو جہاں دخل نہیں
بزم توحید میں یہ گردش ایام کہاں

☆ ☆

سر جھکا رکھ سر اٹھانے کی جگہ اے دل کہاں

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved

چاند ماری ہو رہی ہے بدر کی منزل کہاں

☆ ☆

حرج کیا روپیہ جو کاغذ کا چلا
غم نہ کھا روٹی تو گیہوں کی رہی

☆ ☆

ہے حوادث کا محبان الٰہی پر بھی فیر
ہاں حساب دوستاں در گور اگر کہیئے تو خیر

☆ ☆

نبوت کا زمانہ اور تھا اب اور جھرمٹ ہے
وہاں سینے میں قرآن یہاں سینے میں بسکٹ ہے

☆ ☆

کیا ترقی کہ بہم جس سے بڑھے بغض و نفاق
فربہی کیا ہے اگر خلط ہے فاسد پیدا

☆ ☆

اس وقت مولویت صوفی سے بھڑ گئی ہے
اغیار کو ہو مژدہ آپس میں چھڑ گئی ہے
ملا کو زعم ہے یہ دانم چرا نگویم
صوفی کو یہ کہ دارم پائے چرا نہ پویم
ملا یہ کہہ رہے ہیں میرا رسالہ دیکھو
صوفی کا ہے اشارہ میرا پیالہ دیکھو
ملا پکارتے ہیں منطق کی جنگ اچھی

صوفی کا ہے ترانہ حق کی ترنگ اچھی
ملا یہ کہہ رہے ہیں قرآن ہی سے بڑھیے
صوفی یہ کہہ رہے ہیں معنی سمجھ کے پڑھیے
اس جنگ میں ہے بے شک نادانی سیاسی
یہ بات ہے یقینی ہرگز نہیں قیاسی
گو قید ظاہری کی پاتے ہیں ان میں قلت
وہ بھی جماعتیں ہیں وہ بھی ہے نظم ملت
دینی طریق میں تو ہر سمت اب کمی ہے
مجلس میں ہے تزلزل ہیلوں میں برہمی ہے
کہتے ہیں کر رہے ہیں ہم یہ رفارمیشن[115]
دیکھا نہیں تھا لیکن مردوں پہ آپریشن[116]

بازو قوی جو رکھتے ہوتی اگر حکومت
اس وقت شاید آتی کچھ کام یہ خصومت
تنگی رزق نے تو چرخے دیے ہیں کتوا
کیسی دلیل شرعی کیسا خرد کا فتویٰ
ہوتا رہے گا نشتر پہلے چلائیے تو
جانِ حزیں کو ان کے تن سے ملائیے تو
ہے ہاتھ میں قلم بھی منہ میں زبان بھی ہے
لیکن یہ دیکھیے تو حضرت میں جان بھی ہے
وضع کہن کا مٹنا اس کی یہ رت نہیں ہے

تیشے سے توڑو تم ایسا یہ بت نہیں ہے
اس وقت کیا تمہاری یہ خوش خیالیاں ہیں
آپس میں گالیاں ہیں غیروں کی تالیاں ہیں
بہتر ہے کام لینا نغمات موعظت سے
رو کو گلے کو لیکن ایسی چلت پھرت سے
شیعہ ہوں خواہ سنی ملا ہوں خواہ صوفی
بے سود جنگ باہم ہے سخت بے وقوفی
باتیں نئ کہاں سے لا کر کوئی کہے گا
تم بھی وہی رہو گے وہ بھی وہی رہے گا
دیکھو ذرا تنزل تو خود ہی زور پر ہے
موقوف کب یہ حالت آپس کے شور پر ہے
وقت نزاع باہم ہرگز نہیں ہے یارو
اللہ کو پکارو اللہ کو پکارو

☆ ☆

وہ خود آرائی کہاں خوشیوں کی تمہید اب کہاں
رسم ادا کر دیتے ہیں مل لیتے ہیں عید اب کہاں

☆ ☆

دانے کو ہے حق نشوونما اس سے تو نہیں انکار مجھے
لیکن یہ بتاؤ مجھ کو فدا وہ کھیت میں ہے یا پیٹ میں ہے

☆ ☆

چلتی نہیں کچھ اپنی کوئی ہزار چاہے

ہوتا ہے بس وہی جو پروردگار چاہے

بے رونقی اکبر میں ہو شریک آ کر

جو موسم خزاں میں رنگ بہار چاہے

☆ ☆

یہ پرچہ جس میں چند اشعار ہیں ارسال خدمت ہے

ہمارے لخت دل ہیں آپ کا مال تجارت ہے

☆ ☆

کہوں کیا ہستی باری میں شک ہونے کے کیا معنی

یہی سمجھا نہیں میں آج تک ہونے کے کیا معنی

☆ ☆

تنہائی میں بھی فکر جماعت کی جی میں ہے

دنیا میں میں نہیں ہوں یہ دنیا مجھی میں ہے

☆ ☆

شاگرد ڈارون تو خدا ہی نے کر دیا

اکبر مگر نہیں ہے مداری کے ہاتھ میں

☆ ☆

اگرچہ دعوئے اسلام ہے مگر بالفعل

سوا خدا کے ہمارا کوئی گواہ نہیں

☆ ☆

چھوڑنا ممکن ہے اکبر شوخی گفتار کو

ترک حق گوئی ہے مشکل محرم اسرار کو

☆⌛⌘☆

جوانی نے تو اپنے واسطے ہم کو اٹھایا تھا
بڑھاپا تو بٹھائے اب خدا کے واسطے ہم کو

حواشی

ا؎ : ⌛ Resolution، قرارداد

۲؎ : ⌛ Lemonade

۳؎ : ⌛ Self-Government

۴؎ : ⌛ Peppermint

۵؎ : ⌛ Phono یعنی گرافون یا فونوگراف

۶؎ : ⌛ Political، سیاسی

۷؎ : ⌛ Sir

۸؎ : ⌛ Ball، مجلس رقص

۹ : ⌛ Album، مرقع تصاویر

۱۰ : ⌛ Very Busy، بہت مصروف

۱۱ : ⌛ Whisper، سرگوشی

۱۲ : ⌛ اشارہ مرگ ہاشم

۱۳ : ⌛ Social، معاشرتی

۱۴ : ⌛ SHOP، دکان

۱۵ : ⌛ Jump، کودنا

۱۶ : ⌛ 1909 میں آنکھ پر آپریشن ہوا تھا اور مجھ کو ہدایت تھی کہ بات نہ کروں۔

۱۷ : ⌛ Commission

۱۸ : ⌛ Pipe، نل

۱۹ : ⌛ Mission

۲۰ : ⌛ Society

۲۱ : ⌛ اس شعر پر ڈاکٹر اقبال نے انگریزی میں ایک آرٹیکل لکھا ہے اور فلاسفر ہیگل پر اس طرز بیان میں مصنف کو ترجیح دی ہے۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۲۲ـ ⌛ Civil Surgeon

۲۳ـ : ⌛ Honour، عزت افزائی

۲۴ـ : ⌛ یہ شعر پریمی صاحب احمد آبادی کے نام خط مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۱ء میں ہے

۲۵ـ : ⌛ Office

۲۶ـ : ⌛ Philosophy

۲۷ـ : ⌛ Pocket

۲۸ـ : ⌛ Watch

۲۹ـ : ⌛ Irish

۳۰ـ : ⌛ English

۳۱ـ : ⌛ Scotch

۳۲ـ : ⌛ نواب صاحب پریانوان

۳۳ـ : ⌛ Source، ماخذ

۳۴ـ : ⌛ Force، طاقت

۳۵ـ : ⌛ Bust، اوپر کا دھڑ

۳۶ـ : ⌛ Thank You، شکریہ

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-20

۳۷ : Press،یعنی اخبارات

۳۸ : Song،گیت

۳۹ : Reasonable،معقول

۴۰ : Seasonable،موافق موسم

۴۱ : Polo Pony

۴۲ : Philosophy، فلسفہ

۴۳ : Service

۴۴ : Certificate

۴۵ : Mystery، راز

۴۶ : Follower، پیروکار

۴۷ : مصنف خودان قوافی کو بالکل ٹھیک نہیں سمجھتا

۴۸ : Lemonade

۴۹ : Whisky

۵۰ : Fool

۵۱ : بہ ضرورت قافیہ

۵۲ : مطبوعہ کلیات میں یہ جگہ اسی طرح خالی ہے

۵۳ : Gown

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۵۴۔ : ⌛ Lavnder

۵۵۔ : ⌛ Official،سرکاری

۵۶۔ : ⌛ Social،معاشرتی

۵۷۔ : ⌛ Come on

۵۸۔ : ⌛ Teacher،استاد

۵۹۔ : ⌛ Pupils، شاگرد

۶۰۔ : ⌛ Lazy

۶۱۔ : ⌛ Ready

۶۲۔ : ⌛ Reject

۶۳۔ : ⌛ Select، منتخب کرنا

۶۴۔ : ⌛ Erect،تعمیر کرنا

۶۵۔ : ⌛ Money، زرنقد

۶۶۔ : ⌛ نام اخبار

۶۷۔ : ⌛ اڈیٹر لیڈر

۶۸۔ : ⌛ P

۶۹۔ : ⌛ Q

۷۰۔ : ⌛ Third

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۷۱ : First

۷۲ : Second

۷۳ : Class، درجہ

۷۴ : Reform، اصلاح

۷۵ : اڈیٹر مشرق

۷۶ : Loyal Subject، وفادار رعایا

۷۷ : Cup، پیالہ

۷۸ : Brigade

۷۹ : رئیس جائس، اودھ وکیل الٰہ آباد

۸۰ : فرزند حضرت اکبر

۸۱ : Polygamy، تعداد ازدواج

۸۲ : اس بچے کا تاریخی نام سید ظفر امام تھا

۸۳ : ڈپٹی کمشنر جبل پور

۸۴ : یہ اشعار حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی
کی بات اس وقت لکھے گئے جبکہ وہ
اپنے موجود رنگ سے بہت دور تھے

۸۵ : Turn جاری

۸۶ : Liberty، آزادی

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

۸۷؎ : ایک پنڈت صاحب کی فرمائش پر لکھی گئی

۸۸؎ : Certificate،تصدیق نامہ یا سند

۸۹؎ : Gazetted

۹۰؎ : Bill

۹۱؎ : Cash، نقدی وصول کرنا

۹۲؎ : Hint، اشارہ

۹۳؎ : Self- Goverment

۹۴؎ : Office، دفتر

۹۵؎ : Mill، کارخانہ

۹۶؎ : High Mark

۹۷؎ : Park

۹۸؎ : Honey Moon۔ماہ عسل

۹۹؎ : Anniversary

۱۰۰؎ : V.P

۱۰۱؎ : Natural، فطرتی

۱۰۲؎ : Dissmiss، موقوف

۱۰۳؎ : Cockatoo، بڑی کلغی والا طوطا

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۰۴؎ : ⌛ E.I.R

۱۰۵؎ : ⌛ YES، ہاں

۱۰۶؎ : ⌛ No، نہیں

۱۰۷؎ : ⌛ John Bull

۱۰۸؎ : ⌛ اخبار الہلال، کلکتہ

۱۰۹؎ : ⌛ اخبار توحید خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایڈیٹری میں میرٹھ سے نکلتا تھا

۱۱۰؎ : ⌛ Native of India

۱۱۱؎ : ⌛ Cutlet، انگریزی کباب

۱۱۲ : ⌛ Air Ship، ہوائی جہاز

۱۱۳؎ : ⌛ Beauty، حسن

۱۱۴؎ : ⌛ Duty ، فرض

۱۱۵؎ : ⌛ Reformation، اصلاح

۱۱۶؎ : ⌛ Operation

THE END_______ختم شد____

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006